نادِ وقت

اِنِ الحُکمُ اِلَّا لِلّٰہ

بے شک حاکمیت اللّٰہ کے لئے ہے



اطیعو اللہ و اطیعو الرّسول

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو

بابا جی عنایت اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب	**نادِ وقت**
مصنف	عنایت اللہ
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	اگست ۲۰۰۸ء
قیمت	--

منگوانے کا پتہ:

مقدّم ہاؤس

شمس کالونی، گولڑہ موڑ پوسٹ آفس، اسلام آباد

03335177938, 03360111165, 051-2315014

babagee.inayatullah@gmail.com

بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

حمد باری تعالیٰ

تو عقل و خرد سے ہے ماورا، تو زمان و مکاں میں ہے جا بجا
تو عظیم ہے اور عظیم تر۔تیری ذات جل جلال ہو

تو ذات و صفات میں ہے یکتا، تو ہر عیب سے ہے منزہ
تو لا شریک ہے با خدا۔تیری ذات جل جلال ہو

تو بحر و بر میں ہے ہر جگہ، نہ کوئی حدود ہے نہ انتہا
تو کیسے ہو منکشف اے خدا، تیری ذات جل جلال ہو

تیری صورتیں تیرے نقش و نگار، تیرا معمار خانہ ہے لا جواب
اے مصور با کمال ، تیری ذات جل جلال ہو

تیرے اسمائے حسنہ کی بات کیا، یہ خوب سے ہیں خوب بجا
تو جمیل ہے اے حسن جمال ، تیری ذات جل جلال ہو

جو ذکر و فکر میں ڈھل گیا، اسے موت سے ہے کیا واسطہ
تیری ذات عالی ہے بر ملا، تیری ذات جل جلال ہو

تیری تسبیح چرند پرند کریں، تیرے سامنے تسلیم و خم کریں
اے صورت گر اے سیرت نواز، تیری ذات جل جلال ہو

مجھے حمد و ثنا کا ساز دے، میرے ہمنوا میرا ساتھ دے
مجھے قلب و نظر بیدار دے، تیری ذات جل جلال ہو

تجھے جس نام سے بھی پکار لوں، تو منور ہے ہر صفات میں
تو جلال و جمال سے ہے آراستہ، تیری ذات جل جلال ہو

مجھے احسن تقویم کی خیرات دے، مجھے عظیم و قدیم کی بات دے
مجھے کون و مکاں سے نواز دے، تیری ذات جل جلال ہو

مجھے رحم و کرم کی بھیک دے، مجھے حسن عمل کی توفیق دے
میرے غمکدے کو ثبات دے، تیری ذات جل جلال ہو

مجھے ادب جہاں کا نور دے، مجھے الفت نبی کریم دے
مجھے ورد آل درود دے ،تیری ذات جل جلال ہو

میرے دکھ سے ہے تو آشنا ،میرے درد کو کر عطا شفا
تو ورد عنایت عام کر ، تیری ذات جل جلال ہو

بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

نعت شریف

دہر میں پھیلی ہوئی ہے ہر سو یہی اک صدا — شمس و قمر کی روشنی ، تپش و تسکیں جا بجا
صلِ علیٰ فغاں فغاں، صلِ علیٰ محمد

شب صحرا، کوہ و دمن، محو ترنم حمد و ثنا، — باد نسیم ، باد شمیم، دے رہی ہیں یہی ندا
صلِ علیٰ میں بڑا مزا صلِ علیٰ محمد

نور ہیں پرنور ہیں آب و گل فشاں فشاں — کوہ و بیاباں کی خموشی، ان پہ ہوئی ہے فدا
صلِ علیٰ ے مدنی پلا صلِ علیٰ محمد

ہنگامہ ہائے کائنات میں تیری نوا تیری نوا — تیرے فقیروں کو ملی شب بیداری کی عطا
صلِ علیٰ ہے سب کی نوا صلِ علیٰ محمد

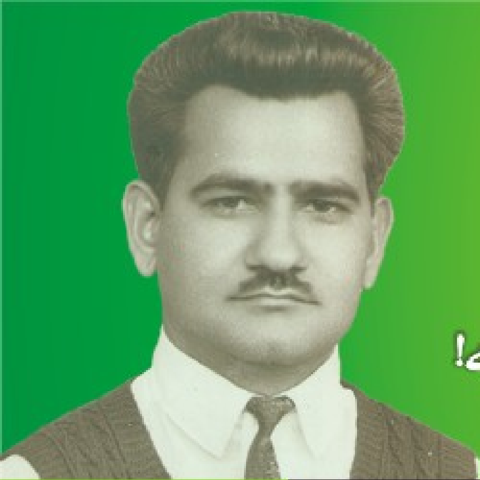
ملے فضل و کرم ہوں دور الم، نگر نگر پھرے تیرا گدا — ید بیضا ہو مسیحائی ہو اور رحمتِ عالم کی شفا
صلِ علیٰ ذرا سنتا جا ، صلِ علیٰ محمد

کبھی لذت وصل مسیحا بنی کبھی سوز جدائی میں تڑپتا رہا — کبھی باب العلم پہ جھکا رہا کبھی در رحمت پہ کھڑا ہوا
صلِ علیٰ ذرا مکھڑا دکھا صلِ علیٰ محمد

تیرے فقیر روشن ضمیر، مے وصل کے ہیں گدا — آغوش میں ان کی تجلیاں، فکر میں محشر بپا ہوا
صلِ علیٰ ہر دکھ کی دوا صلِ علیٰ محمد

کوہ وبیاں ہیں جلوہ گاہ ، خلوتوں میں یوں چپ ہوا — چراغ نور منزل بہ منزل راہ راست روشن ہوا
صلِ علیٰ درود و صلوۃ صلِ علیٰ محمد

واصفؔ کو دیا واصفؔ نے پیا جھوما اور مستی میں کہا — عنایتؔ بھی کھڑا چپ سادھ رہا جب نظر پڑی انمول ہوا
صلِ علیٰ ہے داستان خدا صلِ علیٰ محمد



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



نادوقت

نادِ وقت سنانے والا ملنگ بابا جی عنایت اللہ

ڈاکٹر رشید نثار

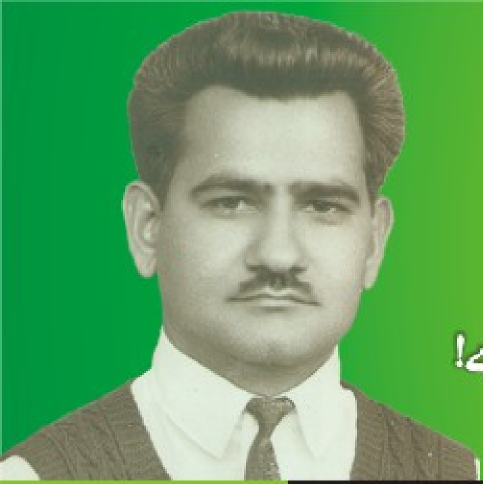
ہمارے عہد میں روح عصر کے نمائندہ واصف علی واصفؒ تھے۔ وہ عارف حق اور متفکر صالح تھے۔ ان کی دانش کے روشن چراغ بابا جی عنایت اللہ ہیں۔ جن کے پاس علم، دانش اور vision تینوں موجود ہیں۔

راقم التحریر جناب واصف علی واصفؒ کو اس عہد کا کشادہ ظرف انسان اور فلسفہ دان تسلیم کرتا ہے۔ وہ زندگی بھر بحرِ بے پایاں سے افکار کے گوہر نایاب نکالتے رہے۔ ان کے فکر کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے ہم سب کو کسب فیض کرنا چاہیے تھا۔ واصف علی واصفؒ اپنے پیش رو آپ تھے۔ انہوں نے اپنے ہم عصروں میں نمایاں عزت حاصل کی انکے بعد بابا جی عنایت اللہ دبستان واصف کی نمائندگی کرتے ہوئے نوعیت کے اعتبار سے ذاتی سطح پر ایک عظیم کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔ ان کی کتب کی اشاعت اور اسباب زوال امت کے حوالے سے دردمندی کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔

جناب بابا جی عنایت اللہ نے ماضی کا تجزیہ جس انداز سے کیا ہے۔ اسکی روشنی میں ہم اپنے حال اور مستقبل کی آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ ان کی کتب کی ورق گردانی کرتے ہوئے ہم ایک ایسے شخص سے شرفِ ملاقات حاصل کرتے ہیں۔ کہ جن کے پاس ازمنہ وسطیٰ کی تاریخ اور اپنے عصر کا زندہ شعور موجود ہے۔ ان کی کتب دبلی پتلی اور بابا جی عنایت اللہ کے قد بت کے برابر ہیں۔ مگر ان میں حکمت و فلسفہ، حیرت انگیز بصیرت اور ژرف بینی اس امر کی شہادت پیش کرتی ہے۔ کہ وہ اس عہد کا ایک اہل بصیرت انسان ہے جو اہل مذاہب کی توجہ پیغمبران کی تعلیمات کی روحانی، الہامی صداقتوں کی طرف مبذول کرواتا اور قاری کے دل و دماغ کو دولت لازوال سے مالا مال کرتا جاتا ہے۔

بابا جی عنایت اللہ ماہر عمرانیات ہی نہیں۔ علم اور حکمت کے تمام متداول شعبوں سے واقف اور صحت مند ذہن کے ساتھ سوچنے کے عمل سے آشنا ہیں۔ وہ یگانہء روزگار شخص ہونے کی وجہ سے توفیق خداوندی کے زیادہ قریب ہیں۔ چنانچہ انہوں نے نام نہاد جمہوریت کے دانشوروں کے نظریات اور مذاہب کے پیغمبران کے الہامی اور روحانی نظریات کی وضاحت کرتے ہوئے جمہوریت کی بالادستی کو مسترد کر دیا ہے۔ اور دوسرے مذاہب سے پرامن تصفیہ حاصل کرنے کیلئے جرات افکار کی دعوت دی ہے۔

راقم التحریر ان کے حقیقت پسندانہ تجزیئے اور کسان مزدور تحریک کا ہمنوا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس فکر و عمل کی روشنی میں بابا جی عنایت اللہ ایک عظیم پیغام اور ایک عظیم انقلاب کے داعی بن کر سامنے آئے ہیں۔ چنانچہ انہوں سرکاری بالادستی کی جمہوریت کے برعکس انسان کو پیغمبران کے الہامی نظریات کی بالادستی کو قائم کرنے کی نوید سنائی ہے۔ جو انسانیت کے لئے باعث رحمت اور امن و سکون کے ضامن ہیں۔ انکی تحریریں مذہبی پیشواؤں، اہل دل، اہل نظر، شب بیداروں اور آہِ سحر گاہی کے آشنا انسانوں کے لئے ہیں۔ تاکہ وہ مذاہب کے نظریات کی صداقتوں کو جمہوریت کے باطل، غاصب شکنجوں سے واگذار کرواسکیں اور دنیا امن کا گہوارہ بن سکے۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



ڈاکٹر رشید نثار

نادِ وقت سنانے والا ملنگ بابا جی عنایت اللہ

نادِ وقت

پاکستان جب سے معرض وجود میں آیا ہے۔اس عہد سے لے کر آج تک علوم وفنون کو زوال آرہا ہے۔پیغمبران کی تعلیمات کی روشنی میں متمدن اور مہذب معاشرہ تشکیل نہیں پا رہا۔جمہوریت کے ضابطہ حیات کے ظلم وتعدی کو کوئی روکنے والا نہیں ۔مال بنانے کی فیکٹریاں وجود پا رہی ہیں۔دنیائے عالم میں اور بالخصوص پاکستان میں معاشی اور معاشرتی قتال جاری ہے۔محنت کشوں اور کاملان فن کو رزق دستیاب نہیں۔چاپلوس اور چرب زبان بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ایٹم بم فوبیا ہمارے ذہن میں شامل ہو گیا ہے۔ہم نے ایٹم بم بنا کر طمانیت حاصل نہیں کی۔لہذا خوف کی لرزش اور insecurity کو ہماری گفتگو اور تحریروں کے گہرے سکوت میں عکس کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان کے روز وشب سے یہ امر عیاں ہے۔کہ اس ملک کو امریکا کے ہاتھوں رہن رکھ دیا گیا ہے۔مغربی جمہوریت کے اژدہا نے مذاہب کے نظریات اور تشخص کو نگل لیا ہے۔لہذا تمام عالم میں مذاہب کے ارتقائی عمل کا پہیہ جام ہو گیا ہے۔بابا جی عنایت اللہ نے کامل دل سوزی کے ساتھ فلسفیانہ جائزہ لے کر تاریخی حرکت کی نشاندہی کی ہے۔انہوں نے کائنات کے آغاز اور انجام کو تاریخ کے نظریئے کے ساتھ منطبق کر کے دیکھا ہے۔چنانچہ ان کے شعور میں اجتماعی زندگی میں شجاعت، تفکر اور انسانی دائرے کا نیا سفر بدرجہ اتم موجود ہے۔

موجودہ وقت اور تمام عالم، امریکی سامراجی جمہوریت کی بربریت کی زد پر ہے۔زمانہ اور تاریخ دونوں اس کے پنجہ استبداد میں ہیں۔میرے نزدیک یہ تاریخ کا جبری عمل ہے۔امریکا کو شائد کبھی زوال نہیں آئے گا۔کیونکہ پوری دنیا اپنے نقطہ عروج پر پہنچ کر زوال پر آمادہ ہے۔پاکستان خصوصی طور پر عہد طفلی میں بوڑھا ہو گیا ہے۔یہ ملک اپنی جوانی امریکا کی باجگذاری میں گزارتا رہا ہے۔اس کے پاس اپنی دینی تہذیب وتمدن کوئی نہیں۔لہذا بے کراں روحانی افلاس وجود پا گیا ہے۔بابا جی عنایت اللہ اس کا علاج بھی دینی نظریات کی سرکاری بالادستی ہی میں تلاش کرتے ہیں۔ان کے اپنے قول وفکر میں واصف علی واصفؒ کی روحانیت، انکا اپنا کشت اور اولوالعزمی موجود ہے۔

بابا جی عنایت اللہ فقیر دوست اور خاموش طبع انسان ہیں۔وہ سوجھ بوجھ کی دولت سے مالا مال ہیں۔انہوں نے "سرفکریت" کی بجائے جدید نقطہ نظر کو اپنے تفکر میں روا رکھ کر "نادِ وقت" سنائی ہے۔وہ اسلام کو بقائے عالم کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ادیانِ عالم کو باعثِ فلاح گردانتے ہیں۔ہم اسے طرز تاریخ نگاری کے مشابہ قرار دے سکتے ہیں۔یاد رہے ان کی تاریخ نگاری وسیع المشربی اور بے کراں نقطہ نگاہ کو پیدا کرتی ہے۔

پیش لفظ

کرنل (ر) غلام سرور ستارہ امتیاز

برادر عزیز ڈاکٹر تصدق حسین راجہ کا میں تہہ دل سے ممنون ہوں۔ کہ ان کی وساطت سے ایک مرد خود آگاہ اور درویش خدا مست سے اکتساب فیض کی سعادت نصیب ہوئی۔ میرا اشارہ جناب عنایت اللہ صاحب کی جانب ہے، جنہوں نے ایک طویل عرصہ تک عہد حاضر کے عظیم مفکر حضرت واصف علی واصفؒ کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کر کے علم و عرفان کی کئی منازل انتہائی خوش اسلوبی سے طے کر رکھی ہیں۔

یہ رتبہء بلند ملا جس کو مل گیا!

ان سے فیض یاب ہونے کی جہاں مجھے بے پایاں خوشی ہوئی۔ وہاں اس بات کا مجھے افسوس بھی ہوا کہ موصوف سے میں اس سے پہلے کیوں متعارف نہ ہو سکا۔ پھر مجھ پر کچھ اس طرح کی کیفیت طاری ہوئی۔ کہ مجھے بے اختیار شاعر کی آواز میں آواز ملا کر کہنا پڑا:۔

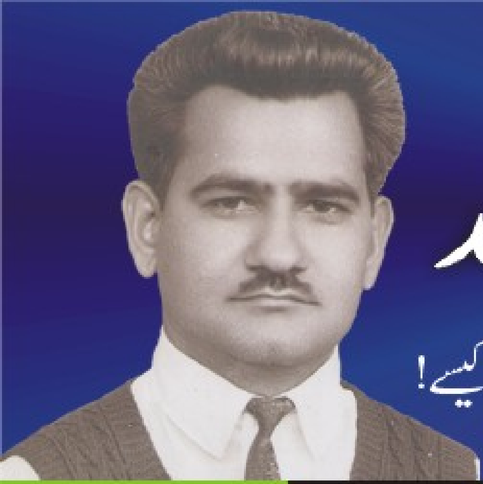
نالہ از بہر رہائی نہ کند مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نہ بود

عنایت اللہ صاحب کی چار تصانیف 'آئینہ وقت' 'صدائے وقت' 'ندائے وقت' اور 'آواز وقت' اس سے قبل طباعت کے مراحل طے کر چکی ہیں۔ ''نادِ وقت'' ان دنوں طباعت واشاعت کے مراحل طے کر رہی ہے۔ امید ہے، بہت جلد یہ کتاب بھی قارئین کے ہاتھوں میں ہو گی۔

کتاب ھذا پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ ان ابواب میں امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا تجزیہ بڑے دردمندانہ انداز میں کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی امتیازی پہچان یہ ہے۔ کہ بیک وقت ذہن کے دریچوں کو وا کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی قلب کو گرماتی بھی ہے۔ مصنف نے بڑے موثر انداز میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے، کہ پاکستان اسلامی ضابطہ حیات اور اسلامی مملکت قائم کرنے کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ مقصد یہ تھا۔ کہ یہ ملک مسلم امہ بلکہ پوری انسانیت کو الہامی اور روحانی تعلیمات سے روشناس کرا سکے۔ لیکن وائے حسرت ایسا نہ ہو سکا۔ اور پاکستانی قوم کو سیاستدانوں اور حکمرانوں نے اینٹی کرسچن مغربی جمہوریت کی بے دینی کی خرافات میں گم کر دیا۔ حصول پاکستان کے اصل مقصد کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا۔ اور طالع آزماؤں اور ابن الوقتوں نے اس کے ملی تشخص کو اس طرح پاؤں تلے روند ڈالا۔ کہ اس پر نزع کی کیفیت طاری ہو گئی۔ مصنف درست فرماتے ہیں کہ وطن عزیز اسلامی نظریات کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا۔ مگر اس وقت صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ اسلام کے منافی مغربی جمہوریت کے باطل و غاصب نظریات پر مشتمل قوانین وضوابط کے گھپ اندھیروں میں گم ہو کر رہ گئی ہے۔ مصنف کا اسالیب ہے کہ امت مسلمہ کی منزل کا تعین صرف دین حق کے اسلامی نظام مملکت میں مضمر ہے۔ جب تک مسلمان ممالک کی قیادت اللہ کے احکام اور اس کے دستور مقدس کا نظام اور ضابطہ حیات کو نافذ کرنے والے کسی قائد کے ہاتھ نہیں آتی۔ اتنی دیر تک مسلمان قوم اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتی رہے گی۔ اور اسے منزل کا سراغ نہیں مل سکے گا۔

پیش لفظ

مصنف اس بات پر سخت دلفگار ہے۔ کہ گم گشتہ راہ بندگان خدا نے انبیاء کرام کے الہامی، نورانی اور دینی ضابطہ حیات کو پس پشت ڈال کر فرعون و یزید کے باطل نظام کی بالادستی کو قبول کر لیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج انسانیت طبقاتی کشمکش کی گرفت میں الجھی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ مادیت کے حصول کی جنگ میں غرق ہوتی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی زبوں حالی تو مسلم ہے، ادھر عیسائیت کے علمبرداروں نے بھی عیسائیت کے نورانی ضابطہ حیات اور نظریات کی بجائے اینٹی کرسچن مغربی جمہوریت کے باطل اور غاصب فرعونی ضابطہ حیات اور اس کے نظریات کو اور اس کی تعلیمات کو اپنے اپنے ممالک میں رائج کر رکھا ہے۔ ان منافق حکمرانوں نے اپنے پیغمبران کے نظریات اور ان کی تعلیمات کو ملکی سطح پر منسوخ کر دیا ہوا ہے۔ عیسائیت کو اینٹی کرسچن جمہوریت کے کلچر کی تعلیم و تربیت کے ذریعہ فرعونی مادہ پرستی اور قتل و غارت کے باطل نظریات میں کنورٹ کر لیا ہے۔ ان اسلام دشمن سیاستدانوں نے کمال ہنرمندی سے اسلاف کی تاریخ کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے۔ آج مغربی جمہوریت کے علمبرداروں نے دنیا میں ہر طرف جنگ کے شعلے بھڑکا رکھے ہیں۔ اور ان شعلوں کے اثرات مختلف ممالک میں پھیلتے جا رہے ہیں۔ مصنف کے نزدیک اس سنگین صورت حال سے نمٹنے کی صورت یہ ہے کہ مذہبی پیشواؤں اور روحانیت کے علمبرداروں اور عیسائیت کے پیروکاروں کو الہامی کتابوں کے متضاد مغربی جمہوریت کے عدل کش نظام حیات سے نجات حاصل کرنے کی تدابیر پر غور کرنا ہوگا۔ اور اللہ کی حاکمیت قائم کرنے اور مذہب کی بالادستی کو یقینی بنانے کے لئے منظم مہم کا آغاز کرنا ہوگا۔ اب صرف باتوں سے بات نہیں بنے گی۔ پل کے نیچے سے پہلے ہی بہت پانی بہہ چکا ہے۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



نادوقت | پیش لفظ | کرنل (ر) غلام سرور ستارہ امتیاز

پیش لفظ

مصنف کا ارشاد بجا ہے۔ کہ آج کم وبیش تمام ممالک پر کسی نہ کسی حوالے سے مغربی جمہوریت کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ مگر اس وقت گلوبل لائف ان ممالک کی مہلک اسلحہ سازی اور قتل وغارت کی گرفت میں ہے۔ مغربی جمہوریت کے تربیت یافتہ رہزن پسماندہ قوموں کو دبوچنے کا طریقہ واردات کچھ یوں ہے۔ کہ یہ ترقی یافتہ ممالک شروع میں دوستی کا روپ دھار کر پسماندہ ممالک کی جانب اپنا دست شفقت بڑھاتے ہیں۔ ان ممالک کی بنیادی ضروریات بھی پوری کرتے ہیں۔ اور انہیں مالی امداد بھی فراہم کرتے ہیں۔ پھر ان ممالک کی ضروریات کا تخمینہ لگا کر ان ممالک پر ڈالروں کی بارش برسانا بھی شروع کرتے ہیں۔ حاجت مند ممالک کہتے ہیں۔ کہ مسیحا نے ان کی مشکلات حل کر دی ہیں۔ ادھر مسیحا خوش ہے کہ شکار زیر دام آ گیا ہے۔

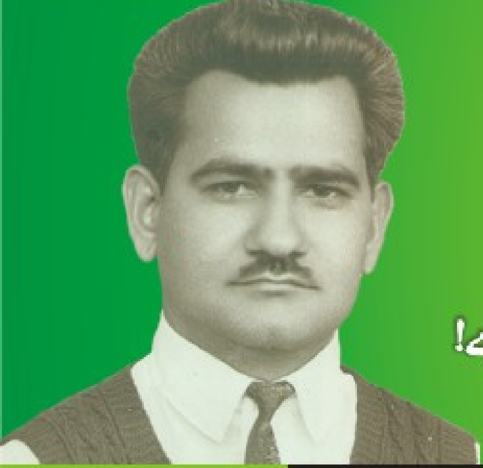
صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی ... مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمے پہ شاد ہے

مصنف کا ارشاد بجا ہے کہ آج انسانیت بالخصوص امت مسلمہ نان کرسچن جمہوریت کے دین کش ایک بہت بڑے دردناک المیہ اور فتنہ سے دوچار ہے۔ دنیا میں اس وقت ۵۶ اسلامی ممالک موجود ہیں۔ لیکن ملوکیت نے ان کے بطن میں جا بجا پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ ایک جانب مسلمان حسینیتؑ کی یاد کو مناتے ہیں۔ مگر دوسری جانب وہ یزیدی نظام حکومت کی سرکاری طور پر پیروی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان باطل قوتوں کو للکارنے کی اپنے تئیں ہمت نہیں پاتے۔ قول وفعل کے اس تضاد نے مسلمانوں کو ذلت اور رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا ہے۔ ایسے میں مسلمانوں کی نجات کی صورت صرف یہ ہے۔ کہ وہ اسلام کے عطا کردہ شورائی نظام مملکت کی روح کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور ان ابدی ہدایات کی روشنی میں پیش آمدہ حل تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں ان کی فلاح کا راز مضمر ہے۔

دست ہر نا اہل سیاست کند ... سوئے مادر آ کہ تطارت کند

ہوا ہے گو تند وتیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے ... وہ مرد درویش جس کو حق نے دیے ہیں انداز خسروانہ





نادوقت — تبصرہ — ڈاکٹر تصدق حسین راجا

یہ ۱۹۹۷ء کا ذکر ہے۔ مجھے پروفیسر واصف علی واصف صاحبؒ پر کچھ لکھنے کا شوق ہوا۔ تو جناب اشفاق احمد صاحب کو لاہور خط لکھا تا کہ اس سلسلے میں رہنمائی حاصل کر سکوں۔ چند روز بعد جواب آیا۔

حضرت واصف علی واصفؒ کے بارے میں کچھ یادیں میرا بھی سرمایہ افتخار ہیں۔ لیکن عنایت میاں (چوہدری عنایت اللہ) ہم سب سے زیادہ ان کے قریب تھے۔ محکمہ فوڈ کے ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر ہیں۔ اور آپ کے قریب ہی رہتے ہیں۔ ان کا فون نمبر دفتر اور گھر کا پتہ آپ کو لکھ رہا ہوں۔ ان دنوں حضرت مہر علی شاہ صاحب کے قریب گولڑہ روڈ پر مکان بنا کر چھپے بیٹھے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی پرانی یادیں تازہ کرنے لاہور آ جاتے ہیں۔ آپ ان سے مل لیں۔۔۔۔۔۔ (اشفاق احمد)

یہ خط ملتے ہی عنایت اللہ صاحب کو دفتر فون کیا۔ یہ حاضر سروس ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر تھے۔ ہماری پہلی ملاقات کئی گھنٹوں پر محیط تھی۔ مگر نہ جانے کیوں بار بار خیال آیا کہیں مجھے دھوکہ تو نہیں ہوا۔ یہ حضرت اور بھی کچھ ہو سکتے ہیں مگر محکمہ خوراک کے ضلعی کنٹرولر نہیں ہو سکتے! سلسلہ ملاقات بڑھا اور مزید آگے بڑھا۔ تو عنایت اللہ صاحب اور ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر دونوں سے علحدہ علحدہ ملاقاتیں ہونے لگی تھیں۔ ان کی ملاقاتوں کے بعد یہ عقدہ کھلا تھا کہ فوڈ کنٹرولر تو اس عنایت کے ماتحت تھا۔ جسے ربع صدی کی تربیت کے بعد حضرت جناب واصف علی واصفؒ نے خود لاہور سے اسلام آباد بھیج دیا تھا۔

پھر چوہدری عنایت اللہ صاحب ریٹائر ہو گئے۔ آنا جانا رہا۔ میری دلچسپی لاہور میں جناب واصف علی واصفؒ اور عنایت اللہ صاحب کے بارے میں زیادہ سے زیادہ باتیں سننے تک محدود رہتی تھی۔ مگر ایک رات فون آیا کہ عنایت اللہ صاحب مجھے کسی تحریر کے چند صفحات پڑھ کر سنانا چاہتے ہیں۔ میں ہمہ تن گوش سنتا رہا۔ میں نے آخر میں پوچھا کہ یہ تحریر کس کی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ موصوف نے آئینہ وقت کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا ایک باب مجھے پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ چند روز بعد کتاب کا پورا مسودہ موصول ہوا۔ اور حکم ملا کہ میں کتاب کے بارے میں اپنی رائے لکھ بھیجوں۔ تعمیل کی اور یہ رائے آئینہ وقت میں شائع ہوئی۔ پھر مختصر سے وقفوں سے ''صدائے وقت'' ''ندائے وقت'' اور ''آواز وقت'' شائع ہوئیں۔ ان میں سے ہر کتاب کے لئے راقم نے کتاب کے موضوع سے متعلق کچھ نہ کچھ ضرور لکھا۔ جسے میں اپنے لئے ایک اعزاز سمجھتا ہوں۔ یہ اعزاز کسی بہت معروف و نامور مصنف یا ادیب کی کسی تصنیف کے بارے میں لکھنے سے کہیں بڑا اعزاز تھا۔ کیونکہ لکھاری اس میدان میں ضرور نووارد تھا۔ مگر ان کی ہر کتاب کا موضوع اپنی اہمیت کے اعتبار سے بہت بڑا موضوع تھا۔ پھر یہ کوئی فسانہ و حکایت پر مشتمل تحریریں نہ تھیں۔ بلکہ اس وطن عزیز اور پوری امہ کے بارے میں مصنف نے اظہار خیال کیا تھا۔ ان چار کتابوں میں مصنف نے زندگی کے ایک ایک شعبے پر قلم اٹھایا تھا۔ امراض کی تشخیص ایک حکیم الامت کی طرح کی تھی۔ اور علاج بھی تجویز کیا تھا۔ کہیں طبقاتی تقسیم اور طبقاتی تقسیم کے مطابق قائم کئے گئے تعلیمی اداروں کا ذکر تھا۔ تو کہیں سرمایہ دار کے ہاتھوں مات کھا جانے والے مزدور کے تلخ اوقات کو زیر بحث لایا گیا تھا۔ کہیں جاگیر دار کے ہاتھ بک جانے والے دہقان کی دل ہلا دینے والی داستان رقم کی گئی تھی۔ تو کہیں عدل و انصاف فراہم کرنے میں ناکام ہو جانے والی عدلیہ کو جھنجھوڑا گیا تھا۔ بیمار انتظامیہ کے مرض کو کہیں موضوع گفتگو بنایا گیا تھا۔ تو کہیں بھوک پیاس سے بلکتے ان غریب اور مفلس بچوں کی داستان غم رقم کی گئی تھی۔ اپنی ایک تصنیف میں عنایت اللہ صاحب کا خطاب کشتگان سلطان و ملائی و پیری سے تھا۔ ان چاروں کتابوں میں چند ایک موضوعات ایسے تھے۔ جو مصنف نے کسی نہ کسی نئے حوالے سے بار بار دہرائے تھے۔ ان میں سے ایک موضوع ایسا لگتا ہے۔ جو ان کی پانچویں تصنیف نادوقت میں بھی آ گیا ہے۔ مصنف کی اس کتاب میں کل پانچ ابواب ہیں۔ جس موضوع کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ وہ سرکاری محکموں کے بڑے افسران اور ایوان اقتدار میں بیٹھے اراکین اسمبلی اور مختلف وزیروں، سفیروں کے وہ اخراجات ہیں۔ جو ملکی خزانے خالی کر دیتے ہیں اور نوبت آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے جو قرضے حاصل کرنے تک جا پہنچتی ہے۔ جو ملوکیت کی آبیاری اور دینی نظریات کو مسخ کرتی ہے۔ دوسرا موضوع جس پر پہلی چار کتابوں میں تو مصنف نے اختصار سے گفتگو کی تھی۔ لیکن نادوقت میں اینٹی کرپشن مغربی جمہوریت اور جمہوریت کے دعویداروں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ وہ طرز حکومت جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے' کی ساری خرابیاں ایک ایک کر کے سامنے لائی گئی ہیں۔ اور اسلام کے شورائی نظام مملکت کے ثمرات پر سیر حاصل بات کی ہے۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

نادوقت | تبصرہ | ڈاکٹر تصدق حسین راجا

''نادِوقت'' کا ایک باب اس کھلے خط کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، کے پیروکاروں کے نام ہے۔ اس کا کچھ حصہ ان مذہبی پیشواؤں کے لئے بھی وقف ہے۔ جن سے مصنف بار بار یہ سوال کرتا ہے کہ ان کے پیغمبر کی زندگی میں اس پیغمبر محترم پر اترنے والے آسمانی صحیفے میں یہ خونریزی اور قتل وغارت کہاں سے آ گئی۔ جس کے مرتکب یہ عیسائی اور یہودی ہو رہے ہیں۔ اس کتاب کا یہ حصہ ایک ایسا آئینہ ہے۔ جس میں یہ لوگ اپنی مسخ شدہ تصویر بھی دیکھ سکتے ہیں اور معصوم انسانوں کے خون ناحق سے لت پت اپنے ہاتھ بھی۔ مصنف نے اسی ذکر سے پیوستہ اپنے وطن عزیز میں قدم قدم پر پھیلی معاشرتی ناہمواریوں کو بھی گنوایا ہے اور فرقہ بندی کے نتیجے میں پارہ پارہ ہو جانے کے اس امت محمدی ﷺ کو صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کی ہے۔ جس میں افراد کے نام تو مسلمانوں کے ناموں جیسے ہیں لیکن اعمال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو نہ ماننے والے فرعونوں اور یزیدوں جیسے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو مخاطب کر کے مصنف نے ان سے بار بار یہ سوال پوچھا ہے۔ کہ افغانستان اور عراق میں حیلوں بہانوں سے جس طرح امریکا اور برطانیہ کی ان فوجوں نے تباہی مچائی ہے۔ جو عیسائی تھے۔ اس طرح فلسطین میں اسرائیلی یہودی مسلمانوں پر ظلم وستم ڈھا رہے ہیں۔ کیا ان کے مذاہب نے معصوم انسانوں اور کمزور قوموں کے خون کی ندیاں بہانا روا رکھا ہے؟ کیا ان کے مذہبی پیشوا انہیں اس سے روک نہیں سکتے؟ یقیناً مصنف کو دونوں طرف سے کوئی جواب نہیں ملے گا۔ اس لئے کہ مذہب کو سیاست سے جدا کر کے جس چنگیزیت کو یہود و نصاریٰ نے گلے سے لگایا ہے اس میں یہی کچھ ہوتا ہے۔ ان کے کلیساؤں اور معبدوں سے وابستہ مذہبی پیشواؤں نے باہر کی دنیا سے یا تو کوئی رشتہ و تعلق ہی نہیں رکھا ہوا۔ یا وہ بھی اس قتل و غارت گری کو دیدہ دانستہ نظر انداز کر رہے ہیں۔

''نادِوقت'' کے حصے کے مطالعہ کے بعد قاری کے ذہن میں کئی سوالات اٹھتے ہیں۔ جن میں سے ایک سوال بے حد اہم ہے۔ کہ کیا اب بھی عالم اسلام کے متحد ہو جانے کا وقت نہیں آیا؟ کیا ابھی تک مسلمان اسی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ کہ عراق کی جنگ امریکا، برطانیہ اور ان کے اتحادیوں کی جنگ ہے۔ اور اسرائیل فلسطین کی لڑائی دو ملکوں کی لڑائی ہے؟ عالمی حقوق انسانی کے دعویداروں کا مسلمان قیدیوں سے سلوک کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ امریکا، برطانیہ اور ان کے اتحادیوں کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ انہیں نفرتوں کی اس فصل کے عنقریب پک کر تیار ہو جانے کی خبر کر دیں جس کا بیج سرزمین اسرائیل، افغانستان اور عراق میں انہوں نے بویا تھا۔ اکیسویں صدی کا ایک پیغام بڑا واضح ہے کہ سکندر اعظم کی طرح پوری دنیا کو فتح کر لینے کا خواب دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہو جانا چاہیئے کہ ایسا جدید اسلحہ اور عسکری طاقت کے زور پر ہرگز ہرگز ایسا نہیں کیا جا سکتا۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



نادوقت

تبصرہ

ڈاکٹر تصدق حسین راجا

یہ وہ پیغام ہے جو زیادہ عرصے تک صدا بصحرا اس لئے ثابت نہیں ہوگا۔ کہ ظلم وتشدد اور انسانی قتال کی مرتکب طاقتوں اور ملکوں کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ ہر کمزور ملک کو اپنی اقلیم میں شامل کر لینے کی سعی وکوشش ناکامی سے دوچار ہوا کرتی ہے۔ اور وہ خالق کائنات جو اپنی حکومت کے اندر کسی دوسرے کی حکومت گوارا نہیں کرتا۔ جب فرعون کی سلطنت، ہامان اور شداد کی تیار کردہ جنت پلک جھپکتے ہی ریت کے گھروندوں کی مانند زمین بوس ہو جایا کرتی ہیں۔ سوویٹ روس کی مثال ابھی پرانی نہیں ہوئی۔ کل کی بات ہے کہاں گیا Iron curtain? کہاں گئی سائنسی ترقی؟ کہاں گئی دنیا کی دوسری بڑی سپر طاقت؟ میرا جی تو چاہتا ہے کہ بھائی عنایت اللہ صاحب سے کہوں زبور، توریت اور انجیل کے پڑھنے والوں کو ان کے آسمانی صحیفوں کے فراموش شدہ اسباق پھر سے زیر مطالعہ لانے کی دعوت دی جائے۔ اور مزید ان سے کہا جائے کہ وہ قران حکیم کی صرف وہ سورتیں پڑھ لیں۔ جن میں بستیوں کے الٹ دیئے جانے اور پکے ہوئے میووں والے باغات کے پل بھر میں اجڑ جانے کے قصص بیان فرمائے گئے ہیں۔ ثمود اور عاد نے اس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت کو جھٹلایا تو ثمود ایک سخت حادثے سے ہلاک کئے گئے۔ اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا۔ (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح پچھڑے پڑے تھے۔ جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں اب کیا ان میں اسے کوئی تمہیں باقی بچا نظر آتا ہے۔ (الحاقہ 69: 1-8)

یہ وہ لوگ تھے جنہیں اپنی قدرت اور اپنے اختیار پر ایسا بھروسہ تھا۔ کہ قسم کھا کر بے تکلف کہہ دیا کہ ہم کل ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے۔ اور یہ کہنے کی کوئی ضرورت وہ محسوس نہیں کرتے تھے کہ اللہ نے چاہا تو ہم یہ کام کریں گے۔ قران حکیم میں قوم لوط کی بستیوں کا بھی ذکر ہے جنہیں تلپٹ کر کے رکھ دیا گیا تھا۔

عنایت اللہ صاحب نے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اپنی پانچوں کتابوں میں (جن کے نام میں شروع میں دے آیا ہوں) ایک ایسے بے دین فرعونی اینٹی کرسچن مغربی جمہوریت کے مرض کی نشان دہی کی ہے۔ جو ملک کو کینسر کی طرح لاحق ہو گیا ہے۔ اور وہ ہے بڑے طبقے کی کرپشن۔ اس میں سیاست دانوں، حکمرانوں، فوج شاہی، افسر شاہی اور منصف شاہی کے افراد بھی شامل ہیں۔ آہستہ آہستہ پورا ملک ایک ایسے مقام پر پہنچنے والا ہے۔ جہاں صرف دو طبقے رہ جاتے ہیں۔ ایک وہ جسے گندم کی روٹی کے دو نوالے بھی نہ مل رہے ہوں۔ اور دوسرا وہ طبقہ جس کے افراد کو گندم کا نوالہ اچھا ہی نہ لگتا ہو اور اس کی بھوک سونے کے نوالے سے مٹتی ہے۔ سیمناروں، تقریروں میں بڑا طبقہ (جس میں زیادہ تعداد حکمرانوں کی ہوتی ہے) اللہ، اس کے رسول ﷺ اور رسول عربی ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے نام تک استعمال کر کے غربت وافلاس اور مصیبتوں کے مارے انسانوں کو بیوقوف بنا لیتے ہیں۔ مگر نہ تو وہ اپنی شاہانہ غاصبانہ زندگی کے طریقہ کار کو بدلتے ہیں۔ اور نہ ہی عوام کو بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کی طرف کوئی توجہ دیتے ہیں۔ امراض کی تشخیص ''نادِوقت'' کے مصنف نے ایک حکیم حاذق کے طور پر کر دی ہے۔ اس میں دو آراء ہو ہی نہیں سکتیں۔ شورائی نظام مملکت کا نسخہ اول وآخر انشاء اللہ انسانیت کی بھلائی وبہبود اور خیر وفلاح کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی عنایت اللہ صاحب کو سلامت رکھے۔ کہ ان جیسے مردان درویش اس وطن کا اس ملت کا سرمایہ ہیں۔



بابا جی عنایت اللہ

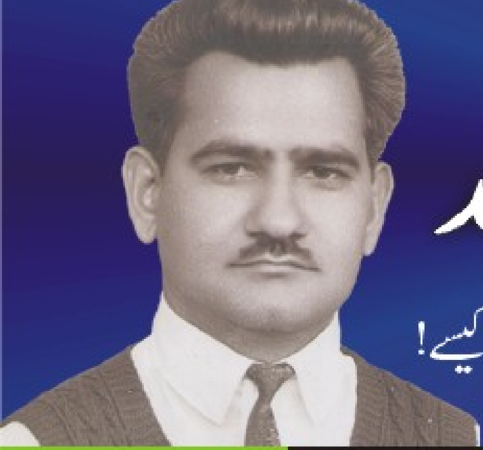
جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



اشفاق احمد | ہم نہیں جانتے | نادوقت

ہم عنائیت کو نہیں جانتے ۔مگر وہ ہمیں اور ہمارے مسائل کو بڑی اچھی طرح سے جانتا ہے۔زیرِ نظر کتاب سے پہلے "آئینہ وقت"، "صدائے وقت"، "ندائے وقت"، "آواز وقت"، چار کتابچے لکھ کر ہمارے مسائل کی نشاندہی کی تھی۔اور انہیں دور کرنے کیلیئے کچھ طریقے تجویز کیئے تھے۔مگر وہ کتابیں ایک ضخیم کتاب کے دیباچے کی حیثیت رکھتی تھیں۔لیکن "نادِ وقت" میں اس نے ہم کو ایک اور زاویے سے روشن مستقبل کی آگاہی بخشی ہے۔

ہم عنائیت کو نہیں جانتے ۔مگر اس نے یہ علم آستانوں کی دہلیزوں پر بیٹھ کر اور درگاہوں کی جالیوں سے لگ کر حاصل کیا ہے۔ہمارے لئے اس میں بہت کچھ نیا اور کافی کچھ نرالا ہے۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



نادوقت

انسانی ارتقاء تبدیلی کے بغیر ممکن نہیں

بانو قدسیہ

تبدیلی ماحول کی ہو، نظریات کی ہو یا خیالات کی، اس سے کئی مسائل جنم لیتے ہیں۔ بنیادی مشکل انسان کو ہر لحظہ درپیش رہتی ہے۔ وہ چاہے تبدیلی کا خیر مقدم کرے۔ یا اسے کلی طور پر رد کر دے۔ ہر مقام پر اسے دوئی کا سامنا رہتا ہے۔ وہ یکجائی کو ترستا ہے۔ لیکن تضاد سے خارج نہیں ہو سکتا۔ انسان اپنے فیصلے کے تیر سے خود شکار ہوتا ہے۔

اکیسویں صدی نے مادیت کو اپنا کر اور بالآخر ماحول کی تبدیلی کو قبول کر کے اپنے لئے اعتقادات، نظریات اور خیالات کے ایسے تضادات کو اجاگر کیا ہے۔ کہ آج کا انسان ہر صبح امید کا فلک بوس سکائی سکریپر اسارتا ہے۔ اور اندھیرے سے ذرا پہلے یاس کا خود کش بم گرا کر اپنے ہی ارادوں کو مسمار کر دیتا ہے۔

یہ عہد عجیب کشمکش آمیز آرزومندی کا ہے۔ اسی لئے اب ادب کی سمتیں بھی پھیلنے لگی ہیں۔ فرد اور معاشرہ اب افسانے، ناول، غزل سے سرکتے سرکتے کتابوں میں ایسے علاج تلاش کر رہے ہیں۔ جو اس ماحولیاتی نظریاتی تبدیلی کا توڑ ہوں۔ جو ان کے وہ دیئے نہ بجھائیں۔ جو یقین، امید اور ایمان کے تیل سے جلتے ہیں۔

''نادِوقت'' آج کے عہد کی ایک ایسی ہی کارآمد تفکر پر ابھارنے والی جاندار کتاب ہے۔ مادیت اور روحانیت کے درمیان دوئی کے سفر میں سرگرداں تضاد کے ہاتھوں نالاں سفر کرنے والوں کو ''نادِوقت'' سے وہ تقویت، استقامت اور راحت مل سکتی ہے۔ جس کی تلاش میں وہ ہر مقام اور ہر لحظہ مارے مارے پھرتے ہیں۔

جناب عنایت صاحب کے لئے دعائیں۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام و سسٹم کے قوانین کی بالا دستی انسانیت کا المیہ!

۱۔ اینٹی کرسچن جمہوریت اور اسلامی شورائی نظام حکومت میں فرق اتنا سا ہے۔ جمہوریت کے ذریعہ گلی محلّہ، گاؤں، یونین کونسل، تحصیل اور ضلع کی سطح پر لوگ اپنا نام الیکشن میں حصہ لینے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ الیکشنوں میں جو لوگ مالی استطاعت رکھتے ہیں وہ ان میں حصہ لیتے ہیں۔ جن افراد کی مالی حالت بہتر ہوگی۔ جو لوگ الیکشن مہم چلانے کیلئے جتنے زیادہ اخراجات برداشت کرنے کے قابل ہوں گے' اتنا ہی میڈیا پر کنٹرول اور اتنا زیادہ پبلسٹی، معیشت اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے اپنی پوزیشن بہتر اور مضبوط بناتے جائیں گے۔ وہ دولت کی طاقت سے اپنی کامیابی کی منزل کی طرف قدم بہ قدم بڑھتے جائیں گے۔ جتنی ان کی انفرادی قوت زیادہ ہوتی جائے گی۔ وہ جلسے جلوسوں کے ذریعہ لوگوں کو یہ باور کروانے میں کامیاب ہوتے جائیں گے۔ کہ وہ دوسروں کی نسبت ایک، عمدہ، بہترین اور اعلیٰ اہلیت کے مالک اور بہترین صلاحیتوں پر مشتمل اوصاف کے مالک اور ایک موزوں علاقہ کے قائد ہیں۔ اس طرح ان کو دولت کی طاقت سے معاشرہ میں ایک منفرد مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ یوں وہ معاشی اور معاشرتی برتری کی بنا پر دوسرے بالمقابل الیکشن میں حصہ لینے والے دوسرے ممبران پر سبقت لے جاتے ہیں۔

۲۔ ابن الوقت معاشی برتری والے سیاستدان عوام الناس کو گمراہ کرنے کیلئے طرح طرح کے نعرے بازی اور سبز باغ دکھا کر سادہ لوح عوام سے ووٹ حاصل کر کے الیکشن جیتنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ نان کرسچن جمہوریت کے الیکشنوں میں اہلیت و صلاحیت، امانت و دیانت، نیک و بد جیسی اعلیٰ صلاحیتوں کے فرق کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ باوقار' نیک دل' امین رہبر اور بے ضمیر رہزن کی شناخت ختم کرنا اس انسانی تخلیق کردہ جمہوریت کے نظام کی بنیادی کڑی ہے۔ پڑھے لکھے، دانشور، جاہل کے ووٹ کا وزن برابر ہوتا ہے۔ ووٹوں کو گنا جاتا ہے۔ امانت و دیانت، عدل و انصاف، اعتدال مساوات، ادب و خدمت، اخوت و محبت، ایثار و شار کے شاہکاروں کو مات اور سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی کامیابی کے بگل بجتے رہتے ہیں۔ اس طرح آمری اور فرعونی طبقہ نچلی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح کے سرمایہ دار اور جاگیردار طبقہ پر مشتمل افراد ملک کی سیاست، ملک کی معاشیات، ملک کی انتظامیہ، ملک کی عدلیہ، ملک کے وسائل، ملک کے اقتدار کو اپنی گرفت اور شکنجے میں لے لیتے ہیں۔ اس طرح ملک کا یہ فرعونی یزیدی مادہ پرست طبقہ فرعونی یزیدی استحصالی نان کرسچن جمہوریت کا سیاسی کھیل مادی وسائل اور دولت کے بلبوتے پر نچلی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح تک اقتدار کے حصول کی جنگ جیت جاتا ہے۔

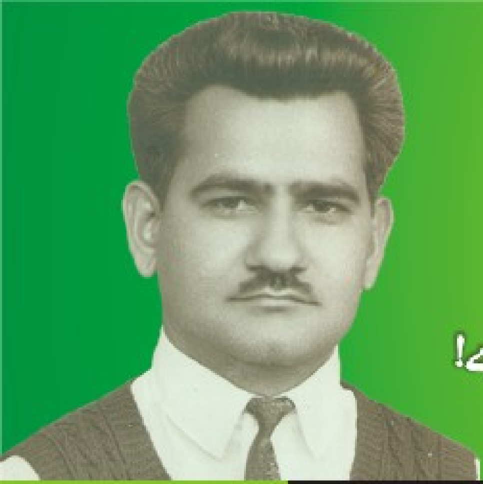
انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی

انسانیت کا المیہ!

۳۔ پھر یہ جمہوریت کا الیکشن جیتی ہوئی آمری اور فرعونی قوتیں دینی، روحانی و آسمانی اقدار، اس کے نظریات، اس کا ضابطہ حیات اور دستور مقدس، اسکے آئین، منشور کی تعلیمات، اس کے تعلیمی ادارے، اس کا تعلیمی نصاب، اس کا نظام مملکت، اس کا سسٹم سرکاری طور پر، ملکی سطح اور حکومتی سطح پر مسترد اور منسوخ کر کے ملت کی نسلوں کو آمری اور فرعونی نان کرسچن مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے تیار کردہ باطل، غاصب استحصالی ضابطہ حیات کے نظام اور سسٹم کی چتا میں جھونک دیا جاتا ہے۔

۴۔ نان کرسچن جمہوریت دنیا کا ایک ایسا رائج الوقت نظام حکومت ہے۔ جس کے اصول وضوابط، اس کے قوانین، اس کا طرز حیات، اس کا تعلیمی نصاب، اس کے تعلیمی ادارے، اس کا نظام و سسٹم اور اس کے فرعونی یزیدی مادہ پرست نظریات کی انفرادی اور اجتماعی تعلیم و تربیت ملک میں جاری ہو جاتی ہے۔ اس طرح موسیٰ علیہ اسلام، عیسیٰ علیہ اسلام اور محمد الرسول اللہ ﷺ کی پیاری امتوں کی نسلوں کو ان کے مذاہب کی روحانی نظریاتی تعلیمی روشنیوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ان کا دینی اور فرضی نام موسیٰ خان، عیسیٰ خان اور محمد دین پکارا جاتا ہے۔ ان کا فرضی مذہب یہودی، عیسائی اور اسلام ہی کہلاتا ہے۔ نان کرسچن جمہوریت کی لغت میں ان کا اصل نام مادہ پرست۔ ان کا دین حصول اقتدار اور ان کی نسل فرعونیت کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔ وہ مذاہب کی تعلیمات، وہ مذاہب کی قیادت اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی بجائے فرعونی یزیدی نظریات کی تعلیمات، اس کے نظریات کو چلانے والی سیاسی حکومتی قیادت اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے خلاف فرعونیت اور یزیدیت کی حاکمیت قائم کر لیتے ہیں۔ پاکستان کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کی داستان بھی ان سے مختلف نہیں۔ وہ بھی قرآن حکیم کے منشور نظریات، تعلیمات کے کینسر بن چکے ہیں۔

۵۔ جب وہ نان کرسچن جمہوریت کے استحصالی نظام الیکشن، جس پر انکی اجارہ داری مسلط ہے۔ اسکے ذریعے ملکی سطح پر اقتدار کی کرسی تسخیر کر لیتے ہیں اور اس پر قابض ہو جاتے ہیں تو یہ جمہوریت کے داعی اسلام نافذ کرنے کی بجائے اسلام کی روح کو کینسر بن کر چمٹ جاتے ہیں۔ پھر یہ منافق جدید اسلام، آفاقی اسلام اور روشن خیال اسلام کی اصطلاحیں استعمال کر کے ملت اسلامیہ کی نسلوں کو فرعونیت کی تیار کردہ تعلیمی بھٹی میں ڈال دیتے ہیں۔ فرعونیت کے ضابطہ حیات پر مشتمل نان کرسچن جمہوریت کا تعلیمی نصاب، اس کا علم، عمل اور اس کے کردار کی تشکیل کا کام ملکی سطح پر اسمبلی ممبران کے ذریعے جاری کر دیا جاتا ہے۔ اس کے تعلیمی ادارے جمہوریت کی حکومتی مشینری کی انتظامیہ، عدلیہ اور سیاستدانوں اور دانشوروں کی افواج تیار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حکمران ملک کا نظام چلانے کے لئے انتظامیہ اور عدلیہ کی نگرانی میں نان کرسچن جمہوریت کے مذہب کو پروان چڑھاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ملکی سطح پر مذہبی نظریات کو معبد، کلیسا اور مسجد کے پنجروں میں مقید کر دیا جاتا ہے۔ یہ نظام حکومت مغرب کے سیاسی دانشوروں کے نظریات اور ان کی اسمبلیوں کے نان کرسچن جمہوریت کے سکالر ممبران کے رسولوں کا تیار کردہ طرز حیات ہے۔ جو دینی روحانی نظریات اور اقدار کو نگلتا جا رہا ہے۔ مذاہب پرست دینی، روحانی، دنیاوی، اخلاقی اور ازدواجی ضابطہ حیات کو مسخ کرنے کے مرتکب حکمرانوں کو عوام اور مذہبی پیشوا روکنے سے بے بس ہو جاتے ہیں۔ یہ جمہوری اور یزیدی نظام اس وقت پوری دنیا میں رائج ہو چکا ہے۔



باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالا دستی انسانیت کا المیہ!

۶۔ نان کرسچن جمہوریت کے برعکس اسلام نے بھی ایک الہامی، روحانی اور آسمانی نظریات پر مشتمل طرز حیات اور طرز حکومت پوری انسانیت کو دستور مقدس کی شکل میں عطا کر رکھا ہے۔ مسلم امہ اسکا اسلامی جمہوریت کے طرز حکومت کا نام دیتی ہے۔ وہ شورائی طرز حکومت کے نمائندگان کا چناؤ الیکشن کے ذریعہ نہیں بلکہ سلیکشن کے ذریعہ دین کی روشنی کی حدود اور دستور مقدس کی تعلیمات کے مطابق معرض وجود میں لاتے ہیں۔ اس شورائی نظام سے جو قیادت ملک وملت کو نچلی سطح سے لے کر اعلیٰ سطح پر نصیب ہوتی ہے۔ وہ نان کرسچن جمہوریت کی طرح دولت کے انبار کی طاقت اور انفرادی برتری کی قوت سے الیکشن کو جیت کر وجود میں نہیں آتی۔ بلکہ دین کے نظریات کی روشنی میں اعلیٰ دینی اقدار اور دینی اخلاق پر مشتمل نمائندگان کی سلیکشن کی جاتی ہے۔ جو اہل محلہ، گاؤں، یونین کونسل، تحصیل اور ضلعی سطح پر عوام الناس میں سے جس کی دینی اہلیت اور عمدہ صلاحیت، امانت ودیانت، اعتدال و مساوات، عدل وانصاف، اسوہ حسنہ ﷺ حسن خلق ﷺ کے قریب ترین ہو۔ انکے قریب جیسی طیب فطرت کا وارث ہو۔ جو مخلوق خدا کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو۔ اس طریقہ کار سے جن ممبران کی سلیکشن ہوتی ہے۔ وہ اطاعت رسول ﷺ کے نظریات پر مشتمل دستور مقدس کے پیروکار ہوتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرتے ہیں۔ اس کے منشور کی اطاعت من وعن خود بھی کرتے ہیں اور پوری امت کو بھی اس کی پیروی کروانا ان کا بنیادی طیب فریضہ ہوتا ہے۔ ملک میں ایک تعلیمی نصاب، ایک جیسے تعلیمی ادارے اسلامی نظریات کی روشنی میں ملت کے فرزندان کی تعلیم وتربیت کا عمل جاری کرتے ہیں۔ جس سے اسلامی ماحول، اسلامی کردار، اسلامی نظریات، اسلامی کردار اور اسلامی تشخص اور اسلامی قائد اور اسلامی قیادت کے روشن امکان خود بخود ابھرنے شروع ہو جاتے ہیں۔

۷۔ قرآن حکیم کے آئین کے سائے تلے ملت بیضا، وفا شعاری، محبت خیزی، اعتدال پسندی، ادب سازی، اخوت وخدمت کی بیداری، عدل وانصاف کی پرستاری، ہمت ومحنت کی خوگری، اخلاق وکردار کی معماری، غور وفکر کی غمازی، خوف خدا کی زرہ سازی، اسوہ حسنہ ﷺ کی رکھوالی کرنے والوں کی مہذب تہذیب کی عمارت تیار ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ازلی ابدی امانت ودیانت، اخوت ومحبت، اعتدال ومساوات، عزت واحترام، عدل وانصاف اور جرات وشجاعت کے ضوابط کے سنگ وخشت سے بنیادیں تعمیر ہوتی چلی جاتی ہیں۔۔ اس میں دستور مقدس کے پاکیزہ نصب العین اور اس کی اطاعت کی ذمہ داری ادا ہوتی، دلوں کے ایوانوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے شمع رشد وہدایت کے علمی، عملی اور کرداری چراغ کائنات میں روشن ہوتے چلے جاتے ہیں۔ گرم گفتاری بھی۔ لطف تکلم بھی۔ اخلاق وکردار کی آبیاری بھی۔ درس قرآن کی خوشبو انسانی قلوب کو معطر بھی کرتی چلی جاتی ہے۔ حاکم وقت اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے ضابطہ حیات کو تسلیم کرتے۔ خود بھی اس کی اطاعت کرتے۔ اس کے بعد مسلم امہ اور تمام رعیت کو اس کی اطاعت کا پابند بناتے۔ عدل وانصاف، اعتدال ومساوات اور امانت ودیانت اور متاع ارضی کی تقسیم اور انسانی زندگی کی بنیادی ضرورتوں کے حصول میں ہر کس وناکس کو ایک جیسا تحفظ ایک جیسی مراعات فراہم کرتے۔ دنیا امن کا گہوارہ اور خیر وبرکت کی آماجگاہ بنتی چلی جاتی ہے۔





انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام و سسٹم کے قوانین کی بالادستی انسانیت کا المیہ!

۸۔ انگریزوں کے بعد جب سے ملت بیضا کی رہنمائی اور رہبری اور حکمرانی ان فرعون اور یزید پرست بے دین ہلاکو اور چنگیزوں پر مشتمل نان کرسچن جمہوریت کے سودائی فوجی سیاسی حکمرانوں کی گرفت میں آئی تو انہوں نے اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو تسلیم کرنے سے انکار اور قرآن حکیم کے دستور مقدس، منشور، نظریات، تعلیمات، انکے اسوہ حسنہ، حسن خلق کو سرکاری طور پر نافذ العمل کرنے سے انحراف اور مسترد کر دیا ہوا ہے۔ نان کرسچن جمہوریت کا فرعونی نظام اور اس کے مادیت کے بے ربط، بے ضبط فرعونی ضابطہ حیات، اس کے نظریات کی بالادستی سرکاری سطح پر ملک میں نافذ کرتے آرہے ہیں۔ یہ طبقاتی حکمران طبقہ، طبقاتی انتظامیہ، طبقاتی عدلیہ، طبقاتی معاشرہ، طبقاتی تعلیم، طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی تعلیمی اداروں کی عدل کش، انسانیت سوز فرعونی تعلیم اور طرز حیات کو سرکاری طور پر ملک میں رائج اور مسلط کیئے بیٹھے ہیں۔ چودہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان ان ظالم، غاصب، منافق اور بے رحم درندہ صفات کے تباہ کن نان مرسچن جمہوریت کے نظریات کی تکمیل میں مسخ و مسخر ہوتے چلے جارہے ہیں۔

۹۔ چند افراد پر مشتمل طاغوتی نسل کے چند فوجی ڈکٹیٹر، چند سیاستدان اور آمر حکمران چودہ کروڑ انسانوں پر غیر اسلامی جمہوریت کے فرعونی یزیدی ضابطوں سے ان کا معاشی خون اور جابرانہ طریقہ کار سے ان کے حقوق کو سلب کرنے میں مصروف ہیں۔ انتظامیہ اور عدلیہ کی مدد و تعاون سے کچہریوں اور عدالتوں کے ذریعے دینی اقدار اور انصاف کو کچلتے چلے آرہے ہیں۔ ملک میں انارکی پھیلاتے جارہے ہیں۔ چودہ کروڑ ملت اسلامیہ کے فرزندان کو ٹیکسوں، منی بجٹوں، مہنگائی کے اضافوں۔ وزیروں، مشیروں، حکمرانوں، افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی کی تنخواہوں اور بیشمار شاہی سہولتوں میں انگنت اضافوں، مستورات کی ایم۔ پی۔ اے، ایم این اے اور سینیٹروں کی تعداد میں اضافوں کا لامتناہی جان لیوا معاشی بوجھ اقتدار کی نوک اور جبر کی تلوار سے عوام الناس پر ڈالتے اور دین کی اقدار کو بھی نگلتے جارہے ہیں۔ اس عدل کش رائج الوقت نظام کی وجہ سے عوام پیٹ کی آگ بجھانے اور بھوک سے بلکتے بچوں کی ضروریات مہیا کرنے کے لئے ہر قسم کے دردناک اور اذیتناک عمل سے گذرنے پر مجبور کر دیئے ہیں۔ ملت اسلامیہ ان کی بد دیانتی، بے حیائی، عدل کشی، خود غرضی اور اخلاقی پستی کے عبرتناک ساز کے سروں کا مضراب اور دکھی صداؤں کی پکار بنتی چلی جارہی ہے۔ ملت اور آبروئے ملت ان کے باطل، غاصب نظریات اور ان کے ظالمانہ کردار کی بھینٹ چڑھتی چلی جارہی ہے۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام و سسٹم کے قوانین کی بالا دستی

انسانیت کا المیہ!

۱۰۔ یہ ناگہانی اور بالائے ناگہانی کا فرعونی نظریات پر مشتمل غیر اسلامی جمہوریت کا کینسر مسلم امہ کے جسد اور روح کو بری طرح چمٹ چکا ہے۔ فرعونی نظریات اور اس پر مشتمل ضابطہ حیات۔ اس کی تعلیمات، اس کے علم اور عمل سے تیار کر کے اس کے انتظامیہ اور عدلیہ کے ظالم، بے رحم نظام اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی افواج کو ملت اسلامیہ پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ اس کے نتائج بڑی تیزی سے اجاگر ہو رہے ہیں۔ یہ غاصب ٹولہ مادیت اور اقتدار کی جنگ میں آدھا ملک یعنی مشرقی پاکستان پہلے ہی نگل چکا ہے۔ اس بھیانک اور گھناؤنے سانحہ اور المیہ کے محرکات' اس کے عوامل کی پہچان کرنا اور اس باطل غاصب قافلے کے فرعونوں کو روکنا، ان کا تدارک کرنا، ان کے جراثیموں کو ختم کرنا اس دور کے دینی، روحانی اور مذہبی دانائے وقت درویشوں فقیروں، حق گو، بیباک انسانیت دوست ہستیوں کا طیب فریضہ ہے۔ جوان کو ادا کرنا ہے۔ وقت بڑی دیر سے ان کا منتظر کھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنا اور مصلح قیادت مسلم امہ کو مہیا کرنا ان کا بنیادی فرض ہے۔

۱۱۔ دنیا میں بسنے والے غیر ترقی یافتہ ممالک کے عوام پر ترقی یافتہ ممالک کا جنگیں مسلط کرنے کا عمل۔ معصوم انسانیت کا بلا جواز قتل و غارت اور ظلم و بربریت اور عبرتناک اذیتوں میں سے گذارنے کا عمل۔ نائٹروجن بموں، کیمیائی بموں، گیس بموں، ڈیزی کٹر بموں، ایٹم بموں، تباہ کن میزائلوں، ٹینکوں، توپوں اور بیشمار مہلک ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال کا انسانیت سوز عمل۔ انسانی بستیوں شہروں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا عمل۔ ہسپتالوں، سکولوں، درسگاہوں، کالجوں کو ملیا میٹ کرنے کا عمل۔ خوراک کے ذخائر، پانی کے ذخائر اور فصلیں، کارخانے فیکٹریاں ملیں اور انسانی اثاثوں کا نام و نشان مٹانے کی کاروائیاں۔ جنگوں کی تباہ کاریاں۔ جنگوں میں شکست خوردہ قیدیوں کے ساتھ عبرتناک انتقامی کاروائیوں کی داستانیں۔ جرمن قوم کے آٹھ سال سے لے کر اسی سال تک کے مردوں کا قتل عام۔ ان کی مستورات کی بے حرمتی اور بد فعلی کی بدترین داستانیں۔ ان کی چھاتیوں اور شرمگاہوں کو چیرنے کے اندوہناک واقعات۔ ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹمی بموں کی بوچھاڑیں۔ حیلہ بہانہ سے غیر ترقی یافتہ اور کمزور ممالک پر قبضے کی داستانیں۔ اسرائیل کی پشت پناہی اور عربوں کا قتل عام، افغانستان اور عراق کے عوام پر بلا جواز جنگیں مسلط کرنے کا عمل۔ اسامہ بن لادن اور صدام حسین جیسے نافرمانوں کو سبق سکھانے اور ان کو صفحۂ ہستی سے ختم کرنے کی خاطر ان درندہ صفات ترقی یافتہ ممالک کے درندوں نے لاکھوں معصوم و بے گناہ مرد و زن، بچے بوڑھوں کا قتل عام کر دیا۔ انسانیت کے ساتھ ظلم و تشدد کے واقعات اور ان کے اعضا شکن صدمات سے چور، ایک دکھیارا اپنی بے بسی اور بیکسی اور کسمپرسی کی اندوہناک حالت میں ڈوبا ایک فقیر دوست خدا مست مسکین رات کی تنہائیوں میں ان معصوم انسانوں کے بے دریغ قتال، ان کے زخموں کے اذیتوں کی کراہٹ، ان کی بکھری پڑی لاشوں کی بے حرمتی کے عبرتناک واقعات کی یادداشتیں خون کے آنسوؤں میں ڈھالنے میں ڈوبا پڑا ہے۔ اس ظلمت کدہ کی قتل و غارت کی تاریکی میں امن کے نور کی کرن کا متلاشی نیم جاں بسمل کی طرح تڑپ رہا ہے۔ باری تعالیٰ کی بارگاہ میں محو فریاد ہے۔ ہے کوئی جوان فرعونی نسل کے حکمران ایجنٹوں کی عیسائیت میں نشان دہی کرنے والا! ہے کوئی ابن مریم کے نقش قدم پر چلنے والا! ہے کوئی اس دور میں روح القدس کی تعلیمات کو تسلیم کرنے والا! ہے کوئی عیسیٰ روح اللہ کے مذہب کی پیروی کرنے والا! ہے کوئی عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی عبادت کا متلاشی! جوان کی انسانیت دوستی، ادب اور خدمت کا چراغ اس دور میں روشن کر سکے! ہے کوئی جوان کرسچن جمہوریت کے ظالم، غاصب نظریات پر مشتمل فرعونی مذہب اور اس کے فرعونی نسل کے ایجنٹوں سے نجات دلا سکے! ہے کوئی جو ان سفاک درندوں سے عیسیٰ علیہ السلام کے عقائد نظریات اور تعلیمات کو سرکاری سطح پر رہائی دلا سکے! ہے کوئی جو عیسیٰ علیہ السلام کے نور کی بالادستی دنیا میں قائم کر سکے! ہے کوئی جو خدا اور اس کے انبیاء کے نورانی راستوں پر چلنے اور مذہب کش جمہوریت کے ظالم نظریات کی سرکاری پیروی کی برتری کو منسوخ کروا سکے! ہے کوئی جو انسانیت اور مخلوق خدا کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کروا سکے! اور ان کی فلاح و بہبود کا عمل دنیا میں رواں ہو سکے! اعتدال و مساوات کے راستے انسانیت کو میسر آ سکیں! عدل و انصاف کی روحانی قندیلیں روشن ہو سکیں، اور ان کے کردار کی خوشبو دنیا میں پھیلا سکے! یہ ظالم، غاصب انسانیت کے قاتل اور پیغمبران کی تعلیمات کو نگلنے والے خونی وحشت گرد مذہب کش جمہوریت کے فرعونی نظریات کی پیداوار ہیں۔ یا اللہ! ان منافقوں اور ظالم فرعونی غاصبوں سے پیغمبران کے الہامی نظریات، عقائد، تعلیمات اور کردار کو نجات عطا فرما۔ تاکہ یہ دنیا امن کا گہوارا بن سکے۔ آمین



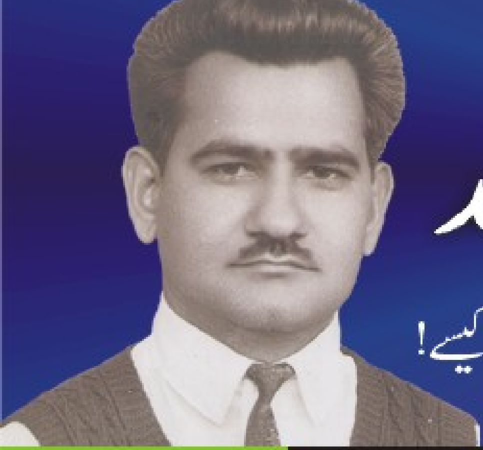


انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی انسانیت کا المیہ!

۱۲۔ ان تمام تباہ کاریوں کا تدارک مذاہب کے نظریات کے روحانی اور آسمانی ضابطہ حیات کی سرکاری بالادستی میں مضمر ہے۔اے پاکستانی مسلمانو! تم نے تو پاکستان قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی ضابطہ حیات اور اسلامی نظام مملکت قائم کرنے کے لئے یہ **ملک** حاصل کیا تھا۔تا کہ مسلم امہ پوری انسانیت کو الہامی اور روحانی تعلیمات سے روشناس کروا سکے اور دین کی قندیلیں اس جہان رنگ و بو میں روشن کر سکے۔لیکن بد قسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔بلکہ اس کے برعکس مسلم امہ کا کردار دنیا کی اقوام میں بدترین اور مذہبی انارکی کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ملت کو اس وقت ایک اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک اور باکردار دینی، دنیاوی قائد کی ضرورت ہے۔جو **ملک** میں اسلامی قیادت قائم کر سکے۔دنیا کو اس کی افادیت بھی سمجھا سکے۔تا کہ پوری انسانیت کو فلاحی راہ راست دکھایا جا سکے۔

۱۳۔ ان غیر مذہبی جمہوریت کے حکمرانوں کی طاغوتی اور فرعونی طاقتوں کے سامنے ایک خدامست ازلی، ابدی، مذہبی، دینی، روحانی اور آسمانی سچائیاں لے کر ان کے سامنے آن کھڑا ہوا ہے۔یہ وقت کا روپ ید بیضا لئے، روح القدس کی مسیحائی لئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی رحمتوں کا انبار لئے بارگاہ ایزدی کے در پر مدد و معاونت کا سوال لے کر آن کھڑا ہوا ہے۔یا اللہ! تو ہمیں دین کی دوری کی سزا سے بچا۔انسانیت کو فرعونیت کے نظام، سسٹم اور ضابطہ حیات سے نجات عطا فرما۔ہمیں دین کی روشنی میں دیدہ ور قائد، اور صالح قیادت عطا فرما اور دستور مقدس کو ان کا مقدر بنا۔تا کہ مخلوق خدا محبت و ادب، ایثار و نثار، عفو و درگذر، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی روشنیوں میں زندگی کا سفر طے کر سکے۔اور یہ جہان فانی امن و سلامتی کی آغوش بن سکے۔آمین۔

۱۴۔ یاد رکھو! مسلم امہ کربلا کے واقعہ سے لے کر آج تک دینی نظریات اور دینی قیادت کی محرومی کا شکار ہوتی چلی آ رہی ہے۔پاکستانی عوام کا دین اسلام ہے۔ ہندوستان میں مختلف اقوام مختلف نظریات، مختلف مذاہب مختلف عقائد پر مشتمل مخلوط معاشرہ قائم تھا۔ان میں سے ہندو اور مسلمان دو بڑی اقوام تھیں۔دو قومی نظریے کی بنیاد پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔انگریز ہندوستان اور پاکستان کے عوام کو آزادی دے کر رخصت ہو گیا۔وہ خود تو چلا گیا لیکن صد سالہ غلامی کا طرز حکومت اور ضابطہ حیات اس کے قوانین و ضوابط، نظام اور سسٹم اسی طرح جوں کا توں اپنے پروردہ جاگیرداروں سرمایہ داروں اور ان پر مشتمل حکمرانوں کے سپرد کر گیا۔اس نظام کو چلانے والی سرکاری مشینری کی افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی کا مراعات یافتہ طبقہ، اس کا عدلیہ اور انتظامیہ کا 1857ء کے ایکٹ کی پیروی کا جابرانہ نظام بطور تحفہ حکمرانوں کو عوام الناس کو مقید رکھنے اور ان کے حقوق سلب کرنے اور ان کا معاشی خون چوسنے کیلئے وراثت میں دے گیا۔



انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی انسانیت کا المیہ!

۱۵۔ اس کا سودی معاشی نظام۔ اس کی طبقاتی افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی اور ان طبقوں کو تیار کرنے والے انگلش میڈیم، اردو میڈیم تعلیمی ادارے۔ ان کا طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی تعلیمی ادارے اور معاشرے کے طبقاتی طرز حیات کے تمام اصول وضوابط کی پیروی اسی طرح جاری ساری رہی۔ جاگیرداری، سرمایہ داری اور سودی نظام اسی طرح پروان چڑھتا رہا۔ تہذیب وتمدن اپنی منزل کی مسافتیں اسی ظالم، غاصب غلامی کے ضابطہ حیات کی آغوش میں طے کرتا رہا۔ معاشرے کی قیادت انہی رہزن، عدل کش جاگیرداروں، سرمایہ داروں، فوجی سیاسی حکمرانوں کے پاس رہی۔ یہ اسی جمہوریت کے فرعونی نظریات پر مشتمل بے دین ظالم ضابطہ حیات کی سرکاری طور پر پیروی کرواتے، جو ایک غلام قوم پر انگریزوں نے مسلط کر رکھا تھا۔ اور یہی حکومتی ٹولہ اور طبقہ دین کے نظریات کو آج تک پس پشت ڈالتا چلا آرہا ہے۔

۱۶۔ اس طرح مختلف عقائد پر مشتمل ملک میں پھیلی ہوئی دینی درسگاہیں۔ دین کی تعلیمات سکھانے کی بجائے۔ دین کی روح کو سمجھنے اور سمجھانے کی بجائے۔ دین کی تعلیمات کو بروئے کار لانے کی بجائے۔ دین کے نظام کو قائم کرنے کی بجائے۔ دین کے دستور کو ملک میں نافذ کروانے کی بجائے۔ اس کے اخوت ومحبت کے درس کو عام کرنے کی بجائے۔ دین کے عدل وانصاف کے سسٹم کو رائج کرنے کی بجائے۔ دین کے اعتدال ومساوات کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی بجائے انہوں نے عقیدہ پرستی اور فرقہ پرستی کی ملک میں آگ لگا رکھی ہے۔ اسوہ حسنہ ﷺ حسن خلق ﷺ کے ضابطہ حیات کو پس پشت ڈالا ہوا ہے۔ نفرت اور نفاق کے اعمال کے پیرو کار بن چکے ہیں۔ ملک میں مذہبی انارکی پھیلا کر رکھ دی۔ ان کی پرورش حکومتیں کرتی چلی آرہی ہیں۔ مسجدوں اور امام بارگاہوں کا تقدس پامال کرنا ان کی زندگی کا مشن بن چکا ہے۔ جن کتابوں کے حوالے دیئے جاتے ہیں وہ کئی صدیاں پرانی ہیں۔ ان کی تصدیق کرنا صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ دین کے دشمنوں نے نفاق کے کتنے باب ان کتابوں میں درج کیے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا۔ اس قتل وغارت اور نفاق کی آگ کو بجھانا ہوگا۔ اکملت لکم دینکم کے بعد کی تمام کتب کا جائزہ لے کر ان میں سے بیشتر کو منسوخ اور ختم کرنا ہوگا۔ ان پاک اور طیب ہستیوں کے اعمال، کردار اور نظریات کی پیروی کرنا ہوگی۔ تم کیسے مسلمان اور ان طیب ہستیوں کو ماننے والے ہو۔ حضرت امام حسینؓ نے تو بے دین یزیدی قیادت کے خلاف ایسا کلمہ حق ادا کیا۔ جنکے کردار کا سورج ہمیشہ روشن ومنور رہتا ہے۔ تم نے 1947ء سے بے دین قائد اور بے دین غاصب قیادت بھی قبول کر رکھی ہے۔ اور غیر اسلامی جمہوریت کے فرعونی اور یزیدی نظریات کی اطاعت بھی کرتے جا رہے ہو۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالا دستی

انسانیت کا المیہ!

بتاؤ! تم کیسے ان طیب اور عظیم ہستیوں کے نظریات کے راستے اور کردار کو ترک کر کے ان کے نام لیوا اور وارث کہلا سکتے ہو۔ تم سب تو ان کے کردار اور نظریات کے قاتل، باغی اور منکر بن چکے ہو۔ خدارا۔ غور تو کرو۔ اپنے اندر جھانک کر تو دیکھو۔ منافقانہ زندگی کو ترک کرو۔ حسینیؑ کردار کی پرچار کرنے والو! ان کے غلام بن کر ان کے نظریات کو بحال کروانے کیلئے آگے تو بڑھو۔ حضرت امام حسینؓ پاک اور ان کے حسینی قافلہ کے ارکان آپ کو میدان عمل میں بلا رہے ہیں۔ پاک، طیب اور دکھی بیبیاں آپ کو چیخ چیخ کر عملی طور پر یزیدی کردار سے نجات دلانے، ختم کرنے اور دین کو بچانے کیلئے پکار رہی ہیں۔ علی اصغرؓ کے زخم سسک سسک کر صدائیں بلند کر رہے ہیں۔ آؤ ان کے زخموں پر مرہم تو لگائیں۔ آؤ ان کے قافلے کے پیاسوں کو پانی تو پلائیں۔ آؤ ان کی بیبیوں کے ننگے سروں پر چادر تو دیں۔ آؤ اس یزیدی طرز حیات کے ظلم کو تو روکیں۔ آؤ اس دینی نظریاتی ملک سے یزیدی نظریاتی نظام کی بالا دستی اور حکمرانی تو ختم کریں۔ آؤ نواسہء رسول ﷺ کے مشن کا علم تو بلند کریں۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ اور ایک ہی نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے ہیں۔ ہم دین کے منکر نہیں۔ راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ ہمارا کردار روایات میں گم ہو چکا ہے۔ ہمارے دل حسینؓ سے دور نہیں۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ ہم یزید کے نظام اور نظریات کے سرکاری شکنجوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہم بے بس بنا دیئے گئے ہیں۔ ہمارے قائد کربلا والوں کے کردار سے منہ موڑتے چلے آ رہے ہیں۔ ہماری قیادت گمراہ ہو چکی ہے۔ ہمارے دینی پیشوا یزیدی نظریات کی طرز حکومت سے منسلک ہو چکے ہیں۔ ہمارے جھوٹے روحانی پیشوا اور ان کے مریدین معاشیات اور مادیت کے حصول میں گم اور غرق ہو چکے ہیں۔ ان کے مقام کا تعین باطل غاصب حکمرانوں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، وزیروں، مشیروں، سفیروں، افسر شاہی، منصف شاہی کے معاشرتی درندوں کی آمد و رفت سے کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی حسینیؑ بصیرت کا آشنا یزیدی نظام کی نشاندہی نہیں کرتا۔ اپنے قائدین اور قیادت کو یزیدی اور فرعونی نظریات سے نہیں روکتا۔ وہ دین کے نظریات کا قاتل اور ان یزیدی نظریات کے نافذ العمل کرنے والے ٹولہ اور حکمرانوں سے بھی زیادہ بدبخت، بدنصیب اور دینی نظریات کا قاتل ہے۔ آؤ! مسلم امہ اور ملت اسلامیہ کے قافلے کو یزیدی اور فرعونی نظریات کی سرکاری طور پر پیروی کرنے کا تدارک کریں۔ آؤ! اس فرعونی نظریات کی بالا دستی حکومتی سطح پر ختم کریں۔ آؤ! اس قائد اور قیادت کی تلاش کریں۔ جو ملک اور ملت پر قرآن وسنت کے نظریات کی حکومتی سطح پر بالا دستی قائم کر سکے۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالا دستی

انسانیت کا المیہ!

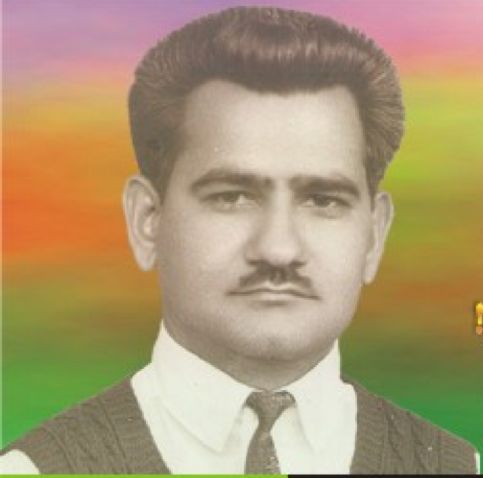
۱۷۔ ملک کا نظام حکومت چلانے کیلئے انتظامیہ، عدلیہ، معاشیات، سیاسیات اور تہذیبی طبقاتی کلچر کے تمام کے تمام ارکان کی تعلیم وتربیت انگریز کے رائج شدہ بے دین طبقاتی تعلیمی نصاب، طبقاتی اساتذہ اور طبقاتی تعلیمی اداروں کے زیرنگرانی ہوتی چلی آرہی ہے۔ اس طرح ملک کی قیادت انگریز کے مسلط کردہ فرعونی اور یزیدی نظریات پر مشتمل قوانین وضوابط اور انہی کے پروردہ جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور ان پر مشتمل فوجی سیاسی حکمرانوں کی اطاعت اور اتباع کی پیروی میں مسلم امہ کا کارواں پہلے کی طرح رواں دواں ہے۔ جاگیردار، سرمایہ دار اور ان پر مشتمل حکمران ٹولہ اور شاہی طبقہ غیر اسلامی جمہوریت کی آڑ میں ایک بدترین آمر، ایک پیشہ ور غاصب اور ایک پیدائشی رہزن کی طرح ملک کے وسائل، ملک کی پیداوار، ملک کی مصنوعات، ملک کی دولت، ملک کا خزانہ اور چودہ کروڑ انسانوں کی دن رات کی محنت ومشقت اور خون پسینے کی کمائی۔ اقتدار کی بالادستی کی نوک پر ان کی ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، کاروباروں، اندرونی بیرونی تجارت، ملکی غیر ملکی بنکوں کی تجوریوں میں کروڑوں ڈالر کے اکاؤنٹ اور حکومتی محلوں، ذاتی محلوں اور شاہانہ طرز حیات کی فرعونی اور یزیدی زینت بنتا چلا جا رہا ہے۔ زمینی اور فضائی رابطوں کیلئے ان کے تصرف میں سرکاری گاڑیاں اور ہوائی جہاز مختص رہتے ہیں۔ شاہانہ سہولتیں اور شاہانہ اخراجات ان چند غیر اسلامی جمہوریت پسند دہشت گردوں اور معاشی قاتلوں کا مقدر بن چکا ہے۔ پاکستان چودہ کروڑ مسلمانوں کا ایک ملک ہے۔ یہ ملک دین کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ یہاں صرف اہل بصیرت دینی قائد اور دینی قیادت ہی اس ملک کو انارکی، دہشت گردی اور تباہی سے بچا سکتی ہے۔

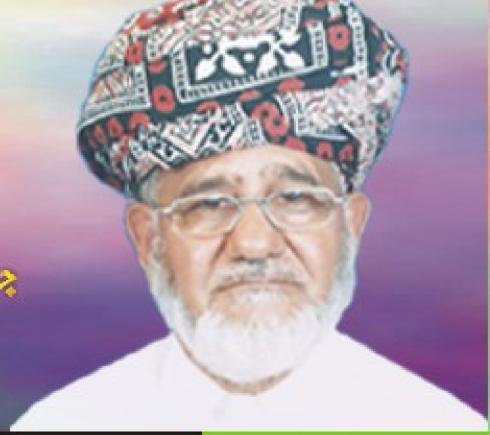
۱۸۔ پاکستان دلکش اور فطرت کے عطیات سے نوازا ہوا چودہ کروڑ مسلم امہ کا حسین وجمیل گھر ہے۔ یہ ملک دنیا میں اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت پاکستان میں فرعونی اور یزیدی نظریات کی حکومت قائم ہے جو اسلامی نظریات اور اقدار کو نگلتی جارہی ہیں۔۔ اس میں بھی شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہی ملک حضور نبی کریم ﷺ کے پروانوں کا مسکن ہے۔ اس میں وسیع میدانی علاقہ بھی ہے' کوہ وبیاباں بھی' دشت وصحرا بھی' نالے ندیاں اور دریا بھی' بیکراں سمندر بھی' ابر رحمت بھی اور زمین دوز میٹھے ٹھنڈے پانی کے ذخائر بھی' خوراک ولباس بھی اور وافر پیداوار بھی' دنیا بھر کے نایاب پھلوں کا مرکز بھی' میوہ جات کے انبار بھی' انگنت سبزیاں بھی' چھوٹا بڑا گوشت بھی' مرغ مچھلی کے سٹاک بھی، دودھ، دہی، مکھن کے وافر مقدار میں اسباب بھی، گیس بھی اور تیل بھی، چونا بھی اور سنگ مرمر بھی، قیمتی پتھر بھی، مختلف معدنیات بھی اور ان کے وافر سٹاک بھی اس دھرتی کے اندر موجود ہیں۔ اس متاع ارضی کے بے شمار نیچرل وسائل کو، ملکی دولت کو، ملکی خزانہ کو چھ سات ہزار معاشی اور معاشرتی آمر اور رہزن چودہ کروڑ افراد کا گھر لوٹے جارہے ہیں۔ ان کا گلا اقتدار کے فرعونی اور یزیدی پھندے سے گھونٹ کر بے بس اور نڈھال کر کے زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا کئے بیٹھے ہیں۔ ان سے نجات حاصل کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اسلامی صالح قائد اور دین پرور قیادت اس ملت کو مہیا کی جائے۔ تا کہ ملک میں عدل وانصاف اور اعتدال ومساوات اور دینی اقدار قائم ہو سکیں۔ اس نجس نظام، اسکے یزیدی کرداروں کو ختم کیا جائے۔ تا کہ ملت کے جسد کو ان کرداروں کے کینسر سے نجات نصیب ہو سکے۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالا دستی

انسانیت کا المیہ!

۱۹۔ ستر فیصد دیہاتوں میں بسنے والے کسان بھی ۔ اپنے فن کے ہنرمند بھی ۔ ماہر زراعت بھی ۔ زمین کو فصل کے لئے تیار کرنے والے خاموش ورکر بھی ۔فصلوں کے موسموں کے آشنا بھی ۔بیجوں کی نسلوں کے عارف بھی ۔پھلوں اور میوہ جات کو وافر مقدار میں مہیا کرنے کے عامل بھی ۔فصلوں کی بوائی اور کٹائی کے ہمراز بھی ۔ جانوروں کو پالنے اور خدا کی ربوبیت کے فرائض ادا کرنے کے شاہکار بھی ۔ ہر قسم کی پیداوار اور خام مال تیار کرنے کا محور بھی ۔ ملکی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی بھی ۔غریب بھی اور تنگ دست بھی ۔محنتی بھی اور ایماندار بھی ۔سادہ بھی اور سخی بھی ۔صالحہ بھی اور رحم دل بھی ۔ماٹی کی مورتی کا سندر پھول بھی ۔محنت ومشقت کے پسینہ کی خوشبو سے معطر بھی ۔فطرت کے اصولوں کا پاسباں بھی ۔انسان وحیوان، درند چرند پرند، کیڑے مکوڑوں کی ربوبیت کے عمل کا عامل بھی ۔خلق خدا کا خدمتگار بھی، باادب بھی اور بانصیب بھی ۔فطرت کے قریب بھی اور فطرت شناس بھی ۔ یہ تمام علم، یہ تمام ہنر، یہ تمام اہلیت ۔ یہ تمام دانش برہانی ۔یہ صبر وتوکل کا پیکر ۔ یہ ابر رحمت کا متلاشی ۔ یہ جانوروں کا خادم ۔ یہ انسانیت کا خادم ۔ یہ تمام فطرتی علوم اور پاکیزہ صلاحیتیں اس کو نسل در نسل ودیعت ہوتی چلی آرہی ہیں ۔اس جھوٹے، بددیانت بدنصیب، ظالم، غاصب، عدل کش سماج کے نظام اور سسٹم نے اور اس نظام اور نظریات کے رہزن لٹیروں نے ان کی پیداوار لوٹ لی اور وسائل چھین لئے ۔ان کے حقوق پامال اور روند دیئے ۔ان کو بھوک ننگ میں مبتلا کر دیا ۔ان کو ذہنی اور جسمانی بیماریوں سے دوچار کر دیا ۔ان کے معاشی اور معاشرتی حقوق سلب کر لئے ۔ان کا گھر ۔ان کا ملک ان کے لئے اور ان کی نسلوں کیلئے معاشی اور معاشرتی قتل گاہ بنا دیا ۔ اے سیاستدانو! اے حکمرانو! اے جمہوریت کے پروانو! اے انصاف پسند انسانی شکل میں ۔۔۔۔ یہ تو بتاؤ ان ستر فیصد کسانوں کے پاس دیہاتوں میں کتنے انگلش میڈیم پرائمری ادارے ہیں ۔کتنے انگلش میڈیم ہائی سکولز ہیں ۔ کتنے کالج ہیں ۔ کتنے سائنس کالج ہیں ۔ کتنے زرعی کالج ہیں ۔ کتنے کمپیوٹر کالج ہیں ۔ کتنے ٹیکنیکل کالج ہیں ۔ کتنے میڈیکل کالج ہیں ۔ کتنی یونیورسٹیاں ہیں ۔شرم کرو ۔ بتاؤ تو ۔۔۔ کیوں گونگے ہو گئے ہو ۔ یہ عدل کش نجس فرعونی اور یزیدی نظام اور اسکے چلانے والے چند معاشی، معاشرتی اور دینی نجس رہزنوں کو کچلنا وقت کا تقاضا اور چودہ کروڑ فرزندان اسلام کا مقدر بن چکا ہے ۔





انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی

انسانیت کا المیہ!

۲۰۔ کسانوں کو چھوڑو۔ آؤ شہروں کا سروے کر لیتے ہیں۔ انتیس فیصد شہروں میں بسنے والے ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں کو تیار کرنے والے مزدوروں اور ان کو چلانے والے محنت کشوں، ہنرمندوں کی تعداد کی گنتی کر لو۔ ان کے علاوہ سرکاری اور نیم سرکاری دفتروں میں کام کرنے والے خاکروبوں، چپڑاسیوں، اردلیوں، چوکیداروں، گن مینوں، دفتریوں، مالیوں، جونیئر کلرکوں، سینئر کلرکوں، سٹینو، ہیڈ کلرکوں، اسسٹینٹوں اور نان گزیٹڈ شودروں کی بھی تعداد کی گنتی کر لو۔ ان کے علاوہ افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی کے گھروں میں سرکاری خزانے سے تنخواہیں حاصل کرنے والوں۔ ان کے کھانا پکانے والوں۔ گھر کی صفائی کرنے والوں۔ کپڑے استری کرنے والوں، جوتے صاف کرنے والے شودروں اور گاڑیاں صاف کرنے والے کلینروں اور گاڑیاں چلانے والے ڈرائیوروں کی بھی گنتی کر لو۔ افواج پاکستان اور پولیس کے سپاہیوں، حوالداروں کا بھی حساب لگالو۔ ان سرکاری اور نیم سرکاری اہلکاروں کے علاوہ محنت مزدوری اور دیہاڑی دار طبقہ کے ورکروں، چھوٹے بڑے تاجروں، دوکانداروں بوڑھوں، بیماروں، اپاہجوں، ناداروں، بیوہ، یتیموں، معصوم بچوں اور بیروزگاروں پر مشتمل انتیس فیصد عوام الناس کا بھی حساب کر لو۔ کہ ان نجس نظام کے چلانے والے حکمرانوں نے ان کی دولت، ان کی مصنوعات، ان کے وسائل اور ان کے خزانے کو کس نسبت سے اور کس طریقہ سے، جمہوریت کے باطل نظام کی طبقاتی تقسیم کی یہ لوٹ مار اور بندر بانٹ کر رکھی۔ **ملک** کے خادم بن کر ووٹ حاصل کرتے ہو۔ اور رہزن بن کر **ملک** کو لوٹتے ہو۔ یہ فرعونی یزیدی نظام دینی قیادت کی ضرب کا منتظر ہے۔ حکمرانوں اور مزدور کی زندگی کا معاشی اور معاشرتی فرق ختم کرنا ہوگا۔ اعتدال اور مساوات کا عمل جاری کرنا ہوگا۔ اسلام تیری شان کو سلام۔ تو گورنر کو چرواہا بھی اور چرواہے کو گورنر کی ذمہ داریاں سونپنے کا شعور بھی انسانیت کو بخشتا ہے۔ ان فرعونی یزیدی طبقاتی نظریات کے ایجنٹوں کو دین کا سبق سکھانے کا وقت ان کے سر پر آن پہنچا ہے۔ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ یہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ فطرت کی خاموش کتاب کا ورق کھلنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ملت اسلامیہ پر رحم فرماویں۔ صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ عدل وانصاف کی قیادت کسی عادل کے پاس ہوگی۔ اس **ملک** کی تمام متاع ارضی اس **ملک** کی ملکیت ہے۔ اور اس **ملک** کا حاکم اعلیٰ اللہ جل شان ھو ہیں۔ انسان اس دارالفناہ میں آتے جاتے رہیں گے۔ خالی ہاتھ آئیں گے اور خالی ہاتھ واپس جائیں گے۔ اعمال کی گٹھڑی ان کے سر پر ہوگی۔ کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام و سسٹم کے قوانین کی بالادستی انسانیت کا المیہ!

۲۱۔ ستر فیصد دیہاتوں میں بسنے والے فطرت کی درسگاہ کے زراعت کے ماہرین اور باطنی روح کے تربیت یافتہ پاکیزہ فطرت کسان اور انتیس فیصد شہروں میں بسنے والے لاجواب جفاکش مزدوروں، بہترین محنت کشوں، انمول ہنرمندوں، پر مشتمل خاموش ورکر جو خام مال سے ہر قسم کی مصنوعات تیار کرتے۔ مصنوعات کی کوالٹی کا معیار قائم کرتے۔ ملکی خام مال اور معیاری مصنوعات میں اضافہ انہی کی محنت و ہمت کا ثمر ہیں۔ پاکستان ان سب کا گھر ہے۔ وہ اس گھر کی زینت ہیں۔ وہ اس کے وارث ہیں۔ تمام ملکی خام مال اور تمام مصنوعات، تمام دولت، تمام وسائل، تمام خزانہ ان کی ملکیت ہیں۔ ۹۹ فیصد پاکستانی عوام جو ملک کی ہر قسم کی پیداوار، ہر قسم کی خوراک، ہر قسم کا اناج، ہر قسم کا گوشت، ہر قسم کا لباس، ہر قسم کے پھل، ہر قسم کے میوہ جات، ہر قسم کی معدنیات، تیل گیس، لوہا، کوئلہ، چونا، نمک، ہیرے، جواہرات، ہر قسم کے سنگ مرمر کے پتھر، اعلیٰ قسم کی یورینیم اور طرح طرح کے نئے سے نئے مختلف اقسام کے ذخائر زمین کی تہوں سے ڈھونڈ نکالنے میں دن رات کوشاں ہیں۔ ملک کے وسائل پیدا کرنا، ملک کی دولت اکٹھی کرنا، ملک کا خزانہ بھرنا ان کی زندگی کی عبادت اور ان کا نصب العین ہے۔

۲۲۔ اے حکمرانو! ذرا انصاف کا ترازو تو ہاتھ میں پکڑو۔ بتاؤ تو۔ کیا ان بیواؤں، یتیموں، اپاہجوں، بوڑھوں، بیروزگاروں کیلئے کوئی ذریعہ معاش سرکاری طور پر موجود ہے یا کوئی ایسا قانون موجود ہے۔ جس سے وہ زندگی کی روزمرہ کی بنیادی ضروریات زندہ رہنے کیلئے حاصل کرسکیں۔ جیسا کہ آپ شاہی تنخواہیں، انگنت شاہی سہولتیں، شاہی رہائشیں، قیمتی گاڑیاں، فری ٹیلیفون، فری علاج معالجہ اور بیشمار سرکاری سہولتوں کے ڈاکے اقتدار کی تلوار کی نوک پر مارے جا رہے ہیں۔

۲۳۔ کیا مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں کے پاس اتنے ذرائع یا اتنی سہولتیں، یا اتنے وسائل۔ یا اتنی آمدن ہوتی ہے کہ ان کے بچے بیکن ہاؤس، سٹی سکول، گرائمر سکول، مشنری کے کانوینٹ سکول یا اس قسم کے دوسرے اعلیٰ شاہی طبقاتی انگلش میڈیم سکولوں سے تعلیم حاصل کرسکیں۔ کیا یہ طبقاتی تعلیمی نظام آج تک طبقاتی ضابطہ حیات، طبقاتی معاشرہ تیار کرکے عدل و انصاف کو کچلتا نہیں آرہا۔ کیا اس باطل کدہ کے نظام تعلیم کو پاش پاش کیا نہیں جاسکتا۔ کیا ملک میں ایک تعلیمی نظام اور ایک تعلیمی نصاب قائم نہیں کیا جاسکتا۔ کیا سرکاری گاڑیاں، سرکاری ڈرائیور، سرکاری پٹرول ان کے بچوں کو اعلیٰ تعلیمی اداروں تک لے جانے اور واپس لانے کے اخراجات بچ نہ جائیں گے۔ یہ ظلم آخر کب تک ملک میں جاری رہے گا؟۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی

انسانیت کا المیہ!

۲۴۔ کیا ان کسان اور مزدور لوگوں کا بنیادی مسئلہ بچوں کو دو وقت کا کھانا، لباس اور رہائش مہیا کرنا ہوتا ہے یا ان کو تعلیم دلانا۔ اے معاشی رہنماؤ! ذرا آنکھ ملا کر تو بات کرو۔ اس جدید دور میں اور گلوبل لائف میں یہ ظلم کیسے روا رہ سکتا ہے۔ یہ بالکل ناممکن ہے۔ فطرت کا نشتر تیار ہو چکا ہے۔ اس جمہوریت کے فرعونی اور یزیدی غاصب نظام نے عوام الناس کا دائرہ حیات تنگ کر دیا ہے۔

۲۵۔ کیا بیماروں کا علاج معالجہ کرانا اس طبقہ کے بس کا روگ ہوتا ہے۔ اے معاشی طاقت کے وارثو! کیا یہ سچ نہیں کہ بیماری ہی ان کا پہلا اور آخری علاج ہوتا ہے۔ اتنا ظلم کرو جتنا تم برداشت بھی کر سکو۔ یہ تمام بدترین بداعمالیاں فطرت کے نشتر کو اصلاح احوال کیلئے پکار پکار کر اپنا عمل جاری کرنے کیلئے دعوت دے رہی ہیں۔

۲۶۔ آؤ مل بیٹھیں اور ان محرکات کا پتہ چلائیں کہ ستر فیصد کسانوں اور انتیس فیصد مزدوروں محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس پر مشتمل معاشرہ معاشی اور معاشرتی انصاف سے کیوں محروم ہے۔ ان تمام واقعات اور محرکات کو سب مل کر ختم کریں۔ جمہوریت کی بجائے دین کی بالادستی ملک میں رائج کریں۔ تاکہ ملک میں متاع ارضی کی تقسیم کو دین کی روشنی میں ہر کس و ناکس کو اعتدال و مساوات اور انصاف کے طریقہ کار کے تحت تقسیم کیا جا سکے۔

۲۷۔ کیا جمہوریت کے سائے تلے ان سات آٹھ ہزار جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں، حکمرانوں کو ملی خزانہ اور ملی امانتیں اقتدار کی نوک پر لوٹنے کا کلی اختیار نہیں۔ کیا اس بددیانت ٹولہ سے ملک وملت کی پائی پائی واپس لینا ایک مناسب اور ضروری فریضہ نہیں۔ اور ان کے سرکاری اور غیر سرکاری اخراجات کو ایک مزدور، ایک محنت کش کے معیار کے مطابق لانا۔ زندگی کی بنیادی ضروریات کے حصول کیلئے پورے معاشرے میں عدل اور مساوات کے اصول وضوابط کو قائم کرنا ایک دینی فریضہ اور عبادت نہیں؟

۲۸۔ آؤ مل کر اہل پاکستان کیلئے ملکی اور حکومتی سطح پر زندگی کے ہر شعبہ میں عدل وانصاف اور اعتدال و مساوات کو فراہم کرنے کے لئے دین کی طرف رجوع کریں۔ تاکہ ملک وملت انارکی اور بدحالی کی زندگی سے نجات حاصل کر سکے۔

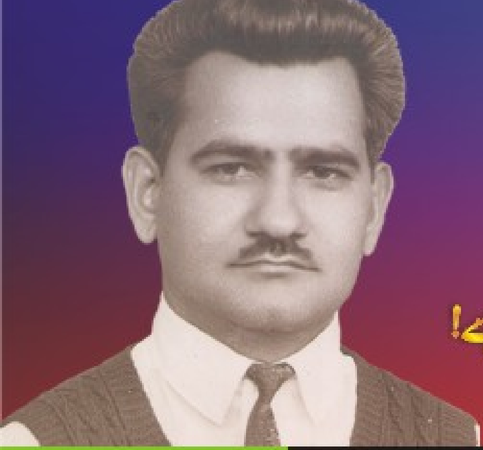
۲۹۔ آؤ مل کر ملک کے انحطاط اور ملت کے زوال کے اسباب ڈھونڈ نکالیں اور ان کا تدارک کریں۔ دین کی روشنی میں صالح قائد اور دینی قیادت کے عمل کو بروئے کار لائیں۔ تاکہ ملک وملت فلاح کے راستے پر گامزن ہو سکیں۔ ان تمام غاصب جابر، ظالم اور بے رحم طریقہ کار کو ختم کریں جو ان جمہوریت کے پروردہ حکمران طبقہ نے رائج کر رکھے ہیں۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالا دستی انسانیت کا المیہ!

۳۰۔ آؤ۔ آدھا ملک گنوا لینے کے واقعات کا تجزیہ کریں۔ اور ان حالات وواقعات اور اسباب کا تجزیہ کریں۔ جن کی وجہ سے یہ سانحہ پیش آیا۔ اور مل کر اس کا سدباب کرنے کا عمل جاری کریں۔

۳۱۔ آؤ۔ ان حقائق کو ملت کے سامنے لائیں کہ ستر فیصد کسان خام مال اور ہر قسم کی پیداوار ملک میں پیدا کریں۔ ملت کی ضرورت بھی پوری کریں۔ اور بیرون ممالک تجارت کی ڈیمانڈ بھی پوری کریں۔ انتیس فیصد مزدور محنت کش، ہنر مند اور عوام الناس ملک میں ملیں، فیکٹریاں، کارخانے ہر قسم کی بلڈنگیں تعمیر کریں۔ سڑکیں، ایر پورٹ، ڈیم، نہریں، بندر گاہیں، گاڑیاں، توپیں، ٹینک، ہوائی جہاز، میزائل، ہر قسم کا اسلحہ مختلف اقسام کے بم، اعلیٰ قسم کے ایٹم بم تیار کرنے کے اخراجات بھی برداشت کریں۔ تیل گیس کے ذخائر ہر قسم کی معدنیات کے مخفی خزانے ڈھونڈ نکالیں۔ ہر قسم کی مصنوعات تیار کریں۔ ملکی کفالت بھی کریں۔ اندرونی بیرونی تجارت کے فرائض بھی ادا کریں۔ یعنی ۹۹ فیصد کسان اور مزدور پیداوار بھی مہیا کریں اور مصنوعات بھی۔ اس کے علاوہ ملک کے وسائل بھی بڑھائیں اور زیادہ سے زیادہ ملکی دولت اور خزانہ بھی جمع کریں۔

۳۲۔ چھ، سات ہزار افراد پر مشتمل جاگیر دار، سرمایہ دار، سیاستدان اور حکمران ملوکیتی ٹولہ اور انکا مراعات یافتہ شاہی طبقہ جمہوریت کے باطل، غاصب نظام کے ذریعہ اقتدار پر بالا دستی حاصل کر کے ملک کی دولت، وسائل اور خزانہ پر قابض ہوتے جائیں۔ ان سے وزیر اعظم ہاؤس سے لے کر پریذیڈینسی تک۔ وزیر اعلیٰ ہاؤسز سے لے کر گورنر ہاؤسز تک، وزیر ہاؤسز سے لے کر سفیر ہاؤسز تک، آسمبلی ہالوں سے لے کر کنونیشن ہالوں تک۔ پنجاب ہاؤسوں سے لے کر سندھ ہاؤسوں تک۔ لاتعداد کلبوں سے لے کر اسلام آباد کلب تک۔ سپریم کورٹ بلڈنگ سے لے کر ہائی کورٹس کی اعلیٰ عمدہ بلڈنگوں تک۔ ملک میں پھیلی ہوئی افسر شاہی، نوکر شاہی، منصف شاہی کے بے نظیر جدید شاہانہ طرز کے سجے سجائے عمدہ دفتروں اور رہائشوں پر مشتمل بلڈنگیں شداد، ہامان، فرعون اور یزید کے کلچر کی نشانیاں ہیں جو اس نجس جمہوریت کے نظام کی پیدا کردہ ہیں۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی

انسانیت کا المیہ!

۳۳۔ بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے سرے محلوں، ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، کاروباروں، بنکوں میں جمع شدہ ان کی تمام رقوم ملک اور ملت کی ملکیت ہیں جو انہوں نے جمہوریت کے ذریعے اقتدار پر فائز ہو کر حاصل کر رکھی ہیں۔۔

۳۴۔ ملک میں پھیلے ہوئے رائے ونڈ ہاؤسز، شاہی محلات ان کی شہروں سے الگ تھلگ بستیاں اور ان کی تمام اعلیٰ، عمدہ، لاجواب اور لاتعداد بلڈنگیں ان کے نجس نظام کے جرائم کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ جو عدل وانصاف کے عادل کو پکار رہی ہیں۔ کہ ان ظالموں کا فوری احتساب کریں۔

۳۵۔ جمہوریت کے بے دین طرز حکومت کے ذریعے ملک کے تمام وسائل، ملک کی تمام دولت، ملک کا تمام خزانہ۔ حکومتی بالادستی کے اختیارات سے ان کی ذاتی ملکیتوں میں بدلتے اور ان کے اندرونی اور بیرونی بنکوں کے کھاتوں میں منتقل ہوتے جاتے ہیں۔ ملک کے چودہ کروڑ عوام کو یہ غاصب، ظالم بے رحم حکمران ملوکیتی طبقہ اعتدال ومساوات، عدل وانصاف سے محروم کرتا اور ان کے بنیادی حقوق کو انتظامیہ اور عدلیہ کی تلوار سے کچلتا جا رہا ہے۔

۳۶۔ ملک کے ۹۹ فیصد کسان، مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس کی بیشتر اولادیں خوراک سے محروم، لباس سے محروم، چھت سے محروم، تعلیم سے محروم، بجلی، گیس اور پانی سے محروم، ادویات سے محروم، روزگار سے محروم، زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم چلی آ رہی ہیں۔ یہ چند کالے انگریز اقتدار کی نجس تلوار سے معاشی طاقت رہزنوں کی طرح چھینتے اور معاشرتی اقدار جنگل کے درندوں کی طرح روندتے چلے آ رہے ہیں۔ عوام غربت، تنگ دستی، بیروزگاری سے تنگ آ کر خودکشیاں، خودسوزیاں کرتے چلے آ رہے ہیں۔

۳۷۔ کیا انگریز کے مفتوحہ عوام کو انگریزوں کے قانونی دانشوروں کے تیار کردہ 1857ء کے ایکٹ کے ضابطہ کے شکنجے میں آج تک مقید نہیں کر رکھا۔ ان کو انتظامیہ کی گرفت اور عدلیہ کی تلوار سے روندتے چلے نہیں آ رہے؟۔

۳۸۔ ملک میں سودی معاشی نظام کا یہودی معاشی دانشوروں کا شکنجہ، ٹیکسوں کا کلچر اور شکنجہ، مہنگائی کا شکنجہ، عوام سے معاشی طاقت چھیننے کا شکنجہ، معاشی طبقاتی نظام کے ذریعہ حصول اقتدار پر قابض ہونے کا شکنجہ۔ جس کے ذریعہ ہر طبقہ کے معاشی برتری والے نجس جمہوریت کے سیاسی لیڈروں کا شکنجہ۔ جس کی بنا پر فرعونی اور یزیدی طاقتیں ملک پر قابض ہوتی جا رہی ہیں۔ کیا اس میں کوئی شک کی گنجائش ہے۔





انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالا دستی

انسانیت کا المیہ!

۳۹۔ **ملک** میں طبقاتی نظریات ہندو سکالروں کا تیار کردہ معاشرتی نظام ہے۔ جو طبقاتی معاشرہ کو جنم دیتا ہے۔ جو براہمن اور شودر پیدا کرتا ہے۔ ان تینوں نظریات پر مشتمل **ملک** میں دین کش باطل، غاصب نجس جمہوریت کے ظالم فرعونی اور یزیدی نظام کے مطابق ان کی حکومتیں قائم ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ کیا جمہوریت کی آڑ میں مسلم امہ کی نسلوں کو دین کے نظریات سے فارغ نہیں کیا جا رہا۔

۴۰۔ دیہاتوں کے سکولوں سے جو بھی سطحی تعلیم حاصل کر لیتے ہیں۔ وہ سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر میں اور خاص کر پولیس، فوج میں سپاہی، اردلی خانساماں، چوکیدار، مالی، بٹمین، دھوبی، حجام، ڈرائیور جیسی درجہ چہارم کے طبقہ کی نوکریاں حاصل کر کے شودر کی بدترین زندگی گذارتے چلے نہیں جا رہے ہیں۔ اس فوجی سپاہ کو اپنے ذاتی اقتدار کی خاطر استعمال کرتے آ رہے ہیں۔ وہ کئی دفعہ **ملک** کو فتح کر چکے ہیں۔

۴۱۔ اسکے بعد اردو میڈیم اداروں کے فارغ البال درجہ سوم کے طبقہ کی اولادوں کو جونیئر کلرک، سینئر کلرک، سپرنٹنڈنٹ، اسسٹنٹ، الیکٹریشن، میکینک وغیرہ کی نان گزیٹیڈ کی تمام ملازمتیں ان کے لئے وقف ہوتی ہیں۔

۴۲۔ اسی طرح درجہ دوم کے طبقہ کی اولادوں کو کلاس ٹو کی گزیٹیڈ کی تمام آسامیوں پر تعیناتیاں ہوتی رہتی ہیں۔

۴۳۔ کلاس ون کی تمام فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کی شاہانہ ملازمتیں اس اعلیٰ ٹولہ کی اولادوں کے لئے مختص ہوتی ہیں۔ یہ اعلیٰ طبقہ کی افسر شاہی، فوج شاہی اور منصف شاہی **ملک** کی انتظامیہ اور عدلیہ کی وارث اور سرکاری اور غیر سرکاری ملازمین کی بادشاہت کا استحصالی نظام حکومت اس طبقہ کے جلادوں کی کمانڈ میں ہوتا ہے۔ وزارتیں، مشاورتیں سفارتیں، صدارتیں ان اعلیٰ ٹولہ کے جاگیرداروں سرمایہ داروں سمگلروں بلیکیوں، سیاستدانوں کے پاس ہوتی ہیں۔ **ملک** کے چھ، سات ہزار افراد پر مشتمل فوجی، سیاسی حکومتی اعلیٰ ٹولہ اور انکی اولادوں پر مشتمل مراعات یافتہ شاہی طبقہ نے پاکستان کے چودہ کروڑ مسلم امہ کے ستر فیصد کسانوں، انتیس فیصد مزدوروں محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کی نسلوں کو جمہوریت کی بدترین غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ پاکستان کو جیل مسلم امہ کو نان کرسچن جمہوریت کی کفر کی جیل میں مقید کر رکھا ہے۔



باباجی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالا دستی

انسانیت کا المیہ!

۴۴۔ پاکستان میں طبقاتی نظام حکومت غاصب باطل استحصالی نان کرسچن جمہوریت کی ایک اہم کڑی ہے۔اس نظام کو چلانے کے لئے ان جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں، سمگلروں، بلیکیوں، رشوت خوروں، کمیشن خوروں، شفارش خوروں، رہزنوں اور فوجی سیاسی حکمرانوں کی اولادیں، شاہی اخراجات والے تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کرکے افسر شاہی، فوج شاہی اور منصف شاہی کے طبقاتی اعلیٰ سرکاری اداروں پر قابض ہو کر ملک کی انتظامیہ عدلیہ اور فوج پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ہر دور کے فوجی سیاسی حکمرانوں کے ساتھ مل کر قرآنی نظریات کو سرکاری سطح پر منسوخ کر کے ملت اسلامیہ اور اسکی نسلوں کو نان کرسچن جمہوریت کے کفر کے ایک نظریاتی المیہ سے دوچار کیئے جا رہے ہیں۔

۴۵۔ آؤ! مل کر بارگاہ الٰہی کے سامنے ہاتھ اٹھائیں اور پکار کریں کہ ہم پر رحم فرما۔اور ہمیں اس ظالم غاصب باطل نان کرسچن جمہوریت کے فرعونی، یزیدی نظام سے نجات دلا۔اے اللہ ہم مجبور و بے بس ہیں ہم پر اپنا خاص کرم فرما۔آمین۔

۴۶۔ آؤ! حضور نبی کریم ﷺ کے در پر عجز وانکساری سے التجا کریں کہ ہمیں قرآن حکیم کے دستور مقدس کو ملک میں نافذ کرنے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیے۔

۴۷۔ آؤ! عوام الناس کی دین محمدی ﷺ سے دوری کے اسباب تلاش کریں۔اور ان اسباب کو ختم کریں۔دین اور دینی قوتیں بحال کرنے کیلئے عمل پیرا ہوں۔

۴۸۔ آؤ! اس عدل کش، بے دین نان کرسچن جمہوریت کے فاجر فاسق ملوکیتی نظریات اور یزیدی نظام کا قلع قمع کریں۔

۴۹۔ آؤ! اس غاصب جمہوریت کے فرعونی سسٹم کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں۔

۵۰۔ آؤ! معاشرے میں معاشی اعتدال ختم کرنے والے ضابطہ حیات کو منسوخ اور اس کے ظالم، بے رحم اور سفاک ہاتھوں کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کریں۔

۵۱۔ آؤ! متاع ارضی کو لوٹنے والے بے دین جمہوریت کے غاصب رہزنوں کا احتساب عمل میں لائیں اور ان کو دین مقدس کے آئین کا راستہ دکھائیں۔

۵۲۔ آؤ! بے گناہ مجبور اور بے بس، بے روزگار خودکشی اور خودسوزی کرنے والوں کی ذہنی کیفیتوں سے آشنائی تو حاصل کریں۔کہ وہ کن کن معاشی اور معاشرتی تلخیوں اور اذیتوں کی وجوہات پر اپنی زندگی کو ختم کر دیتے ہیں۔ایسا کیوں کرتے ہیں اور ان کے مجرم کون ہیں۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالا دستی

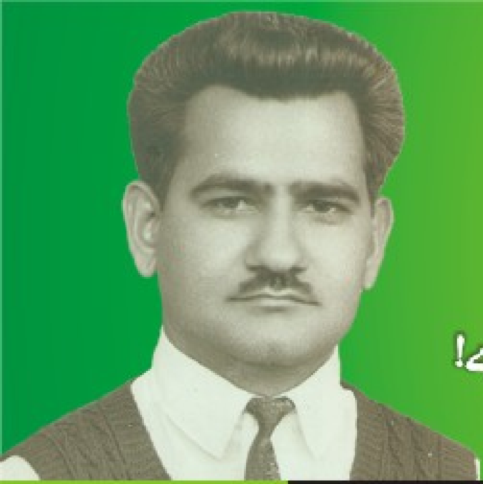
انسانیت کا المیہ!

۵۳۔ آؤ! ان کسانوں کی بات کریں جو صحراؤں بیابانوں میں پانی کی بوند بوند کو ترستے ہیں۔ آؤ! ان جانوروں اور ان انسانوں کی بات کریں جو خشک سالی کے دوران بھوک اور پیاس سے تڑپتے بلکتے اور صحرا کی سورج کی تپش سے سسکتے دم توڑ جاتے ہیں۔ اس ملک میں ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ یہ شاہی حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ شاہی ایوانوں میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

۵۴۔ آؤ! ان کسانوں اور ان عظیم انسانوں کی بات کریں جو شہروں بستیوں، پہاڑوں ان کے دامنوں، میدانوں اور بیابانوں میں جا کر ڈیرے ڈالتے، اپنے گھروندے تیار کرتے اور کھیتی باڑی کے فرائض ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ ضروریات زندگی اور پانی جیسی بنیادی ضرورت کو حاصل کرنے کیلئے کوسوں میل دور آتے جاتے ہیں۔ ضروریات حیات سے محروم کسانوں کی زندگی کا مشاہدہ تو کریں۔

۵۵۔ آؤ! اس انمول کسان کی بات کریں۔ جو رات کے آخری پہر اٹھتا ہے اور دن بھر زمین کے دل کو چیرتا۔ اس میں ہل چلاتا۔ اس کو فصل کیلئے تیار کرتا۔ اس میں بیج بوتا۔ اس کو پانی دیتا۔ فصلوں کو تیار کرتا۔ اس کو کاٹتا۔ اس سے اجناس حاصل کرتا اور اس کو پورے ملک کو مہیا کرتا۔ یہ عمل زندگی بھر جاری رکھتا ہے۔ مخلوق خدا کی ربوبیت کے فرائض ادا کرتا اور زندگی کے تنگ دستی کے المناک ایام گذار کر اپنے مالک کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ آؤ اس ظلم اور عدل کش ظالموں کو ختم کریں۔

۵۶۔ آؤ! ان کسانوں کے کردار کی خوشبو جس نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ کو معطر کر رکھا ہے اس کو تسلیم کریں۔ کہ وہ چودہ کروڑ انسانوں کے محسن عظیم ہیں۔ جن کو وہ ہر قسم کا اناج، ہر قسم کی خوراک، ہر قسم کی سبزیاں، ہر قسم کا پھل، ہر قسم کے میوہ جات، ہر قسم کے جانور، دودھ مکھن اور گھی کے سٹاک، ہر قسم کا گوشت، ہر قسم کی کھالیں، ہر قسم کے جوتے، ہر قسم کی اون، ہر قسم کی بہترین کپاس، ہر قسم کا لباس، ہر قسم کی لکڑی، ہر قسم کا فرنیچر، ہر قسم کا لکڑی کا تعمیر کا سامان، ہر قسم کے بہترین چاول، ہر قسم کی اجناس کا وافر مقدار میں اپنے ہموطن انسانوں اور جانوروں کو مہیا کر کے ربوبیت کے فرائض ادا کرتا چلا آرہا ہے۔ اس کے علاوہ ہر قسم کا خام مال وافر مقدار میں مہیا کر کے ملک کی تجارت کو بھی فروغ دینے کے فرائض کی ذمہ داری ادا کرتا چلا آرہا ہے۔ کسان ملکی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ان کے حقوق کا تحفظ کرنا فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا فرض اولین ہے نہ کہ ان کا خون پینا۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی

انسانیت کا المیہ!

۵۷۔ آؤ! ان مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں اور ملکی معماروں کیطرف نگاہ اٹھا کر ذرا دیکھ تو لو۔ کہ کس مہارت سے انہوں نے چھوٹے بڑے ڈیموں کا جال ملک میں پھیلا دیا ہے۔ دریاؤں، نہروں، ندی نالوں پر کس ہنر مندی سے پلوں کی تعمیر کا کام انہوں نے سرانجام دیا ہے۔ بندرگاہوں کی مرمت وتعمیر کا کام کتنی تیزی سے مکمل کرتے چلے آرہے ہیں۔ ملک میں ہوائی اڈوں، چھوٹی بڑی سڑکوں کے جال بچھاتے چلے جارہے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ شاہراہ ریشم اور موٹر وے جیسی جدید سڑکوں کو بین الاقوامی معیار پر تیار کر کے انہوں نے اپنی ہمت واہلیت کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔

۵۸۔ صدر ہاؤس، گورنر ہاؤسز، وزیر اعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤسز، اسمبلی ہاؤسز، کنونشن ہال، سندھ ہاؤسز، بلوچستان ہاؤسز، فرنٹیر ہاؤسز، سپریم کورٹ بلڈنگ، سیکرٹریٹ بلڈنگز لاتعداد شاہی کلبیں، بیشمار ملک میں پھیلے ہوئے ریسٹ ہاؤسز، بڑے بڑے تعلیمی اداروں کی بلڈنگیں، بڑی بڑی اکادمیوں اور یونیورسٹیوں کی بلڈنگیں، اعلیٰ کالجوں اور سکولوں کی بلڈنگوں کی تعمیرات کا کام یہی مجبور ومحکوم مزدور دن رات کوشاں رہ کر تعمیر کا کام سرانجام دیتے آرہے ہیں۔ شاہی پیلس اور شاہی محل انہی کے خون جگر کی نمود ہیں۔ انہوں نے پاکستان میں تعمیراتی حسن کو اپنے خون جگر سے سینچ رکھا ہے۔ تیسی، کانڈی اور تنگاری انکی میراث ہے۔ لیکن بد قسمتی کی انتہا یہ ہے کہ ان کے پاس سر چھپانے کے لئے کوئی گھر یا کوئی جھونپڑی تک نہیں ہوتی۔ وہ چھوٹی سی کٹیا سے محروم، ضروریات حیات سے محروم، ادویات سے محروم، تعلیم سے محروم، پنشن سے محروم، پاکستانی خزانہ سے محروم۔ یہ کیسا ظالم بے رحم سماج ہے۔ یہ کیسے بزدل، کمینے، بدکردار، غاصب، بے حیا حکمران ہیں جو اعتدال ومساوات، عدل وانصاف اور قرآن حکیم کے منشور، تعلیمات کی بنیادی اقدار کو روندتے چلے جارہے ہیں۔

۵۹۔ آؤ! ان کے سرکاری اسٹنٹ کمشنر ہاؤسز، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ہاؤسز، ڈپٹی کمشنر ہاؤسز، چیف کمشنر ہاؤسز، اے ایس پی ہاؤسز، ایس پی ہاؤسز، ڈی آئی جی ہاؤسز، آئی جی ہاؤسز، ہوم سیکرٹریز ہاؤسز، سیکشن آفیسر ہاؤسز، ڈپٹی سیکرٹری ہاؤسز، جائنٹ سیکرٹریز ہاؤسز، ایڈیشنل سیکرٹریز ہاؤسز، سیکرٹریز ہاؤسز، چیف سیکرٹریز ہاؤسز اور ان کے عالیشان بلڈنگوں پر مشتمل انگنت تحصیلوں، ضلعوں، صوبوں اور وفاقی سطح پر پھیلے ہوئے لاتعداد دفاتر اور ان دفاتر میں طبقہ وائز ڈیکوریشنز، عمدہ قسم کے قالین، قیمتی فرنیچر، محلوں اور دفاتر میں بے شمار طرح طرح کے ٹیلیفون، لاتعداد جدید سہولتیں، بیرون ممالک سرے محلوں، رائے ونڈ ہاؤسز، شاہی پیلسز، بنی گالا ہاؤسوں ملک میں پھیلے ہوئے بڑے چھوٹے شہروں اور عظیم شہروں میں عوامی بستیوں سے الگ تھلگ انکے عظیم، لاجواب شیش محل کو شرما دینے والے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے والے اور دنیا کو حیرت میں ڈالنے والے شاہی محل ان کی فرعونی آماجگاہیں ہیں۔ جو ملک کی مخصوص اور قیمتی بستیوں میں الگ تھلگ تعمیر ہوتی اور پھیلتی جارہی ہیں۔ جو جنت نظیر دکھائی دیتی ہیں۔ ان سب تعمیرات کا کام، ان کے ڈیزائن، ان کا میٹریل ان کے یہ سب سنگ وخشت کے معجزات ان مزدوروں، محنت کشوں اور ہنر مندوں کی تخلیق ہیں اور انکے خون جگر کی نمود ہیں۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام و سسٹم کے قوانین کی بالادستی

انسانیت کا المیہ!

۶۰۔ آؤ! ملک میں پھیلی ہوئی ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، چھوٹی بڑی صنعتوں میں اضافوں کی تعمیر و تکمیل کرنے والے ان عظیم مزدوروں، لاجواب محنت کشوں اور بے نظیر ہنرمندوں کے ہاتھوں کو تو ایک نگاہ پیار سے دیکھ لیں۔ اس کے علاوہ ان تمام ملوں، فیکٹریوں اا ور کارخانوں کے ورکروں کو سلام تو کر لیں۔ جو خام مال کو مصنوعات میں بدل کر چودہ کروڑ انسانوں کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ یہی ستر فیصد کسان اور انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند تمام عوام الناس کو روزمرہ زندگی کی بنیادی اشیاء کی مانگ اور سپلائی کے فرائض کو احسن طریقہ سے سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کی اندرونی اور بیرونی تجارت کو دن بدن فروغ دینے میں بھی ان کا کلی ہاتھ ہے۔

۶۱۔ آؤ! اس حقیقت کو تسلیم کریں۔ کہ ستر فیصد دیہاتوں میں بسنے والے کسان اور ان کے شعبہ سے منسلک عوام، اس کے علاوہ انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور ان سے منسلک تمام پیشوں کے عوام، اس ملک کے اصل وارث ہیں۔ نو لاکھ فوجی سپاہ ۱۸ کروڑ اس شودر طبقہ کی اولادیں ہیں۔ چھ، سات ہزار جاگیردار، سرمایہ دار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ ایک فوجی ڈکٹیٹر اور چند کور کمانڈر اس حکومتی ٹولہ کی اولادیں ہیں۔ جنہوں نے ۱۸ کروڑ اہل وطن مسلم امہ، انکی نسلوں کو قیدی، غلام، محکوم بنا رکھا ہے۔ ملک کی تمام دولت، تمام وسائل، تمام خزانہ ان کی ملکیت ہیں۔ تمام خام مال، تمام ملیں، کارخانے، فیکٹریاں، کسانوں، مزدوروں کے ہی خون جگر کی تیار شدہ ہیں۔ تمام ملکی صنعتوں اور صنعتی پیداوار کے اصل مالک بھی یہی کسان، مزدور، محنت کش، ہنرمند ہیں۔ لیکن یہ حکومتی دہشت گرد کون ہیں۔

۶۲۔ 1947ء سے قبل انگریزوں نے ایک مفتوحہ ملک و قوم کو ایسے قوانین، ضوابط کے شکنجوں میں جکڑ لیا اور ان کو اپنی گرفت میں قابو کر لیا۔ جس سے وہ ان کی تمام دولت، وسائل، خزانہ، ان سے نان کرپشن جمہوریت کے غاصب قوانین کی نوک پر اپنی فوج، انتظامیہ اور عدلیہ کی ہیبت ناک اور عبرتناک فرعونی طاقت سے یہ سب کچھ چھین کر اپنے ممالک لے جاتے۔ اب یہ حکمران اسی نظام اور سسٹم سے اسی طرح اپنا استحصالی عمل جاری کئے ہوئے ہیں۔ کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالا دستی

انسانیت کا المیہ!

۶۳۔ آؤ! حقائق کی روشنی میں ان کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں کی ملکی خدمات اوران کی نسلوں کی قربانیوں کی یادیں تو تازہ کریں۔ جہاں وہ ملکی ضروریات کے لئے ہر قسم کی پیداوار، ہر قسم کا خام مال، ہر قسم کی تعمیرات، ہر قسم کی مصنوعات اور ہر قسم کی دولت کو مہیا کر کے ملک کو ترقی کے راستہ پر گامزن کئے جا رہے ہیں۔ وہاں وہ ملکی دفاع کیلئے دن رات کوشاں نظر آتے ہیں۔ ملک کی اسلحہ سازی سے لے کر' توپوں ٹینکوں سے لے کر، ایٹمی آبدوزوں سے لے کر، ایٹمی پلانٹوں سے لے کر، ایٹمی وارہیڈوں سے لے کر ایٹمی میزائلوں سے لے کر ایٹم بموں تک میں ان کی محنت ومشقت کا معاشی خون شامل ہے۔ افواج پاکستان میں کک، بھنگی، سپاہی، ڈرائیور، بٹمین سے لے کر چھوٹے رینکر تک کے ننانوے فیصد تمام سرکاری محکموں اور لاکھوں فوجی عملہ ان کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنرمندوں کی اولادوں پر ہی مشتمل ہے۔

۶۴۔ آؤ! ذرا ان جمہوریت کے سرمایہ داروں، جاگیرداروں پر مشتمل پرستاروں کی تعداد تو گن لیں۔ یہ چھ، سات ہزار افراد پر مشتمل ایک اعلیٰ نسل کا ایسا کالے انگریزوں کا طبقہ ہے۔ جو جمہوریت اور یزیدیت کے نظریات کا پیروکار ہے۔ ان کی معاشیات اور حکومتی سطح پر بالا دستی انگریز کے دور سے قائم ہے۔ نان کرسچن جمہوریت پر انکی اجارہ داری مسلط ہے۔ وہ جمہوریت کے الیکشنوں کے ذریعہ ایم این اے، ایم پی اے اور سینیٹروں کی شکل میں کامیاب ہو کر اسمبلیوں اور سینیٹ میں پہنچ جاتے ہیں۔ انکی کل تعداد کم وبیش دو ہزار کے قریب ہوتی ہے۔ یہ آپس میں صدر پاکستان، وزیر اعظم، گورنر، وزیر اعلیٰ، وزیر، مشیر، سفیر کی تعیناتیاں کر لیتے ہیں۔ اس طرح وہ ملک کی تمام دولت، تمام وسائل، تمام مال ومتاع، تمام خزانہ پر بالا دستی قائم کر لیتے اور قابض ہو جاتے ہیں۔ اسکے بعد خود رہزنوں کی طرح خوب لوٹتے جاتے ہیں۔ یہ طبقہ نہ ہل چلاتا ہے۔ نہ ٹوکری اٹھاتا ہے۔ نہ مزدوری کرتا ہے۔ اور نہ ہی وہ کہیں تعمیری کام کرتا ہے۔ وہ تو سماجی برتری کی بنا پر اسمبلیوں میں پہنچ کر وزارتیں، مشاورتیں، سفارتیں اور حکومتیں صرف سنبھالتے اور ملک لوٹتے آ رہے ہیں۔ وہ قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف جمہوریت کے کفر کا نظام حکومت مسلط کئے جاتے ہیں۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی انسانیت کا المیہ!

۶۵۔ ملک کے اقتدار پر قابض ہونے کے بعد سب سے پہلے وہ انتظامیہ اور عدلیہ کے سربراہوں کو جو پہلی حکومتوں کے منظور نظر ہوتے ہیں۔ ان کو او۔ایس۔ڈی بناتے ہیں یا تبدیل کر کے ان کی جگہ اپنے یا اپنے پسند کے افسر شاہی، منصف شاہی اور فوج شاہی کے افسران کو ملک کی اہم انتظامیہ اور عدلیہ کی پوسٹوں پر متعین کرنے کا اہم کام سر انجام دے لیتے ہیں۔ ان کے ذریعہ اقتدار کی نوک پر اور ایک فاتح کی حیثیت سے ملک کے تمام وسائل، ملک کی تمام دولت، ملک کے تمام خزانہ کو اپنی ملوں، فیکٹریوں، کارخانوں، شاہی محلوں، سرے محلوں، رائے ونڈ ہاؤسوں، لاتعداد شاہی پیلسوں، لینڈ کروزروں، پجاروں، جاگیروں اور ملک کی تمام اندرونی، بیرونی تجارت کو اپنے اپنے دور اقتدار میں اپنی اپنی ملکیتوں میں بدلتے اور ڈھالتے چلے آرہے ہیں۔ 1947ء سے لے کر آج تک ایک بھی ایسا حکمران یا قائد ملک کو میسر نہیں آیا۔ جو اس دین کش نان کرپشن جمہوریت کے غاصب نظام اور ان ظالم، بے رحم معاشی رہزنوں اور عدل وانصاف کو کچلنے اور دین محمدی ﷺ کو روندنے والے درندوں سے ان چودہ کروڑ عوام کی جان چھڑاتا اور اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف اور دین کی بالادستی ملک میں قائم کرتا۔

۶۶۔ ملک میں سیاستدانوں کی حکومت ہو یا فوجی حکومت ہو ان کے نائب ومصاحب، ان کے وزیر، ان کے مشیر، ان کے وزیر اعلیٰ ان کے وزیر اعظم، ان کے نیر اسی جاگیردار، سرمایہ دار اور سیاستدان طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پاک فوج ان کی اور ان کی انتظامیہ اور عدلیہ کی گرفت میں آجاتی ہے۔ ان کے جمہوریت کے نظام اور سسٹم کو نہ وہ توڑ سکتے ہیں اور نہ ہی بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ تو انگریز کے تعلیمی نصاب اور انکی اکیڈمیوں کے طبقاتی نظام کی پیداوار اور شاہکار ہوتے ہیں۔ انکے دور حکومت میں سیاستدان اقتدار کی خاطر اپنی سیاسی جماعتوں کو نئے رخ دیتے، ان کے سیاسی نام بدلتے، اپنے اقتدار کے ساتھیوں کو اکٹھا کرتے اور اس نئی سیاسی جماعت میں شامل ہو کر اور اپنی اپنی سیاسی جماعتوں کے غداروں کے ساتھ مل کر ملکی غداروں پر مشتمل سیاسی ممبران کی نئی حکومت قائم کرتے اور ملک کا اقتدار ان سیاسی غداروں پر مشتمل حکمرانوں کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ انگریز ہوں یا فوجی حکمران ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کے نام بدل سکتے ہیں لیکن حکومت یا قیادت اسی جمہوریت کے سسٹم کے مطابق اسی غاصب ٹولہ اور طبقہ کے پاس رہتی چلی آرہی ہے۔ جب تک اسلامی قائد اور دینی قیادت ملک کو نصیب نہیں ہوتی اس وقت تک یہ وقت کے فرعون عدل وانصاف کو کچلتے رہیں گے۔ اور ملوکیتی نظام ملک میں چلاتے رہیں گے۔ ان تمام حکمرانوں سے وضاحت طلب کر لینا نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ ملت اسلامیہ کے چودہ کروڑ عوام کو مطلع کریں کہ وہ سرکاری طور پر یزید کی پیروی کروا رہے ہیں یا حضرت امام حسینؓ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ ملت کو انہوں نے ایک ایسے المیہ اور اذیت ناک فتنہ سے دوچار کر رکھا ہے۔ انکا دل وجان تو حضرت امام حسینؓ کی محبت اور ادب میں دھڑکتا ہے اور عملی زندگی سرکاری طور پر یزید کے ضابطہ حیات کی گذارنے پر ان حکمرانوں نے مجبور اور پابند کر دیا ہوا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ زندگی یزید کی گذاریں اور عاقبت حضرت امام حسینؓ کی مانگیں۔ ان حکمرانوں نے مسلم امہ کے دینی نظریات کو معطل، مفلوج اور مسترد کر کے امت سے دین بھی چھین لیا اور انکی معاشیات بھی لوٹ لی۔ ان بدنصیبوں نے ملت کے پاس نہ دین چھوڑا اور نہ ہی دنیا۔ اب فطرت نے انکی زبان کو گنگی اور وطن سے جان چھین لی ہے۔ فطرت کی طرف سے ان کا یوم حساب اور احتساب کا عمل جاری ہو چکا ہے۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی انسانیت کا المیہ!

۶۷۔ جمہوریت کا طرز حکومت ان سات آٹھ ہزار ایسٹ انڈیا کمپنی کے کالے انگریزوں کے لئے ان کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ الیکشن جیت کر آئیں یا مارشل لا کی چھتری کے سائے تلے۔ اقتدار سے پیوست رہنا ان کا مقصد حیات ہوتا ہے۔ شروع شروع میں پاکستانی عوام افواج پاکستان کو ملت کا نجات دہندہ اور ملک کا خیر خواہ تصور کرتے ہیں۔ لیکن وہ فوجی حکمران جلد ہی ان سیاستدانوں، ان کی افسر شاہی، نوکر شاہی اور منصف شاہی اور ان کے رائج الوقت جمہوریت کے نظام اور سسٹم کے شکنجوں میں جکڑے جاتے ہیں۔ پھر وہ ظلم جو سیاسی حکومتیں نہیں کر پاتیں وہ ملک کی تمام انتظامیہ، عدلیہ اور اقتدار سے منسلک سیاستدان ملکران فوجیوں کے اقتدار کی تلوار سے دین کے خلاف ایسے معاشی اور معاشرتی قوانین یعنی اپنی مستورات کا اسمبلیوں میں ایم این اے، ایم پی اے، سینیٹروں کے ممبران کے بے پناہ اضافی کوٹے جاری کر کے ان اہم اداروں تک پہنچا دیتے ہیں۔ ان کی تنخواہوں کے اضافے فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کی تنخواہوں کے اضافے، بے حس، بے رحم طریقوں سے سرکاری خزانہ سے بے شمار شاہانہ ان کے سرکاری اخراجات کے اضافے، ریٹائرڈ افسر شاہی کو تعلق کی بنیاد پر بار بار سرکاری اہم انتظامیہ کی ذمہ داریاں سونپنا، بیروزگاروں کی حق تلفیاں، سرکاری خزانہ کی لوٹ مار اور دوسری طرف ۹۹ فیصد مفلوک الحال نادار، اپاہج، بیوہ، یتیم، بوڑھے پنشنروں، کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں اور بیروزگار خودکشیوں اور خودسوزیاں کرنے والے عوام پر لاتعداد نئے ظالمانہ ٹیکس کا نفاذ، ٹیکسوں میں بے پناہ اضافوں اور ان سے پیدا کردہ جان لیوا مہنگائی کی ذمہ داری ملک کے اقتدار میں گھسے ہوئے چند جرنیلوں کی بجائے تمام افواج پاکستان کے سر تھونپ دی جاتی ہے جو ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ عوام کے دلوں میں اقتدار پر قابض چند فوجیوں کی ہوسِ اقتدار اور گمراہی کی وجہ سے تمام افواجِ پاکستان کے لئے نفرت اور حقارت کے انتقامی جذبات جنم لینے کے ذمہ دار یہی چند لوگ ہوتے ہیں۔ پہلے جرنل ضیا الحق صاحب کو سیاستدانوں کی اقتدار کی چپقلش کی آگ کا ایندھن بنایا گیا۔ اب یہ جرنل مشرف کی تباہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس ملک کی بقا دینی قیادت، دینی ضابطہ حیات، دینی نظریات، دینی تہذیب میں مضمر ہے۔



بابا جی عنایت اللہ

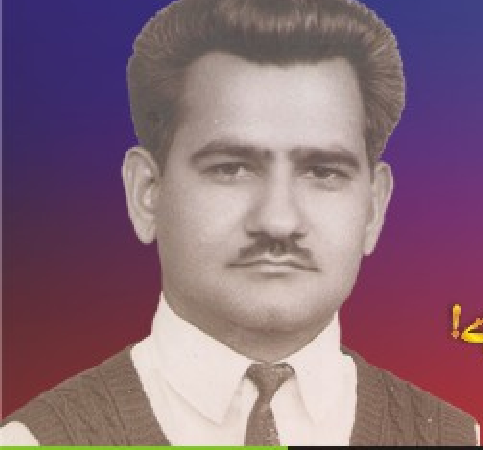
جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام و سسٹم کے قوانین کی بالادستی انسانیت کا المیہ!

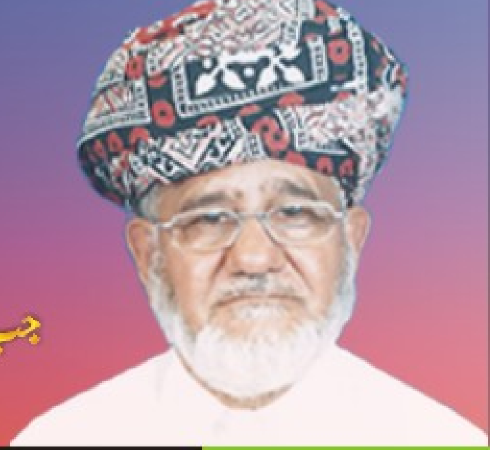
۶۸۔ ملک میں قرآنی تعلیمات کو متعارف کروانے کے لئے قرآن پاک کا قومی زبان میں ترجمہ پرائمری سے لے کر پی ایچ ڈی تک اس کے فلسفہ اس کی حکمت، اس کے ازلی ابدی فلاحی اصولوں، اس کے معاشی اور معاشرتی آسمانی ضابطوں، اس کے اعتدال و مساوات، اخوت و محبت، عفوو درگذر، دنیا کی بے ثباتی، انسانیت کے ساتھ حسن سلوک، انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک کے آداب سے متعارف کروانا۔ امانت و دیانت اور عدل وانصاف کے اسلامی نظام سے ملک و ملت کو تحفظ فراہم کرنا ایک دینی قیادت اور دینی قائد کا اولین فریضہ ہوتا ہے جو اسے ادا کرنا ہوتا ہے۔ عربی زبان پر چند علماء کرام کی اجارہ داری ہے۔ انہوں نے دین کو مختلف مسلکوں اور عقیدوں میں منقسم کر رکھا ہے۔ ایسی کتابیں مرتب کر رکھی ہیں۔ جو فرقہ پرستی کو جنم دیتی اور قتل و غارت کا باعث بنتی چلی آرہی ہیں۔ یہ تمام دین کش کھیل ان حکمرانوں کی زیرنگرانی پرورش پاتا چلا آرہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی کے دو تین سو سال کے بعد احادیث اکٹھی ہونی شروع ہوئیں۔ جن کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اور علماء کرام ان میں سے قلیل تعداد پر متفق ہیں۔ اسی طرح مذہبی رہنماؤں کی کتابیں بھی جوان ادوار میں لکھی گئیں وہ کس حد تک درست ہیں۔ ان کے لئے تمام عقائد سے منسلک علماء کرام کو ایک مرکز پر بٹھا کر ان کی رہنمائی میں ایسی کتابوں کو تلف کر دینا ضروری ہے۔ جو موجب فساد بنتی ہیں۔ خدا کے کلام کے علاوہ جسکی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ نامعلوم ان کتابوں میں کہاں کہاں کیسے کیسے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ ملت اس فساد سے بچ جائیگی۔

۶۹۔ قرآن پاک کو توسمجھنا بڑا مشکل کام ہے۔ کلمہ شریف اور نماز شریف کے معنی بھی پوری ملت کی سمجھ میں نہیں آسکے۔ ملت روایات کی عبادت اور دین کی دوری کی سزا میں غرق ہوتی جارہی ہے۔ آؤ! قرآن پاک کا اپنی قومی زبان میں ترجمہ کریں۔ اسے تعلیمی نظام کا حصہ بنائیں اور اس کی روح کو سمجھیں۔ اس میں غور کریں، فکر سے کام لیں۔ دستور مقدس کے فطرتی اصولوں کی پیروی کریں۔ انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک خیر اور بھلائی کے تعلیمی چشموں سے مسلم امہ کی نسلوں کو سیراب کریں۔ اسلامی تشخص اور ملی کردار بحال کریں۔ جمہوریت کی فرعونی تعلیم و تربیت سے نجات حاصل کرنے کے لئے اسلامی قیادت کے قیام کا عمل بروئے کار لائیں۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

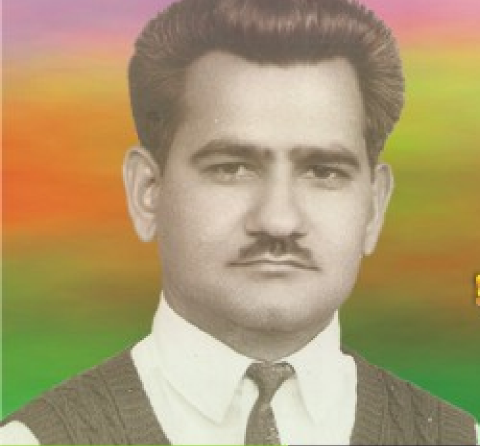


انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی

انسانیت کا المیہ!

۷۰۔ اسلامی جمہوریت کا طرز حکومت اسلامی نظریات کے قوانین اور ضوابط کی روشنی میں تیار ہوتا ہے۔اس کے بعد سرکاری طور پر اسلامی مملکت میں ان کا نفاذ عمل میں لایا جاتا ہے۔لیکن پاکستان میں نان کرسچن جمہوریت کے نظریات کی طبقاتی تعلیم، اس کا طبقاتی تعلیمی نصاب، اس کے طبقاتی تعلیمی ادارے ہمہ وقت ملک کے تعلیمی اداروں سے نسل درنسل طبقاتی معاشرے کی نشوونما اور تربیت جاری ساری کئے جا رہے ہیں۔جس سے ہندوازم کے نظریات کا طبقاتی معاشرہ براہمن اور شودر تیار ہوتا جا رہا ہے۔ملک کا معاشی نظام چلانے کیلئے مادہ پرست یہودیوں کے دانشوروں کے نظریات پر مشتمل سودی معاشی نظام کے تربیت یافتہ افراد تیار ہوتے ہیں۔1857ء کے ایکٹ کے مطابق نان کرسچن جمہوریت کے نظریات کے قوانین وضوابط کو سرکاری طور پر چلانے کے لئے انتظامیہ اور عدلیہ کی افسر شاہی ،فوج شاہی اور منصف شاہی کے طبقاتی ارکان تیار کئے جاتے ہیں۔نان کرسچن جمہوریت کا کلچر ان تین نظریات پر مشتمل ہے۔جس کی وجہ سے پاکستانی مسلم امہ معاشی، معاشرتی، اخلاقی اور روحانی انارکی کا شکار ہو چکی ہے۔ان تباہ کن حالات اور اس نان کرسچن جمہوریت کے المیہ سے اسلامی قیادت اور صالح قائد ہی نجات دلا سکتا ہے۔

۷۱۔ یہاں یہ بات واضح کرنا اشد ضروری ہے کہ نان کرسچن جمہوریت کی سرکاری بالادستی اسلام کے شورائی نظام، اسلام کی دینی تعلیمات، اسلام کے معاشی نظام، اسلام کے معاشرتی نظام اور اسلام کے اللہ تعالٰی کی حاکمیت کو قائم کرنے کے نظریات کو نگلتی جارہی ہے۔جس کی وجہ سے مغربی جمہوریت کے نظام کو چلانے والی یہ سرکاری مشینری ملکی حکمرانوں اور سیاستدانوں کے اعلیٰ طبقہ سے ملکر ملکی معیشت، ملکی دولت، ملکی وسائل، ملکی خزانہ کرپشن کے ذریعہ حکومت کی گن پوائنٹ پر اپنی اپنی ذاتی جاگیروں، ملکیتوں، محلوں اور طبقہ وائز سرکاری فرعونی عالیشان بلڈنگوں، دفتروں، سرکاری رہائش گاہوں، سرکاری کلبوں، سرکاری ریسٹ ہاؤسوں، سرکاری ڈیکوریشنوں، سرکاری انگنت گاڑیوں، لاتعداد ٹیلیفونوں، سرکاری محافظوں، ملازموں اسکے علاوہ درجہ وائز طبقاتی شاہانہ تنخواہوں، شاہی سہولتوں کے خودکار عدل کش کرپٹ نظام کے تحت تقسیم ہوتا جاتا ہے۔یہ غاصب حکمران جن کی آبیاری مغربی جمہوریت کا نظام کرتا ہے۔وہ کیسے اس نظام اور سسٹم کو ختم کرنے کا سوچ سکتے ہیں۔دین طبقاتی جمہوریت کے سیاسی اداروں اور طبقاتی تعلیمی اداروں کے رشوت خور، کرپٹ، عدل کش، اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کے قاتل، فوجی، سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے فوج شاہی، منصف شاہی، افسر شاہی کے استحصالی دانشوروں کا نام نہیں۔قرآن حکیم کی روشنی میں دینی درسگاہیں اعتدال ومساوات، امانت ودیانت، عدل وانصاف، اخوت ومحبت، ایثاروشاراور ادب وخدمت سے سرشار معاشرہ تیار کرتا ہے۔ان بنیادی خوبیوں اور خصوصیات کی بنیاد پر اہل بصیرت افراد کی سلیکشن کر کے انکو ملکی، ملی ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں۔انکو گورنر کا فرض سونپ دیا جائے یا چپراسی کا ان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔انکو بھی ایک عام فرد کی طرح سادہ وسلیس اور مختصر ضروریات بیت المال سے مہیا ہوتی ہیں جس سے وہ گذر اوقات کرتے ہیں۔اسکے بعد دین کے کلچر اور جمہوریت کے کلچر کی وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی۔یا اللہ ہمیں دین کی قندیلیں روشن کرنے کی توفیق عطا فرما۔امین ۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام و سسٹم کے قوانین کی بالادستی

انسانیت کا المیہ!

۷۲۔ اس کے علاوہ درجہ وائز یہ تمام ملت اسلامیہ کے ملک میں پھیلے ہوئے یہ سرکاری ملازمین، عوام کے نوکر، خادم سرکاری فرائض ادا کرنے کی بجائے سرکاری بے لگام دہشت گرد بن چکے ہیں۔ عوام الناس کی خدمت کرنے کی بجائے سرکاری بالادستی اور اقتدار کی نوک پر رشوت، کمیشن، کرپشن کو وصول کرنے کے ناگزیر پھندے رائج کر چکے ہیں۔ سائل کو نا گہانی اذیتوں میں مبتلا کرنا انکی تربیت کا حصہ ہوتا ہے۔ پورا معاشرہ اس جان لیوا معاشی اور معاشرتی کینسر میں مبتلا ہو چکا ہے۔ اس نان کرپچن جمہوریت کے باطل نظریات کی سرکاری بالادستی اور اس کی سرکاری اطاعت میں اسلامی نظریات کچلے جا رہے ہیں۔ ملت ایک ایسے المیہ میں مبتلا کر دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے چودہ کروڑ ملت اسلامیہ کے فرزندان نہ اسلامی نظریات کا تحفظ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بچا سکتے ہیں۔ ان حالات و واقعات اور ملک میں رائج نظام اور سسٹم کی وجہ سے اسلامی قیادت کبھی بھی ابھر نہیں سکتی۔ اور نہ ہی پاکستان میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہو سکتی ہے۔ اس ملک و ملت کی بقا اسلامی قیادت اور مجلس شوریٰ کے نظام اور اسلامی نظریات میں مضمر ہے۔

۷۳۔ افواج پاکستان اور ملت اسلامیہ کے چودہ کروڑ فرزندان سے واضح بات کرنا نہائیت ضروری سمجھتا ہوں۔ اس بات کو غور سے سن لو۔ کہ مغربی جمہوریت کا بے دین نظام اور اس کے بے دین حکمران نزع کے عالم میں ہیں۔ ان کی دین کے ساتھ منافقت عبرتناک سانحہ سے دوچار ہو چکی ہے۔ اس وقت ہمارا سرکاری مذہبی نصاب عیسائیت کے مادہ پرست دانشوروں کا تخلیق شدہ جمہوری نظام۔ یہودیت کے سکالروں کا سودی معاشی نظام۔ ہندوازم کے مدبروں کا طبقاتی نظام۔ ہمارا تعلیمی نصاب ان تینوں نظریات کا مکسچر ہے۔ ہمارا قومی تشخص ان تینوں نظریات کی تعلیم و تربیت سے تیار کیا جا رہا ہے۔ وہ مکمل غیر اسلامی ہے۔ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک وہ غیر اسلامی نظریات کے وزیر، مشیر، سفیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم اور صدور تیار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اس کے علاوہ انتظامیہ اور عدلیہ کی تمام مشینری انہی تعلیمی اداروں کی پیداوار ہیں۔ یہ باطل غاصب اور ظالم بے دین نظریات، اس کے نظام اور سسٹم کے ایجنٹ تیار کرتے ہیں۔ جنہوں نے ملکی سطح پر اسلام کے روشن و منور نظریات کے چراغوں کو بجھا کر جمہوریت کے نظریات کے سیاہ گھپ اندھیروں میں ملت اسلامیہ کے چودہ کروڑ فرزندان کو جھونک رکھا ہے۔ یا اللہ۔ ملت کو ان سے اور انکے نان کرپچن مغربی جمہوریت کے نظام اور سسٹم کی گرفت سے نجات عطا فرما۔ امین



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

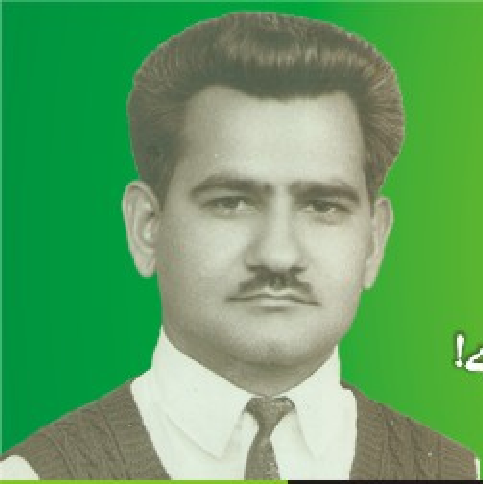
انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام و سسٹم کے قوانین کی بالا دستی انسانیت کا المیہ!

۴۷۔ یہ پاکستان کے مسلمانوں اور پوری انسانیت کا ایک عظیم المیہ ہے۔ جس کی وجہ سے مسلم امہ کی نسلیں دین کے نظریات، دین کی تعلیمات۔ دین کے اخلاق و کردار۔ دین کے روحانی ارتقا اور حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی تعلیم و تربیت سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔ جن کی وجہ سے ملت کی نظریاتی عمارت ریزہ ریزہ ہو کر بکھرتی جا رہی ہے۔ جس ملک کے سیاستدان اور حکمران ظالم، غاصب، رہزن اور چور ہوں۔ جس ملک کی افسر شاہی، منصف شاہی اور فوج شاہی کے پچانوے فیصد عملہ صدر مملکت کی نظر میں کرپٹ اور رشوت خور ہوں۔ وہ نہ اس نظام کو اور نہ ہی اس کرپشن، رشوت، سفارش کو روکنے کے قابل ہوں۔ اور یہ طبقہ ملک کی تمام دولت، تمام خزانہ، تمام وسائل، تمام مصنوعات، تمام تجارت پر اقتدار کی نوک پر غاصبانہ قبضہ کرلیں۔ اسکے علاوہ کسان، محنت کش، ہنرمند، بیوہ، یتیم، اپاہج، پینشنر، بوڑھوں، بیروزگاروں اور غریب بے بس عوام سے ان گنت ٹیکس، لاتعداد ریٹوں میں اضافوں اور مہنگائی کی سرنجوں سے معاشی خون چوس لیں۔ نہ یہ ان کے پاس دین چھوڑیں اور نہ ہی زندگی کی بنیادی ضروریات۔ طبقاتی برتری اور حکومتی بالا دستی کی فرعونی طاقت سے اعتدال و مساوات اور عدل و انصاف کو کچلتے جائیں۔ ملک میں معاشی، معاشرتی اور دینی نظریات کا قتال جاری رہے۔ مغربی جمہوریت کا طرز حکومت پہلے مشرقی پاکستان نگل چکا ہے۔ ملکی اتحاد 78 سیاسی جماعتوں میں بکھر چکا ہے۔ دین دار انسان اور دینی نظریات مسجد کے پنجروں میں مقید ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا دینی نظریہ جمہوریت کے ایجنٹ نگلتے جا رہے ہیں۔ ہماری ملی زندگی دین کے خلاف کافرانہ، منافقانہ غیر اسلامی کلچر اور مغربی تہذیب و تمدن میں مکمل طور پر ڈھلتی جا رہی ہے۔ ہمارا دینی ملی تشخص نایاب اور ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی دین اور دینی نظریات کے خلاف 1947ء سے لے کر آج تک بدقماش شرابی، زانی، ظالموں، غاصبوں، بلیکیوں، سمگلروں، معاشی قاتلوں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سیاستدانوں کے شکنجے میں جکڑی ہوئی ہے۔ مغربی جمہوریت کے دین کش کلچر کے نظریات کے اسمبلیوں کے ممبروں، وزیروں، مشیروں، وزیر اعلیٰ، وزیر اعظموں، گورنروں، صدروں اور ملک کو دولخت کرنے والے عیاش رہزنوں نے ملک میں قرآن حکیم کے متضاد عبرتناک طوفان مچا رکھا ہے۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام و سسٹم کے قوانین کی بالا دستی انسانیت کا المیہ!

۷۵۔ ہم چودہ کروڑ مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت دین کی روشنی میں اور اطاعت واتباع اسکے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کرتے ہیں۔لیکن ملک میں مغربی جمہوریت کے نظریات کا مذہب، سرکاری طور پر نافذ العمل ہے۔اس نظام کو چلانے کیلئے سکولز، کالجز، یونیورسٹیوں کے ذریعے مغربی جمہوریت کے نظریات پر مشتمل تعلیمی نصاب کی روشنی میں عدلیہ کے دانشور، انتظامیہ کے سکالر، معاشیات کے مدبر، بے حیائی کے میڈیا کے مفکر، جو مغربی جمہوریت کے نظریات کی روشنی میں اسلامی تہذیب وتمدن اور معاشرہ تیار کرتے اور پروان چڑھاتے چلے آرہے ہیں۔انہوں نے سرکاری سرپرستی میں چودہ کروڑ فرزندان اسلام کو مغربی جمہوریت کے فرعونی نظریات اور اسلامی نظریات کی جنگ میں جھونک رکھا ہے۔مغربی جمہوریت کے نظریات کو سرکاری بالا دستی حاصل ہونے کی وجہ سے اسلامی اقدار، اسلامی معاشرہ، اسلامی طرز حیات اور اسلامی نظریات مفلوج اور مفقود ہو چکے ہیں۔علمی اور عملی طور پر ہم غیر مسلم نظریات پر مشتمل مغربی جمہوریت کے نصاب کا حصہ بن چکے ہیں۔اہل پاکستان نان کرسچن جمہوریت کے کینسر میں مبتلا ہو چکے ہیں۔جب ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا تعلیمی نصاب، تعلیم وتربیت، تعلیمی ادارے اور اساتذہ صاحبان ان کے باطل نظام اور غاصب سسٹم کا حصہ بن جائیں۔تمام امت مسلمہ سرکاری طور پر تابع فرمان نان کرسچن جمہوریت ہو تو اسلام کیسا؟ اسلام کی روح کو مسخ کرنے والی یہ بے دین، دین کش جمہوریت کے نظام کو چلانے والی تمام سرکاری مشینری مسلمان کیسے کہلا سکتی ہے؟ یہ کس اسلام کو مانتی ہے؟ ان کا کس اسلام سے تعلق ہے؟ اس اسلام سے جسے محمد عربی ﷺ نے پھیلایا، یا ان کا تعلق نان کرسچن مغربی جمہوریت پر مشتمل ضابطہ کفر سے ہے؟۔جسے انہوں نے ملک میں نافذ العمل کر رکھا ہے۔یہ تمام حالات وواقعات، یہ جبر، یہ ظلم، یہ کفر، یہ منافقت، یہ دھوکہ، یہ فراڈ یہ ملی زبوں حالی اور یہ معاشی مقتولہ عوام دینی صداقت اور دینی قیادت کے متلاشی ہیں۔جو ملک میں آئے اور اسلام کو نافذ کر دے۔

یا اللہ! تو مسلم امہ کو یہ دن بھی دکھا۔آمین۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی انسانیت کا المیہ!

۷۶۔ یادرکھو! ملت کے چودہ کروڑ انسانوں کا شعور، دینی اور دنیاوی ارتقائی عمل سے محروم کردیا گیا ہے۔ ان کی روزی ان پر تنگ کردی گئی ہے۔ ان پر زندہ رہنے کے تمام دروازے بند کئے جارہے ہیں۔ ان پر نان کرسچن جمہوریت کی جہالت نافذ کردی گئی ہے۔ ان پر ٹیکسوں کا ظلم کی حد تک بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ ان کو بجلی، گیس، ٹیلیفون اور بے شمار ٹیکسوں کے کینسر میں مبتلا کررکھا ہے۔ ان کو روزمرہ کھانے پینے کی بنیادی ضرورتوں کی قیمتوں کے اضافوں سے نڈھال کردیا گیا ہے۔ ان کو بنکوں کی قطاروں میں یہ ٹیکس کی رقوم جمع کروانے کے عذاب میں مبتلا کردیا گیا ہے۔ ان کو خوراک جیسی بنیادی ضرورتوں کے حصول میں بے بس کردیا گیا ہے۔ ان کے لئے ہر قسم کا عدل وانصاف کا دروازہ بند کردیا گیا ہے۔ انہوں نے اعتدال ومساوات کو معاشرے سے ختم کردیا ہے۔ پوری ملت کے انسانی حقوق کو پامال کردیا گیا ہے۔ ملک میں معاشی اور معاشرتی انارکی پھیل چکی ہے۔

۷۷۔ صحراؤں، بیابانوں، میدانوں اور پہاڑوں میں بسنے والے کروڑوں کسانوں، محنت کشوں اور عوام الناس کے لئے پگڈنڈیاں آج بھی صدیوں پہلے کی موجود ہیں۔ آج بھی ان کی اور ان کے جانوروں کی زندگیاں بے سروسامان کی حالت میں ریگستانوں، صحراؤں، بیابانوں، میدانوں اور پہاڑوں میں پانی کی بوند بوند کو ترستی ہیں۔ آج بھی خشک سالی کے دوران سورج کی تپش اور صحراؤں کی تپتی ریت ان کی زندگیوں کو جلاتی اور نگلتی جاتی ہے۔ آج بھی ان کے گھروندے بجلی، پانی، گیس کی بنیادی ضرورتوں سے محروم۔ آج بھی ان کے علاقے سکولوں، کالجوں اور ہر قسم کے تعلیمی اداروں سے محروم۔ کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں سے محروم، ان جیسے فرعونی محلوں اور ان جیسی ہر سہولت سے محروم، کاروں کوٹھیوں سے محروم، موٹروے، ہائی انڈس وے اور بڑی بڑی صاف ستھری اور کشادہ سڑکوں سے محروم، پجارو، مرسڈیز اور لینڈ کروزروں سے محروم۔ ہوائی اڈوں سے محروم، ہوائی جہازوں سے محروم، بحری جہازوں سے محروم، عوام الناس ان کو دور سے دیکھ سکتے ہیں ان کو استعمال نہیں کرسکتے۔ ملک کی دولت سے محروم، ملک کے خزانے سے محروم، ملک کے وسائل سے محروم جب کہ یہ سب کچھ ان کی ملکیت ہے۔ اور وہ ان کے حقیقی وارث ہیں۔ یہ کون انسانی شکل میں درندہ صفات وحشی ہیں؟ جو آدھا ملک نگل چکے ہیں اور باقی کو انارکی کی آگ میں دھکیل رہے ہیں۔ یہ کون ظالم ہیں؟ جو اعتدال ومساوات ملک سے کچلتے جارہے ہیں۔ یہ کون غاصب ہیں جو ملک میں عدل وانصاف کو روندتے چلے جارہے ہیں۔ یہ کون فرعونی، یزیدی نسل کے ایجنٹ ہیں جو اسلامی نظریات کو روندتے جارہے ہیں۔ یہ کون دینی رہزن ہیں جو اسلامی قیادت کے راستہ میں حائل ہوچکے ہیں۔ کیا یہ ملی مجرم قابل معافی ہیں۔

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی

انسانیت کا المیہ!

۷۸۔ یاد رکھو! صاحب درد، صاحب بصیرت کو صاحب حال بنا دیا جاتا ہے۔ ان کے آنسوؤں اور دنیا کو طلب کرنے والے انسانوں کے آنسوؤں کی منزلیں جدا ہو جاتی ہیں۔ یہ صاحب درد انسانوں کے آنسوؤں کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ کہ وہ غافل کو جگاتے اور بیداری کی نصیحت کا فریضہ ادا کرتے رہیں۔ اور جاہل کو جہالت کی دنیا سے نکلنے کا علم سکھاتے رہتے ہیں۔ وہ غریبوں، مسکینوں اور بے بسوں کے معاون۔ بیواؤں اور یتیموں، اپاہجوں کے مددگار بن جاتے ہیں۔ ان کے دل درد کے مخزن بن جاتے ہیں۔ ان کی زبانیں درد کے خزانہ کو الفاظ کی شکل میں اگلتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے الفاظ کے چراغوں کو ہر دور میں روشن ومنور کر کے انسانیت کی فلاح کا راستہ بنا دیتا ہے۔ اگر کوئی سربراہ مملکت، کوئی ملکی رہنما یا کوئی حکمران اپنی بداعمالیوں سے حقائق اور سچائی سے منہ موڑلے یا دینی نظریات کی بالادستی میں رکاوٹ بنے یا ان کو مسخ یا ان کو ختم کر دے تو وقت کے درویش یا فقیر کے ماننے والے کا خاموش رہنا خودکشی سے بھی زیادہ مہلک اور ایک ناقابل معافی گناہ اور جرم ہوتا ہے۔ حکمرانوں کی بداعمالی کو روکنے کا وہ پورا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اگر وہ ایسے فرائض ادا نہیں کرتا تو وہ حق، سچ اور دینی نظریات کے قتال کرنے والے افراد کا ہمنوا اور خود بھی دین کا قاتل ہوتا ہے۔ ظلم پر خاموشی ظلم کی پرورش کے مترادف ہوتی ہے۔ اہل نسبت درویشوں، فقیروں، ولیوں کا یہ طیب فریضہ ہوتا ہے کہ وہ حکمرانوں اور رعایا کو تباہی سے بچائیں۔ اللہ تعالیٰ ان صاحب بصیرت انسانوں کو ان فرائض کو ادا کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرماویں۔ امین۔

۷۹۔ یاد رکھو! یہ ملک اسلامی نظریات کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا۔ یہ ملک اسلام کی سلامتی کا قلعہ ہے یہ ملک انسانیت کی فلاح کا محور ہے، یہ ملک اخوت ومحبت کی درسگاہ ہے۔ یہ ملک بھولے بھٹکوں کی رہنمائی کا مرکز ہے۔ یہ ملک انسانیت کے دکھوں کی دوا ہے۔ یہ ملک خدمت خلق کی آماجگاہ ہے۔ یہ ملک انسانیت کی روحانی بیماریوں کی شفا ہے۔ یہ ملک رشد وہدائیت کا چشمہ ہے۔ یہ ملک اعتدال ومساوات کا مسکن ہے۔ یہ ملک عدل وانصاف کا منبع ہے۔ یہ ملک گلوبل لائف میں نور ہدائیت کا چراغ ہے۔ یہ ملک ٹھنڈی میٹھی ہواؤں اور فضاؤں کا وارث ہے جہاں انسانیت سکھ کا سانس لے سکتی ہے۔ یہ ملک رحمت اللعالمین ﷺ کی رحمتوں کا خزینہ ہے۔ گو اس وقت ملک وملت اسلام کے منافی مغربی جمہوریت کے باطل، غاصب نظریات پر مشتمل قوانین وضوابط کے اندھیروں میں گم ہے۔ جبکہ اس ملک کی منزل کا تعین دین کے شورائی نظام میں مضمر ہے۔ اس ملک میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہونی ہے۔ جب تک اس ملک کی قیادت دین کی روشنی میں اللہ کے احکام اور اس کے دستور مقدس کے نظام اور ضابطہ حیات کو نافذ کرنے والے قائد کے ہاتھ میں نہیں آتی۔ اس وقت تک فرعون اور یزید کی جہالت، ناانصافی، خودغرضی، مادہ پرستی، اقتدار پرستی پر مشتمل جمہوریت کا گھناؤنا کھیل اور نفرتوں کا جہنم اس ملک میں سلگتا رہے گا۔ ظلم و جبر اور قتل وغارت کا کھیل اس ملک اور پوری دنیا میں اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی حکمیت دنیا میں قائم نہیں ہو جاتی۔ یا اللہ اپنی مخلوق پر رحم فرما۔ امین

انبیا اکرام کے الہامی، آسمانی، نورانی دینی ضابطہ حیات پر فرعون اور یزید کے جمہوریت کے نظام وسسٹم کے قوانین کی بالادستی انسانیت کا المیہ!

۸۰۔ سن لو! دنیا کی بے ثباتی اور خوف خدا کے طیب جذبوں کا درس عام کرنا ہوگا۔ دنیا کی دولت اور متاع ارضی کے انبار جمع کرنے والوں کو دین محمدی ﷺ کا جام عدل وخیر کا گھونٹ پلانا ہوگا۔ ان کو بھولا سبق یاد کرانا ہوگا۔ بھولے بھٹکے اور گمراہ حکمرانوں اور عوام الناس کو خیر اور شر، نیکی اور بدی، بھلائی اور برائی، بیماری اور شفا، امیری اور غریبی، زندگی اور موت اور اس کے بعد انجام بالخیر سے تعارف کروانا ہوگا۔ کون کب تک اور کتنی دیر اس جہاں میں زندہ رہے گا۔ اللہ کے باغی کی موت مرنے سے توبہ کرلو۔ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قبول کرلو۔ دینی قیادت کا نظام قائم کرلو۔ اس جہان رنگ وبو کو الوداع کہنے سے پہلے پوری انسانیت کی اخلاقی اور روحانی رہنمائی کا فریضہ ادا کرتے جاؤ۔ خیر کی خیرات عام کرو۔ انسانیت میں اخوت ومحبت کی مہک پھیلتی جائیگی۔ اس عدل کش، باطل، بے دین جمہوریت کے نظریات کی کتاب کا ورق الٹ دو۔ دینی نظریات کی حکمرانی قائم کر جاؤ۔ نجات پاجاؤ گے۔ موت کے عمل کو کوئی روک نہیں سکتا۔ دین سے دوری والی موت سے استغفار کرلو۔ خیر کے داعی بن جاؤ، فلاح پاجاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قبول کرلو۔ قربت رسول ﷺ نصیب ہوگی۔ یاد رکھو! اسی ملت کو ہی دنیا کی رہبر ورہنمائی اور انسانیت کی خدمت، ادب اور انسانیت کے دلوں کو تسخیر کرنے کے پاکیزہ اور روحانی فرائض ادا کرنے ہیں۔

یااللہ مسلم امہ کے فرزندان کو بیداری عطا فرما اور اس مشن کی تکمیل کی توفیق بھی بخش۔ امین۔





مشرق وسطیٰ، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال

جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

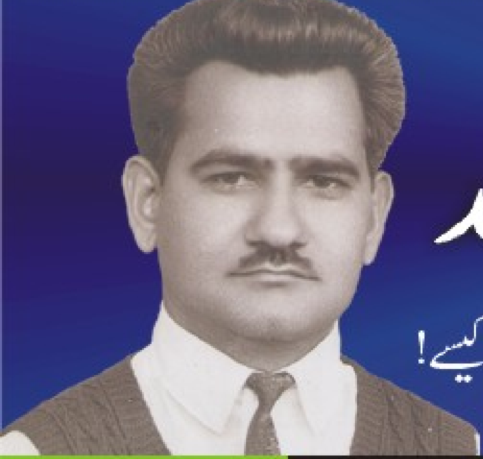
۱۔ ملک کا نظم و نسق کیسے چل رہا ہے۔ ملک میں کون کون سی بیرونی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔ ملکی سربراہ کن کے اشاروں پر حکمرانی کا تاج پہنتے ہیں۔ افغانستان کی حکومت کو کیوں ختم کیا گیا۔ اتنا یاد ہے کہ وہ ایک غریب اور کمزور اور آزاد ملک تھا۔ اس کے حکمران اسلامی نظریات کے پیروکار تھے۔ دین اسلام اور شورائی نظام ان کا سرکاری مذہب تھا۔ ان کی مجلس شوریٰ دیندار اور صالح افراد پر مشتمل تھی۔ افغانستان اور روس کی جنگ کے بعد ان کی زبوں حالی اور خستہ حالی دنیائے عالم کے سامنے عیاں تھی۔ اس ملک کے عوام اور حکمران دونوں نے مل کر روس کی یلغار کو روکا۔ امریکہ نے اپنے دائرہ اثر کو قائم رکھنے اور اپنے حقوق کے تحفظ کی خاطر ایک اتحادی ملک کی شکل میں افغانستان کی بھرپور مدد کی۔ افرادی قوت افغانستان کی تھی اور اسلحہ کی فراہمی اور ہر قسم کے جنگی ساز و سامان کی امداد مہیا کرنے کی ذمہ داری امریکہ کی تھی۔ امریکہ کسی صورت میں بھی روس کی ایشیا میں بالادستی قبول کرنے کیلئے تیار نہ تھا۔ امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کو ہر قیمت پر روس کی یلغار کو روکنا درکار تھا۔ اصل میں یہ جنگ مغربی ممالک اور امریکہ کی تھی جو روس کے خلاف لڑی گئی۔ لیکن اصل میں یہ جنگ افغانستان کی عوام نے روس کے خلاف لڑی۔ جس میں انہوں نے کم از کم پانچ سات لاکھ جانوں کی قربانی دی۔ اور بیشمار لوگ اس جنگ میں زخمی ہوئے۔ ملک کی عمارتیں، ہسپتال، سکول، مسجدیں، کھیت اور بستیوں کی بستیاں ویران اور نیست و نابود اور خاکستر ہو گئیں۔

۲۔ افغانستان معاشی اور معاشرتی طور پر تباہ ہو گیا۔ روس ٹوٹ کر بارہ ریاستوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور یہ عالمی قوت ریزہ ریزہ ہو گئی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد امریکہ کا عمل دخل بھی افغانستان میں منقطع ہوتا گیا۔ کیونکہ افغان قوم کسی کی حکمرانی قبولتی نہیں۔ جس کی وجہ سے امریکہ کو واپس لوٹنا پڑا۔ لیکن اس کے دل میں یہ کسک موجود تھی۔ کہ وہ افغانستان میں پاؤں نہ جما سکا۔ کیونکہ افغانستان کے عوام کی تاریخ شاہد ہے۔ کہ انہوں نے کسی بھی قوم یا حکمران کی بالادستی کو کبھی بھی تسلیم نہیں کیا۔ لیکن اس جنگ کو جیتنے کا امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا مقصد تو حل نہ ہوا۔ وہ تو روس اور روسی ریاستوں اور چین کے سر پر سوار ہونا چاہتا تھا۔ اور اگلی منزل کا سفر ہر قیمت پر جاری رکھنا چاہتا تھا۔ افغانستان کو زیر کرنے کیلئے جب کوئی سیاسی چال یا دولت کا لالچ کام نہ کر سکا تو امریکہ کے سیاستدانوں اور حکمرانوں اور جنگی جنونی دانشوروں نے افغانستان پر حملہ کرنے اور فتح کرنے اور قبضہ کرنے کی ٹھان لی۔ کہ وہ اپنی مرضی کی حکومت قائم کر کے اپنا مقصد پورا کر سکیں۔ مغربی اتحادی ممالک کی تمام ہمدردیاں امریکہ کے ساتھ تھیں۔ حملہ کرنے سے قبل ان کے جنگی دانشوروں اور جنگ مسلط کرنے کے ماہرین سکالروں نے سب سے پہلے میڈیا اور نشر و اشاعت کی جنگ کا آغاز کیا۔ افغانستان کے خلاف بے بنیاد الزامات اور ان کے حکمرانوں کو ظالم، قاتل اور طرح طرح کے الزامات سے بدنام کرنا شروع کیا۔ جب کہ انہوں نے ملک میں بہت تھوڑے عرصہ میں امن اور عدل و انصاف قائم کر لیا تھا۔ انہوں نے القاعدہ بین الاقوامی تنظیم کا تعلق اسامہ بن لادن سے جوڑ دیا۔ اسامہ بن لادن کے اختلافات امریکی حکمرانوں کے ساتھ کیا تھے اور کیسے تھے۔ وہ کسی سے چھپے ہوئے نہیں تھے۔ پہلے تو انہوں نے اسامہ کو روس کے خلاف اکسایا، اس کو اور اس کے ساتھیوں کو جدید اسلحہ کی ٹریننگ دی۔ روس کے خلاف استعمال کیا۔ اس کی معاونت سے روس کو پاش پاش کیا۔ اس کی جوانمردی اور ہمت سے وہ اچھی طرح آگاہ تھے۔ بعد میں اس کو ایک خاص منصوبہ کے تحت دہشت گرد قرار دیتے رہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اسامہ بن لادن کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ امریکہ عرب ممالک سے اسی طرح واپس چلا جائے جیسے وہ افغانستان سے گیا ہے۔ وہ امریکہ کے مقاصد کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ اس کو وہ ہر قیمت پر ختم کرنا چاہتے تھے۔



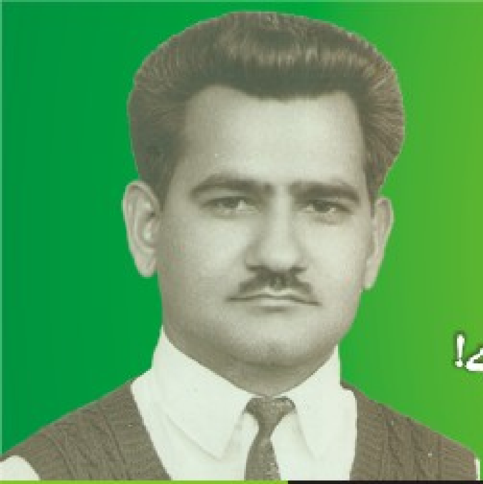
بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



مشرق وسطی، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال
جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

۳۔ اس کے لئے وہ منصوبہ بندی کرتے رہے اور اسی دوران اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۱ ستمبر کا واقعہ یہودی لابی نے امریکی ایجنسیوں کے ذریعہ امریکہ کے دو ٹاوروں کو تباہی سے دوچار کروایا۔ دو تین ہزار افراد لقمہ اجل بنے۔ اس واقعہ کا ذمہ دار اسامہ بن لادن کو ٹھہرایا گیا۔ امریکہ نے افغانستانی حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کردے۔ لیکن انہوں نے ایک مہذب قوم کی طرح امریکہ کے حکمرانوں کو کہا۔ کہ اگر ان کے پاس اس سلسلے میں کوئی واضح ثبوت ہے تو وہ دنیا کو دکھائیں۔ تو ان کو اسامہ بن لادن مہیا کردیا جائیگا۔ یا دنیا کے کسی اصول کے مطابق امریکہ اس پر عائد الزامات کا کوئی ثبوت یو این او کو مہیا کردے۔ تو وہ اسامہ بن لادن کو ان کے حوالے کردیں گے۔ امریکی حکمرانوں نے ایسا کرنے سے گریز کیا۔ اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے طاقت اور قوت کے زور پر جدید جنگی بحری جہازوں پر لدے ہوئے، بمبار طیاروں کا رخ افغانستان کی طرف موڑ دیا۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے اپنی غاصبانہ مارشل لا کی حکومت کو بچانے کیلئے پاکستان کا شمسی ائیر بیس امریکہ اور اسکے حواریوں کے حوالے کردیا۔ امریکہ اور اسکے حواریوں نے پاکستان کو اپنی فوجی چھاؤنی بنالیا۔ افغانستان پر فضائی حملے جاری کردیئے۔ بستیوں کو خاکستر کردیا۔ شہروں کو ویرانوں میں بدل دیا۔ آبادیوں کو نیست و نابود اور صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ انسانوں اور حیوانوں کو گیس بموں، نائٹروجن بموں، جراثیمی بموں اور دو دو ہزار وزنی ڈیزی کٹر بموں کا استعمال کرکے ان کو تباہ کیا۔ عوام کو مختلف بیماریوں میں مبتلا کردیا گیا۔ اور بیشتر کے اعضا فضاؤں میں بکھیرتے رہے۔ بے گناہ، معصوم، بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں اور مستورات کا قتل عام کرتے رہے۔ اور غیر متعلقہ مخلوقات کو نشانہ عبرت بناتے رہے۔ انسانیت سوز اور بدترین درندگی کی تاریخ دہراتے رہے۔ کروز میزائلوں کی تباہی کی ریہرسل کی پیمائش کرتے رہے۔ ان عالمی دہشتگردوں نے بیگناہ مخلوق خدا اور انکی املاک کو جدید اسلحہ کی برتری سے نیست و نابود اور کرش کرکے رکھ دیا اور افغانستان کی لڑائی جیتنے کیلئے سردھڑ کی بازی لگادی۔ ان کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ انہوں نے نہ ختم ہونے والی عالمی جنگ کا آغاز کرلیا ہے۔ جو کئی نسلوں تک جاری رہے گی۔ اور یہ جنگ دنیا کی تباہی کی وجہ بنے گی۔ کمزور اور غیر ترقی یافتہ اقوام کو عارضی طور پر بیوقوف بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن دنیا کا ضمیر زندہ ہے۔ اور حقائق سب کے سامنے ہیں۔ گلوبل لائف میں کوئی بھی حقیقت زیادہ دیر تک چھپی نہیں رہ سکتی۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

مشرق وسطیٰ، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

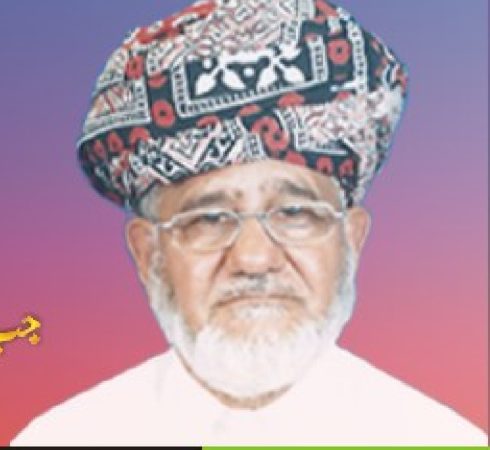
۴۔ دنیائے عالم کے ترقی یافتہ ممالک کے اسلحہ ساز بدترین ظالم دہشت گرد حکمرانوں اور ان کے برعکس غیر ترقی یافتہ ممالک کے مظلوم، بے گناہ، کمزور اور بے ضرر معصوم غیر اسلحہ ساز مہذب انسانوں سے بھی دنیا کا ہر ملک اور ہر فرد واقف اور آشنا ہے۔ طاقتور اسلحہ ساز ممالک اور ان کے انسانی قتال کروانے والے بے رحم دہشت گرد سیاستدان، حکمران ایسے ہیں۔ جو کلمہ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کا پڑھتے ہیں۔ اور ان پیغمبران کے ماننے والے ہیں۔ لیکن بدنصیبی کی انتہا یہ ہے کہ وہ عملی طور پر پیروکار نمرود، ہامان، شداد اور فرعون کے بن چکے ہیں۔ وہ مادیت اور اقتدار کے حصول میں گم ہو چکے ہیں۔ ان کی اصلاح کرنا، ان کو راہ راست دکھانا، ان کو اخوت و محبت کا درس دینا، ان کو اعتدال و مساوات کے نورانی علوم سے آشنا کروانا، ان کو عفوو درگذر کا عرفان دینا، ان کو پیار و شفقت کے الفاظ کی حرمت سمجھانا، ان کو دکھی دلوں اور بیماروں کی تیمارداری اور شفا کا نسخہ بتانا، ان کو دلوں پر حکومت کرنے کا گر سکھانا، ان کو اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول پیغمبران کی آغوش میں بٹھانا، بھولے بھٹکوں کو راہ راست دکھانا، ان پیغمبران کی امتوں کو ان کے روحانی فیوض کی طرف راغب کرنا۔ جاہلوں کی جہالت دور کرنا اور غافلوں کو بیدار کرنے کے عمل کو جاری کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس دور کے دیدہ وروں، اہل بصیرت اور دانائے وقت محبوب و مقبول پیغمبران کی امتوں کے مذہبی پیشواؤں کو آگاہ کرنا، ان کو مخلوق خدا کی خدمت و ادب کے مشن کی طرف راغب کرنا، تاکہ وہ ان ظالموں کو مظالم سے باز رکھنے کا طیب فریضہ ادا کریں۔ خدا بزرگ و برتر کی بارگاہ میں اس التجا کی قبولیت کے لئے حاضر ہوں۔ کہ ان کو اس جہنمی عمل سے نجات عطا فرماویں۔ آمین۔

۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی تعلیمات اور آسمانی نظریات اور مخلوق خدا پر رحمتوں اور شفقتوں کی بارشیں کرنے والی امت کا کیسا نصیب بگڑا کہ وہ معصوم و بے گناہ اور بے ضرر انسانیت کی قاتل بن کر ایسی ابھری کہ جس کی مثال انسانی تاریخ میں نایاب ہے۔ تمام عیسائیت اور اس کے مذہبی پیشواؤں سے پوچھ لینا مناسب ہوگا۔ کہ وہ مخلوق خدا کو بتائیں کہ کیا یہ روح القدس اور ان کی تعلیمات کو ماننے والے لوگ ہیں یا فرعون کے نظریات کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

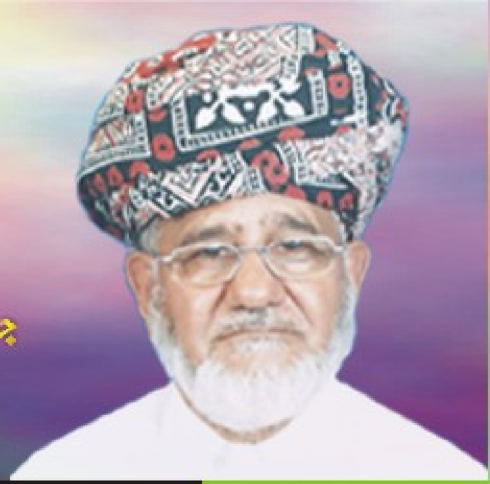


مشرق وسطیٰ ، کشمیر ، کوسووا ، بوسینیا ، انڈونیشیا ، ایران ، عراق ، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

۶۔ اس دور کے امریکی سیاستدانوں، حکمرانوں کا کردار اقوام عالم پر پہلے بھی عیاں تھا۔اور اب مزید واضح ہونا شروع ہو چکا ہے۔کہ انہوں نے اور ان کے حواریوں نے دنیا کا امن اور سکون تباہ کرر کھا ہے۔مادی طاقت، وسائل اور جدید ہتھیاروں کی قوت نے ان کو فرعونی مے کا نشہ پلا رکھا ہے۔افغانستان کی جنگ کے بعد انہوں نے اپنا ہدف عراق کو بنایا۔اسی طرح صدام حسین کے خلاف انہوں نے بے بنیاد پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیا۔کہ وہ ایٹم بم بنا رہا ہے۔ ایٹمی مواد چیک کرنے والی انسپکٹروں کی کئی ٹیمیں عراق روانہ کیں۔لیکن ان کی رپورٹ کے مطابق عراق میں کسی قسم کا ایٹمی مواد نہ ملا۔لیکن طاقت کے فرعونوں نے یہ رٹ متواتر و مسلسل لگائے رکھی کہ عراق کے پاس ایٹمی مہلک ہتھیار موجود ہیں۔انہوں نے عراق کے خلاف میڈیا کی ایک طویل جنگ چھیڑ دی۔دنیا پر اپنی طاقت اور بالا دستی کی بنیاد پر اپنے حواریوں کو ساتھ ملا کر ایک طویل عرصہ تک عراق کا گھیراؤ کئے رکھا۔اس کے ساتھ ہر قسم کی تجارت پر پابندی رہی۔بلکہ اس کی روزمرہ کی بنیادی کھانے پینے کی ضرورتوں کی عراق کو سپلائی کرنے پر پابندی لگا رکھی تھی۔ادویات اور بچوں کی خوراک جیسی بنیادی ضرورتیں تک عراق کے عوام کو مہیا نہ ہونے دیں۔عراق کے عوام ایک طویل عرصہ تک ان کے ظلم کا نشانہ بنتے رہے۔دنیا کے بیشتر ممالک ان ظالموں کے خلاف دلی نفرت کے جذبات کا اظہار بھی کرتے رہے۔ان کی اپنی عوام نے بھی ان کے خلاف آواز اٹھائی۔لیکن بغیر کسی کی پرواہ کئے اور بغیر کسی جواز کے وہ اپنے منصوبہ کی تکمیل کی طرف آگے بڑھتے رہے۔وہ یو این او کے ادارے کے تمام اصولوں کو روندتے چلے گئے۔آخر انہوں نے اپنے شیڈول کے مطابق عراق کا ہر طرف سے گھیراؤ کر لیا۔اسلحہ کے ڈھیر عراق کے اردگرد جمع کر لئے۔اور پھر ایک روز اس پر حملہ کر دیا۔امریکہ اور اس کے حواریوں نے بے گناہ عوام، معصوم بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں کو ڈیزی کٹر بموں، میزائلوں، گیس بموں، نائٹروجن بموں اور ہر قسم کے مہلک ہتھیاروں کا نشانہ بناتے رہے۔انسانی اعضاء کو ہوا میں بکھیرتے، بستیوں، دیہاتوں، شہروں کو تباہ و برباد اور خاکستر کرتے چلے گئے۔آگ اور خون کی ہولی کھیلتے گئے۔ناحق مخلوق خدا کا قتال کرتے رہے۔عراق کو مسمار اور مسخ کرنے کا گھناؤنا کھیل کھیلتے رہے۔معصوم، بے ضرر اور بے گناہ عوام الناس کے اعضا فضاؤں میں بکھیرتے اور انباروں کی شکل میں اکٹھے کرتے رہے۔یہ بے رحم، سفاک اور ظالم فرعونی قوت کے مالک انسانی لاشوں پر فتح کے بگل بجاتے رہے۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

مشرق وسطی، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

۷۔ یہ کمزور، ناتواں عراقی تاریخ کی بدترین جدید اسلحہ کی لڑائی بری طرح ہار گئے۔ اس کے بعد امریکیوں اور ان کے حواریوں نے عراق کا کونہ کونہ چھان لیا۔لیکن نہ ان کے پاس ایٹمی ہتھیار نکلے اور نہ ہی کوئی ایٹمی کلچر کی کوئی شے نکلی۔ ان کے الزامات بے بنیاد اور جھوٹ پر مشتمل تھے۔ دنیائے عالم کی عدالت میں یہ امریکی حکمران اور ان کے حواری عرق کے ناتواں عوام، معصوم بچوں، بے ضرر بوڑھوں، بے گناہ نوجوانوں، بے بس مستورات اور پوری انسانیت کے قتال کے ملزم ہی نہیں بلکہ مجرم ثابت ہو چکے ہیں۔ یہ لڑائی جیت کر انسانیت کو ایک ایسی جنگ میں دھکیل چکے ہیں۔جس کے اثرات سے ان میں سے کوئی بھی بچ نہیں سکتا۔ یہ خیر اور شر کی جنگ ہے۔ یہ ظالم اور مظلوم کی جنگ ہے۔ یہ نیکی اور بدی کی جنگ ہے۔ یہ عدل اور عدل کشی کی جنگ ہے۔ یہ دین اور کفر کی جنگ ہے۔ یہ موسیٰ اور فرعون کی جنگ ہے۔ یہ جنگ ان جنگی دہشت گردوں کیخلاف خودکش حملہ آوروں کی پوری فوج تیار کر چکی ہے۔ ایک طرف ایٹم بموں اور ایٹمی بجلی گھروں، ایٹمی پلانٹوں، ایٹمی وار ہیڈوں، ایٹمی آبدوزوں، ایٹمی میزائیلوں، ڈیزی کٹر بموں، نائٹروجن بموں، گیس بموں، لاتعداد جدید سامان حرب سے لدے ہوئے ممالک ہونگے۔ دوسری طرف خودکش حملہ آوروں کی لاتعداد، انگنت افواج جن کا مقصد ان ذخائر کو آگ لگانا یعنی ان کو تباہ کرنا ہوگا جو ان کی اور پوری دنیا کی تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔کوئی ظالم ان کو روک نہیں سکے گا۔ ان تک خودکش حملہ آوروں کی رسائی کوئی ایسا مشکل کام نہیں۔ اس آتش فشاں کو پھٹنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ سوائے مذہبی اور دینی نظریات کی روحانی تعلیم و تربیت سے۔ جمہوریت کے فرعونی نظام اور نظریات سے نجات حاصل کرنا عیسائیت اور مسلم امہ کی بنیادی ضرورت ہے۔ مذہب کے نظریات کی بالادستی ہی مخلوق خدا کو انکے ظالم اور باطل نظریات کی شر سے بچا سکتی ہے۔

۸۔ یہ سب باطل، غاصب فرعونی نظریات پر مشتمل مغربی جمہوریت کی طرز حیات مذاہب سے دوری کی پیداوار ہیں۔ ہم نے پیغمبران کی نورانی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر فرعون کی ظلمات کی تعلیمات کی پیروی شروع کر رکھی ہے۔ اے انسانیت کے قاتلو! ذرا دل خبیر کی بات غور سے سن لو۔ پوری انسانیت ایک ایسے مہلک مریض کی طرح ہے جس کے دم توڑنے سے پہلے ہچکیاں اور سسکیاں جاری ہو چکی ہوں۔ قوت فرعون، نمرود، شداد اور ہامان کے مریدوں کے ہاتھ میں ہے۔ مذاہب کی انسانیت پرور تعلیمات کو پس پشت ڈال کر مغرب کے مادہ پرست دانشوروں کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کے باطل، غاصب کلچر کے خلاف قوانین وضوابط کا پھندا ڈال کر انسانیت کی روح قبض کی جا رہی ہے۔ پیغمبران اور ان کے روحانی، الہامی، آسمانی عدل وانصاف، اخوت ومحبت، اخلاق واطوار، اعتدال ومساوات، خدمت وادب، عفو ودرگذر، صبر وتحمل کی قندیلوں کو بجھانے کی بالادستی وقت کے ظالم، بے رحم ترقی یافتہ ممالک کے سیاستدانوں، حکمرانوں کو سونپ دی گئی ہے۔ جو دنیا میں کمزور، بے بس، معصوم اور بے گناہ انسانوں کا قتال کرنے اور مادیت اور اقتدار کے حصول کی جنگ جیتنے والی فوج، فرعون کی فوج تو کہلا سکتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کی امت کے سپاہی تو نہیں کہلا سکتے۔ انسانیت کو مغرب کے دانشوروں، سیاستدانوں کی تخلیق شدہ جمہوریت کی تقلید سے روکنا اور بچانا وقت کا اہم ترین فریضہ ہے۔ درویش اور فقیر منش انسان جاہلوں کو مذاہب کے نورانی علوم سے آشنا کرواتے اور غفلت میں ڈوبے ہوئے بنی نوع انسان کو بیداری کا پیغام پہنچاتے رہتے ہیں۔





مشرق وسطی، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

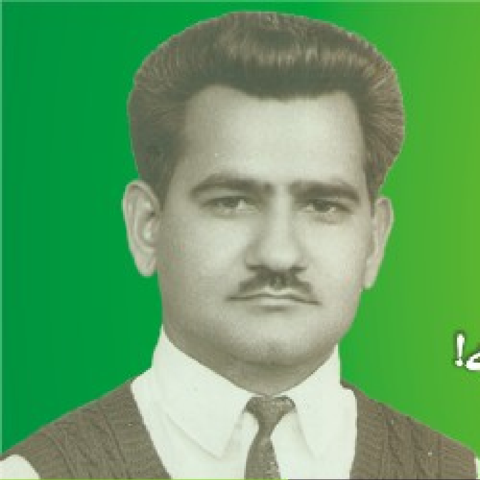
۹۔ اس وقت انسانیت کو امن و آشتی کے ازلی، ابدی فطرتی اور مذہبی اصولوں سے روشناس کروانا نہایت ضروری ہو چکا ہے۔ بزم ہستی میں انسان فطرت کا ایک عظیم اثاثہ ہے۔ اس کی بھلائی اور بہبود کی خاطر ایک لاکھ چوبیس پچیس ہزار پیغمبران اللہ تعالیٰ نے اس جہان فانی کی عقدہ کشائی اور ان کی رہنمائی کیلئے بھیجے۔ ان کی حکمتوں کے نور اور ان کی اخلاقی قوتوں کی شمع کو روشن کرنا وقت کے درویشوں، فقیروں، ولیوں، خدا مست مذہبی پیشواؤں اور ان کے مشعلچیوں کا کام ہے کہ وہ اس شمع کو روشن کریں۔ ان فرعونوں کی، مذاہب اور ان کی تعلیمات پر حکومتی سطح پر بالادستی کو ختم کریں۔ دنیا میں مذاہب کی تعلیمات کی روشنی میں حکومتوں کو چلانے کیلئے قوانین وضوابط مرتب کریں۔ تاکہ انسانیت ان معاشی اور معاشرتی دہشت گردوں اور بے رحم انسانیت کے قاتلوں سے اور ان کے جمہوریت کے فرعونی نظام اور سسٹم سے نجات حاصل کر سکیں۔ ملکوں کی قیادت مذہبی نظریات کے پیشواؤں اور مذہبی اخلاق واقدار کی تہذیب کو ترقی دینے والوں کے پاس ہو۔ تو پوری انسانیت اور مخلوق خدا اور یہ جہان رنگ وبو، ان جمہوریت کے پیروکاروں کی طرز حیات اور ان کی پیدا کی ہوئی نفرتوں اور جنگوں کی مہلک بیماریوں سے شفا پا سکتا ہے۔ مذہبی تعلیمات اور اس کے اصول وضوابط کو رائج کرنے سے انسانیت میں محبت کے روشن چراغ پھر سے جلائے جا سکتے ہیں۔ اور فرعونی جمہوریت کے تعلیم وتربیت کے گھپ اندھیروں کو روشنیوں میں بدلا جا سکتا ہے۔

۱۰۔ جہاں تک امریکہ اور پورے مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کی معاشیات اور ان کی خوشحالی کا تعلق ہے۔ وہ اسلحہ سازی کی صنعت سے وابستہ ہے۔ جب تک دنیا کے ممالک میں زیادہ سے زیادہ جنگیں اور انسانوں کا قتال نہ ہوگا۔ اس وقت تک ان کا اسلحہ کہیں بھی فروخت نہ ہوگا۔ یہ وہ نہیں چاہتے کہ ان کی اسلحہ سازی کی صنعت تباہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ اس صنعت پر وہ اپنی اجارہ داری قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ امریکہ اور ان کے حواری ایٹم بم بناتے جائیں تو جائز ہے۔ کوئی اور دوسرا ملک ایٹم بم بنائے یا نہ بنائے تو وہ مجرم اور شک کی بنا پر مجرم۔ وہ اسلحہ سازی کی برتری سے غیر ترقی یافتہ ممالک کی تذلیل کرتے جائیں تو حق بجانب۔ وہ کمزور ممالک پر حملے کر کے ان کو نیست و نابود کرتے چلے جائیں تو جائز۔ وہ مشرق وسطی میں اسرائیل کو تباہ کن اسلحہ فروخت کر کے اسلحہ کا توازن بگاڑ کر مصر، فلسطین، شام، اردن، کویت، عراق، سعودی عرب کی فوجی طاقت اور معاشیات کو اسرائیل جیسے ملک سے تباہ کروادیں اور ان کے علاقہ پر قبضہ کروادیں تو ایسا کرنا ان کے باطل، غاصب نظام کا حصہ۔ یہ عراق اور ایران اور کویت کو اسلحہ کی سپلائی کر کے ان ممالک کی معاشی قوت ایک رہزن کی طرح لوٹتے رہیں۔ اور ان کی افرادی قوت کو جنگ کا ایندھن بناتے رہنا ان کی روزمرہ سیاست کا حصہ ہے۔ اے جمہوریت کی تہذیب کے عظیم سیاسی ظالمو! بے رحم لیڈرو! کوسووا اور بوسنیا کے مسلمانوں کا اجتماعی قتل کر کے انکی اجتماعی قبریں بناتے رہنا۔ اس کے علاوہ غیر ترقی یافتہ اور اسلحہ سے محروم اقوام کے قتال کے تم ایک عظیم فاتح ہو۔ یہ انڈونیشیا کی مسلم سٹیٹ سے عیسائی صوبہ آبادی کی بنیاد پر الگ کر کے ان کی حکومت قائم کردیں تو یہ یو این او کے اصولوں کی جیت۔ اگر کشمیر پر ہندوستان کی ریاستی دہشت گردی اور کشمیر کے اسی نوے ہزار افراد کا قتال ہو جائے تو وہ ہندوستان کا حق۔ دنیا میں ایسی آزادی کی جنگ لڑنے والی اقوام کو اور اسی طرح کشمیریوں کو دہشت گرد کہنا ان کی جمہوریت کے نظریات کی ماتم سوزی کے منہ بولتے ثبوت ہیں۔ امریکہ نے اتنے ایٹمی پلانٹ اور ایٹمی بموں کے ڈھیر اکٹھے کر رکھے ہیں۔ انکی موجودگی میں انکو کسی دشمن کی ضرورت نہیں۔

مشرق وسطیٰ، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

۱۱۔ پاکستان کی امریکہ کے ساتھ تاریخ ساز دوستی۔ جس میں پاکستان کا چین سے امریکہ کی دوستی قائم کروانے کا عظیم کارنامہ۔ روس جیسی عالمی طاقت کے ساتھ امریکہ کی پالیسی کی بنا پر دشمنی مول لینا اور اس کی کھلے عام مخالفت کرنا پاکستان کا ایک انمول کردار ہے۔ اسی بنا پر روس اور ہندوستان کا دفاعی معاہدہ معرضِ وجود میں آیا۔ اور پاکستان کی بقا کو خطرے میں ڈالنا ایک بہت بڑا سانحہ تھا۔ امریکہ کا مشرقی پاکستان کو ہندوستان سے مل کر بنگلہ دیش بنوانے کا عمل اور پھر پاکستان کے ساتھ دوستی کا دعویٰ۔ ایسے منافق، عدل کش، ظالموں، قاتلوں کا مذہب کے ساتھ کیسا تعلق۔ مذہب کے باغیوں اور جمہوریت کے پرستاروں کی تیار کردہ مہذب تہذیب کا مختصر خاکہ تیار ہے۔ کہ وہ انسانیت کے ساتھ دھوکہ اور مخلوق خدا کو بغیر کسی جواز کے دنیا کی برتری اور مادی خوشحالی کی خاطر ان کا قتال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یا اللہ۔۔۔ اپنے مقبول و محبوب پیغمبران کے طفیل ان کے مذاہب کے پیروکاروں اور ان کے مذہبی پیشواؤں کو خدا کے کلام اور ان کی تعلیمات پر فرعونی مادہ پرست دانشوروں کے کلام اور ان کی تعلیمات پر بالادستی عطا فرما۔ اور اس احساس زیاں کے المیہ کا شعور بخش۔ تاکہ الہامی روحانی مذہبی تعلیمات کے اجڑے گلستان میں صداقت و شرافت، ادب و محبت، اعتدال و مساوات، صبر و برداشت، احترام و عزت اور پیار و شفقت جیسے ازلی ابدی روحانی بہترین اخلاق اور عمدہ اقدار کی توفیق کو انسانیت میں بحال فرما۔ اے اللہ۔ اس دنیا کے چمن میں نور کا اجالا کر دے۔ یا اللہ تاثیر کا سائل ہوں۔ ان الفاظ کو تاثیر عطا فرما۔ آمین

۱۲۔ مغربی تہذیب و تمدن کے شاہکار، ان ممالک کے اتحادی سیاستدان اور حکمران ہر دور میں انسانیت پر ظلم و ستم، قتل و غارت، جبر و تشدد اور ہر قسم کے گھناؤنے مظالم اور اذیتوں کی نرالی تاریخ مرتب کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ وہی مغربی ممالک اور اسی نسل کے سیاستدان اور حکمران ہیں جو نسل در نسل جمہوریت کے سائے تلے دولت اور اقتدار کے حصول کی جنگیں لڑتے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے جرمن، جاپان کو نیچا دکھانے کیلئے ایٹم بم کا استعمال دنیا میں پہلی مرتبہ کیا۔ ان ہولناک بموں کو ہیروشیما اور ناگاساکی کے شہروں پر پھینکا گیا۔ لاکھوں انسانی جانیں خاکستر ہوئیں۔ ان بستیوں میں درند، چرند، پرند کا نام و نشان ختم ہوا۔ ان شہروں کے گرد و پیش کے علاقے بری طرح متاثر ہوئے۔ ان کی نسلیں آج تک مفلوج پیدا ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ جرمن قوم کے بچوں، بوڑھوں، جوانوں، کو انکی مستورات کے سامنے چن چن کر ختم کیا گیا۔ پھر مستورات کی بے حرمتی کی انتہا کر دی۔ جرمن قوم کے ساتھ جو ظلم اور ان کا قتل عام کیا۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان کے آٹھ سال کے بچوں سے لے کر اسی سال کے بوڑھوں تک کو انکی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے سامنے بڑی بے دردی سے قتل کیا گیا۔ یہ اقوام اپنے ظالم دشمنوں اور اپنے آباؤ اجداد کے بے رحمانہ قتال کو کیسے بھول سکتی ہیں۔ ان کی دشمنی اور انتقام کی آگ ہر وقت ان کے سینوں میں بھڑکتی رہتی ہے۔ انہوں نے ان کے مردوں کے قتال پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ ان کی مستورات کی بے حرمتی کی انتہا کر دی۔ جسمانی اور جنسی تشدد ان کے بھائیوں اور ان کے بزرگوں کی موجودگی میں کرتے رہے۔ ان کی نسل کو بری طرح ختم کیا گیا۔ یہ جنگ کوئی عیسائیت یا کسی مذہب یا خدا و بزرگ و برتر یا پیغمبران کی تعلیمات یا ان کے احکام کی بالادستی کو قائم کرنے کے لئے ہرگز نہیں لڑی گئی تھی۔ وہ تو ان ممالک کے سیاستدانوں حکمرانوں کے ذاتی عناد، چپقلشوں، رنجشوں اور دنیا پر بالادستی قائم کرنے کے لئے لڑی گئی۔



باباجی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

مشرق وسطیٰ، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

۱۳۔ اس جنگ میں تمام ممالک کے عوام بے گناہ، بے بس اور بے قصور تھے۔ یہ بدنصیب سیاستدان اور اقتدار کے بھوکے حکمران اپنے عناد کی تسکین اور اپنی فرعونی خواہشات کی تکمیل اور ذاتی رنجشوں کے لئے لڑتے رہے۔ جو قیامت جرمن اور جاپان کی اقوام کے مردوزن پر گذر گئی۔ اس کی بدترین مثال اس سے قبل دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ امریکن اور مغربی اقوام اور ان کے اتحادی حقائق کو مسخ کر کے دنیا بھر کے عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی تاریخ کا ورق ورق ان کے جھوٹ، ان کے مکروفریب، ان کے بے بنیاد الزامات، ان کے فرعونی ظالمانہ طرز عمل۔ ان کا کمزور ممالک کے معصوم عوام کا بے گناہ قتال۔ ان کا انسانیت کش جدید اسلحہ کا استعمال ان کے کردار کا حصہ بن چکا ہے۔ ان بین الاقوامی دہشت گردوں یا انسانیت کے قاتلوں کے خلاف ان کی غلامی کی زنجیروں کو توڑنے کے لئے ہتھیار اٹھائے وہ لوگ باغی اور دہشت گرد۔ جو ان کی اسلحہ سازی کی اجارہ داری کو توڑے وہ اقوام اور عوام بھی دہشت گرد۔ انہوں نے یو این او کا دنیا میں عدل وانصاف کو قائم کرنے اور جنگوں کو ختم کرنے کے لئے جو ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ اس ادارے کا مقصد کمزور اقوام کو انصاف دلانا یا ان کے خلاف جنگ کو روکنا نہیں۔ بلکہ وہ ادارہ تو کمزور اقوام کو اپنے شکنجوں میں جکڑنے کیلئے اور انصاف کو کچلنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ یہ ادارہ دنیا بھر میں ان کے ظلم وبربریت، ان کے جائز وناجائز مقاصد کی تکمیل کا ایک اہم جز بن چکا ہے۔ دنیا بھر کی اقوام اور ان کی اپنی عوام اور پوری انسانیت کو سوچنا ہوگا۔ کہ ان کے اس نظام اور سسٹم کے سحر کو کیسے توڑنا اور اس کے اثرات کو دنیا سے کیسے ختم کرنا ہے۔ اب گلوبل لائف کا دور ہے۔ پوری دنیا ایک شہر بن کر ابھری ہے۔ اس گلوبل لائف کے پاس ایک بین الاقوامی اجتماعی شعور ہے۔ یہاں اقوام کا اچھا، برا کردار ناپا، تولا اور پرکھا جاتا ہے۔ یہاں دھوکہ بازی کی ہر سیاسی چال ہر ملک، ہر قوم اور ہر انسان پر واضح ہوتی جاتی ہے۔ اب ان کی پہچان کرنا، ناممکن نہیں رہا۔ ان کے خلاف ایک گلوبل تحریک چلنے والی ہے۔ جو ان کی معاشی تباہی کا باعث بنے گی۔ اور تاریخ کے اوراق ان کو دنیا کی بدترین درندہ صفت اقوام کی لسٹ میں لا کر کھڑا کر دیں گے۔ یا اللہ۔ اس ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر ان کے صدقے رحم فرما۔ یا اللہ۔ اس عظیم امت کو روح القدس کی تعلیمات اور ان کے نظریات کی آغوش رحمت میں لے جا۔ آمین۔ ان کو جمہوریت کے فرعونی حکمرانوں اور سیاست دانوں سے نجات دلا۔ آمین ثم آمین۔

۱۴۔ امریکہ اور اسکے مغربی اتحادیوں کے مادہ پرست دانشوروں، سکالروں اور صاحب بصیرت میڈیا کے ارکان، نیک دل سیاستدانوں، مذہبی پیشواؤں، روحانی عظیم ہستیوں کو غور کرنا ہوگا۔ فکر سے کام لینا ہوگا۔ اس جہان فانی کے حقائق سے خاص کر عیسائیت کے پیروکاروں اور دنیا کی پوری انسانیت کو آگاہ کرنا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات، ان کے ضابطہ حیات، ان کے اخلاقی نصاب، ان کی بتائی ہوئی آسمانی اقدار، ان کی عبادات، ان کے عدل وانصاف کے پیمانے، ان کے رحیمی کریمی کے آداب، ان کا مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک، ان کا دکھوں، دردوں، اذیتوں اور مصیبتوں میں مبتلا اور پھنسے ہوئے انسانوں کو راہ نجات کے راستوں کی نشاندہی، ان کا بیماروں کو شفا عطا کرنے کا فلسفہ، ان کا دنیا کی بے ثباتی کا درس، ان کے بتائے ہوئے خداوند قدوس کی قربت کے اصولوں کو انسانیت میں بحال کرنا اور ان کو یاد دلانا، روح القدس کے معجزات سے متعارف کروانا انسانیت کی نجات کا ایک بنیادی اور آخری ذریعہ ہے۔

مشرق وسطیٰ، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

۱۵۔ یادرکھو۔۔یہ اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک سرکاری سطح پر انجیل مقدس اور روح القدس جیسی طیب اور مطہر پیغمبر کے ضابطہ حیات کی ان کے ممالک میں بالادستی قائم نہیں کی جاتی۔انہوں نے مذہب اور مذہبی پیشواؤں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے فرزندان کو کلیسا و گرجا کے عبادات کے پنجروں میں مقید کررکھا ہے۔جمہوریت کے سائے تلے انہوں نے مادہ پرستی اور اس کے حصول کیلئے قتل و غارت کا کلچر رائج کررکھا ہے۔جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مادیت پرستی کے بت کو پاش پاش کیا۔انسانوں پر جبر اور ظلم کے اقتدار کی بجائے روحانیت کے دلوں کو تسخیر کرنے والی روحانی اقتدار اور اقتدار کا خدائی نظام عطا کیا۔نمرود، شداد، ہامان اور فرعون کے نظام کو صرف ایک خدائی نائب یعنی پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے باطل، غاصبانہ اور ظالمانہ نظریات اور اعمال اور ان کے طرز حیات کو مسخر کیا۔نیکی کو بدی پر مسلط کردیا۔انسانی قلوب ذکروفکر، عاجزی اور یاد الٰہی کے خمرے بن گئے۔انسانیت کو روحانیت کی آغوش میں امن اور سلامتی کی پناہ نصیب ہوئی۔وہ معجزات کی بارشیں برساتے رہے۔خیر اور بھلائی کے خزانے لٹاتے رہے۔ان کی گفتار میٹھے سخنوں سے لبریز اور ان کا کردار اخوت و محبت کے جذبوں اور عمل سے سرشار۔ان کے پیروکار عبادت اور خدمت خلق میں جنون کی حد تک محو اور دنیا میں مشنری فرائض ادا کرنے کے وارث۔یہ تو ابن مریم روح القدس کے کردار کی پہچان ہے۔ان کے اعمال اور کردار کے وارثوں کو ہی کرسچن یا عیسائی کہا جاسکتا ہے۔فرعون کے ایجنٹوں نے اپنا نام بدل کر عیسائیت کو جمہوریت کا لباس پہنا لیا ہے۔یہ مذاہب کے منافق عیسائیت کی تعلیم اور نظریہ حیات کو سرکاری سطح پر منسوخ کر کے اس کی روح کو مسخ کر چکے ہیں۔

مشرق وسطیٰ، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

۱۶۔ لیکن جمہوریت کے نظریات کے پیروکاروں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس کتاب کی روحانی، الہامی اور آسمانی تعلیمات، ان کے نظریات، ان کی طرز حیات، ان کی عبادات، ان کی مہر و محبت، ان کی خدمت و ادب کی عمارت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ انہوں نے مذہب کی سرکاری سطح پر ملکوں میں بالا دستی ختم کر دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو جمہوریت کے مادہ پرست سیاسی دانشوروں، سکالروں پر مشتمل ممبران کی اسمبلیوں کے حکمرانوں کے رحم و کرم اور سپرداری میں دے دیا گیا۔ انہوں نے ان کے الہامی نظریات اور اصولوں کو پس پشت ڈال دیا۔ جمہوریت کے فرعونی نظریات کو مستقل بنیادوں پر حکومتی سطح پر نافذ کر کے عیسوی نظریات کے پیروکاروں کو جمہوریت کے فرعونی نظریات کی تعلیم و تربیت کے کینسر میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ مغربی جمہوریت کی شکل میں عیسائیت کے مذہب کے پیغمبران بن کر ایسے ابھرے کہ انہوں نے ابن مریم اور ان کی تعلیمات اور نظریات کو نگل لیا۔ عیسائی ملت جمہوریت کے فرعونی نظریات اور انکی تعلیم و تربیت میں گم ہوتی چلی گئی۔ وہ انسانیت کے زخموں پر مرہم لگانے اور بیماروں کی تیمارداری کرنے والے اور ان کو شفا بخشنے والے۔ مخلوق خدا کی خدمت اور ادب کرنے والے، انسانیت کو دکھوں، اذیتوں سے نجات دلانے والے، انسانیت کو اخوت کا درس دینے والے، نیکی اور بھلائی کو مخلوق خدا میں پھیلانے والے، شر کو صفحہ ہستی سے مٹانے والے، محبت کی خوشبو کو کون ومکاں میں پھیلانے والے،



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

مشرق وسطی، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

انسانیت کے دلوں کو تسخیر کرنے والے انمول اصولوں اور لازوال انجیل شریف کے مقدس اور فلاحی الہامی ضابطوں پر مشتمل نظریات اور اعمال کو سرکاری سطح پر منسوخ کر دیا۔ جس کی وجہ سے عیسائیت کے مذہب کا پھیلاؤ رک گیا۔ دلوں کو مسخر کرنیوالا روحانی علم اس امت اور پوری انسانیت پر بند کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے عیسائیت روحانی اور الہامی زوال کی منازل طے کرنے لگ پڑی۔ عیسائیت کے روپ میں ان کے منکر اور منافق سیاستدانوں اور حکمرانوں نے عیسائیت کے نورانی ضابطہ حیات اور نظریات کی بجائے جمہوریت کے باطل، غاصب فرعونی ضابطہ حیات اور اس کے نظریات کو مذہب کی تعلیمات پر بالا دستی دے کر اپنے اپنے ممالک میں جمہوریت کے کالے ضوابط رائج کرتے چلے گئے۔ جس کی وجہ سے جمہوریت کے نظریات کا کلچر، اسکی تعلیمات، اسکے تعلیمی ادارے بتدریج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی، الہامی، آسمانی نظریات پر مشتمل مذہبی ضابطہ حیات کے تمام اصول وضوابط، اقدار اور کردار کو نگلتے چلے جا رہے ہیں۔ عیسائیت کا گلستان جمہوریت کے رہزنوں نے اجاڑ کر رکھ دیا ہے۔ عیسائیت کے پیشواؤں، مفکروں، مدبروں اور اہل بصیرت روحانی دیدہ وروں کو اس فتنہ کا تدارک کرنا ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح القدس کی مقبولیت اور تعلیمات کو مسخ کیے جا رہے ہیں۔ یا اللہ عیسائیت کو منافقت کی زندگی سے نجات دلا۔ امین

مشرق وسطیٰ، کشمیر، کوسووا، بوسینیا، انڈونیشیا، ایران، عراق، افغانستان جیسے غیر ترقی یافتہ اسلامی ممالک کے عوام کا بے پناہ قتال

جمہوریت کے مذہب کش مغربی ترقی یافتہ اقوام کے فرعونی دہشت گردوں کی مسلم امہ پر یلغار

۱۷۔ عیسائیت کے منکر اور منافق اور جمہوریت کے متولی دنیا میں انسانیت کے قتال کے وارث بن گئے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی طیب اور مقدس ہستی کو دنیا میں بری طرح رسوا اور ان کی تعلیمات کے معجزات کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ دلوں اور روحوں کو تسخیر کرنے والا علم اور عمل ان بے دین رہزن رہنماؤں، عدل کش سیاست دانوں اور مادہ پرست ظالم حکمرانوں نے اپنے اپنے ممالک میں اس کی برتری کو سرکاری طور پر منسوخ کر دیا۔ جس کی وجہ سے دنیا کی بے ثباتی کے آشنا مادیت کی دلدل میں پھنس کر رہ گئے۔ ترکِ دنیا اور انسانیت کیلئے بے ضرر عیسائیت کے پیروکار دنیا کے بدترین دہشت گرد، دھوکہ باز، منافق اور انسانیت کے قاتل بن کر ابھرے۔ انسانیت کو تباہ اور نیست و نابود کرنے والی اسلحہ سازی ان کی معیشت کا ذریعہ بن گئی۔ عیسائی دنیا میں ہر قسم کے قتل و غارت کے غاصب رہنما بن کر ابھرے۔ عیسائیت کے مذہبی پیشواؤں اور روحانی طیب ہستیوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات اور انکی تعلیمات کے اصل معتقد اور وارث ہیں۔ ان کو اس ظالم غاصب جمہوریت کے نظام اور نظریات کو روکنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ضابطہ حیات کی تعلیمات کی قندیلوں کو روشن و منور کرنا ہوگا۔ انکے ممالک کے عوام کو پوری انسانیت اور مخلوق خدا کو خوفناک مہلک اسلحہ اور ایٹم بموں کے ٹکرانے کے بدترین عمل سے بچانا ہوگا۔ ورنہ یہ کائنات ایٹمی جنگ کے بعد خاکستر اور مخلوق خدا مسخ ہو کر رہ جائیگی۔ یا اللہ مخلوق خدا پر رحم فرما اور مذاہب کی تعلیمات کی منزل کا راستہ عطا فرما۔ امین

۱۸۔ یہ جمہوریت کے فرعون دنیا میں جنگ کے شعلے بھڑکا چکے ہیں۔ جس کے اثرات ملک ملک پھیلتے جا رہے ہیں۔ کوئی بھی انسان گاڑی میں ہو یا جہاز میں، بازار میں ہو یا گھر میں، ان کے پیدا کردہ دہشت گرد اور خودکش حملہ آور ان معصوم اور بے گناہ انسانوں کا قتلِ عام کیے جا رہے ہیں۔ ان کی اپنی ہی بیشتر خفیہ ایجنسیاں یہی قتل و غارت کا کام کرتی آ رہی ہیں۔ دنیا بھر کا امن یہ بدنصیب تباہ کر چکے ہیں۔ مذہبی پیشواؤں اور روحانی طیب ہستیوں اور عیسائیت کے پیروکاروں کو اس نازک گھڑی میں اب غور و فکر کرنا ہوگا۔ جمہوریت کے غاصب ظالم، عدل کش نظام حیات سے نجات حاصل کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے اور مذہب کی سرکاری بالادستی کے نفاذ کیلئے رہنما اصول نافذ کرنا ہونگے۔ اس طیب، پاکیزہ فریضہ کو ادا کرنا ہوگا۔ اسلامی مذہبی نظریاتی قیادت اور عیسوی نظریاتی قیادت کے وارث قائد ہی جمہوریت کے فرعونی نظریات سے نجات کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ یا اللہ تیرے گھر میں کسی قسم کی کمی نہیں۔ تو اپنی مخلوق پر رحم فرما۔ ہمیں شر کے عذاب سے نجات عطا فرما۔ دنیا کو امن و آشتی کا گہوارا بنا۔ آمین



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لامتناہی خزانہ میسر ہوگا

ا۔ امریکہ اوران کے حواریوں نے دوسرے ممالک کا امن عامہ تباہ کرنے کے لئے مختلف تنظیمیں اور مختلف ادارے سی۔آئی۔اے، بلیک واٹر وغیرہ بنا رکھے ہیں۔ان میں سے ایسے ادارے بھی ہیں جو حکمرانوں ان کے وزیروں، مشیروں اور سفیروں کو خریدتے چلے آرہے ہیں۔یہ حکومتوں میں ان کے ورکروں کی حیثیت سے ان کی ذمہ داری کو پورا کرتے اوران کے ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے فرائض ادا کرتے ہیں۔اوران میں سے کچھ ان کی بین الاقوامی تنظیموں کے باقاعدہ رکن نامزد ہوتے ہیں۔دنیا کے تمام غیر ترقی یافتہ ممالک ان ایجنسیوں کی زد میں ہوتے ہیں۔یہ ادارے ان ممالک میں اپنی مرضی کی حکومتیں قائم کرتے رہتے ہیں۔اگر کوئی حکمران ان کا کہنا نہ مانے اوران کی مرضی اور منشا کے مطابق کام نہ کرے۔تو اس کو حکومت سے فارغ کرنا یا اس کی حکومت کو ختم کرنا ان کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔ان کو حکومت کا مزا بھی چکھاتے ہیں اور پھر جب چاہتے ہیں ان کو موت سے بھی واصل کروا دیتے ہیں۔ان کو پھانسی پر لٹکوانا، ان کو بمع عملہ اور جہاز ہی تباہ کروا دینا اوران کو ملک بدر کروا دینا ان کیلئے کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔پاکستان کو دولت اور اقتدار کے بھوکے ان وحشی اور غدار ایجنٹوں سے ملک کو دولخت کروا دینا ان کے دائیں بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔اس کے علاوہ ان کے ذریعہ اپنی مرضی کی حکومتیں ملکوں میں قائم کرتے ہیں۔ان کو اپنے اشاروں پر چلاتے اور اپنے مقاصد کی تکمیل ان سے کرواتے چلے آرہے ہیں۔جو ان کے مقاصد میں حائل ہوں۔ان کو نیست و نابود کرنے اور ان کو دنیا ہستی سے مٹا دینے کے فرائض ان کی سیکنڈ کمانڈ کے تباہ کن دہشت گرد تنظیموں کے ارکان کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔جو اپنے ٹارگٹ کو پورا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی یا غفلت نہیں کرتے۔ان کی یہ تنظیمیں جس ملک میں چاہتی ہیں۔قتل و غارت کرواتی۔فرقہ واریت کو ہوا دیتی اور دہشت گردی پھیلاتی اور پھر اس ملک کو دہشت گرد قرار دینا ان کی سیاست کا حصہ بن چکا ہے۔اسلامی ممالک کو انہوں نے نشانہ عبرت بنا رکھا ہے۔

۲۔ ان کے یہ ایجنٹ اور دہشت گرد نمائندے ملکی، قومی، ملی اور مذہبی کمزوریوں کو نوٹ کرتے۔ان کے مطابق یہ اپنے پروگراموں کو ترتیب دیتے۔اس کا لائحہ عمل تیار کرتے جس کے تحت وہ اپنا کوہر مقصد حاصل کرسکیں۔اور پھر اس کے مطابق کاروائی عمل میں لاتے چلے آرہے ہیں۔پاکستان پر ان کی گہری نگاہ ہے۔یہ ملک ان کے لئے ناقابل برداشت ملک ہے۔اس ملک کے نگہبان اللہ تعالیٰ اور ان کے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں۔جس کی وجہ سے یہ ملک ہر قسم کی بلائے ناگہانی اور آفات ارض و سماوی سے بچتا چلا آرہا ہے۔برعکس اس کے کہ ہمارے اعلیٰ قسم کے سیاستدان اور حکمران ان بین الاقوامی تنظیموں اور طاقتوں کے رکن اور ایجنٹ کی حیثیت اختیار کرتے چلے آرہے ہیں۔یہ بدنصیب طبقہ معاشیات کی بھوک بجھاتا اور اقتدار کی ہوس کی جنگیں لڑتا اور ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرتا چلا آرہا ہے۔اس کے باوجود ان کا یہ عبرتناک کھیل واصل جہنم ہونے کے قریب آچکا ہے۔انشا اللہ تعالیٰ اس ملک سے اللہ تعالیٰ نے روحانی اور الہامی انسانیت کی فلاح کے مرکز کا کام لینا ہے۔



بابا جی عنایت اللہ

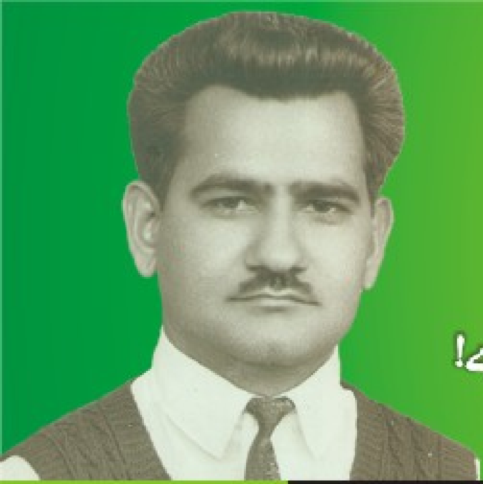
جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لامتناہی خزانہ میسر ہوگا

۳۔ اے اہل وطن غور کرو۔ مذہبی تنازعات کو کون ہوا دیتے ہیں۔ یہ مذہبی تنظیمیں کیسے معرض وجود میں آتی ہیں۔ ان میں حکومتوں اور بیرونی ایجنسیوں کا کنٹرول ہوتا ہے۔ یہ حکومتیں اور ایجنسیاں کب کاروائیاں عمل میں لاتی ہیں۔ یہ بات کسی سے چھپی نہیں۔ حکومتیں خود ہی فرقہ پرستی کی پرورش کرتی ہیں اور خود ہی انہیں پروان چڑھاتی ہیں۔ وقت کی ضرورت پوری کرنے کیلئے ان دینی، مذہبی جماعتوں کے ورکروں اور سربراہوں کو کیسے ایک دوسرے سے نفرت کی آگ سے دوچار کر دیا جاتا ہے۔ ملک میں کتنی بیرونی ممالک کی دہشت گرد تنظیمیں شیعہ، سنی فساد کو ہوا دینے کیلئے کام کرتی ہیں۔ کونسا عمل بروئے کار لاتی ہیں۔ کون کون زبان کا زہریلا زہر اگلتا ہے۔ کتنے بم بلاسٹ کرواتی ہیں۔ کتنے بے گناہ اور معصوم انسانوں کا خون بہایا جاتا ہے۔ دین میں نفاق اور ملت میں نفرت کے کون بیج بوتے ہیں۔ ان میں سے مختلف فرقوں کے لوگوں کو کیسے اہم وزارتوں، مشاورتوں اور سفارتوں پر تعیناتیاں کن کے اشاروں پر کی جاتی ہیں۔ وہ کیسے ایک دوسرے فرقے کے لوگوں کو قتل کرواتے ہیں۔ سیاستدان کیسے کیسے حکومت حاصل کرنے کیلئے اپنی باری کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ یہ ملک وملت کے مقدر کا کیسے فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ بات پوچھنے کی نہیں۔ بات یہ ہے کہ اس کا تدارک کون کرے گا۔ یہ کیسے ہوگا۔ اس کارِ خیر کو صرف صاحب بصیرت دینی قیادت کا ایک قائد ہی سر انجام دے سکتا ہے۔ یہ حکومتیں اور وزارتیں حاصل کرنے والے جھوم لیڈراں اور جھوم کرگساں کے بس کا روگ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بداعمالیوں سے بچائے اور ہمیں انسانیت کی عزت و احترام اور خدمت کی توفیق دے۔ امین۔

۴۔ کسی ملک یا ملت کی تباہی اور بربادی کا بگل فطرت اس وقت بجاتی ہے۔ جس وقت حکمران اعتدال ومساوات، عدل وانصاف کو کچل دیں۔ صدر مملکت کے مطابق ملک کی ۹۵ فیصد افسر شاہی کرپٹ، رشوت خور اور ہر قسم کی بددیانتی میں ملوث چلی آ رہی ہے۔ سیاسی لیڈران کی بات مت پوچھو۔ انکے تمام شاہی محل، سرے محل، رائیونڈ ہاؤسز، ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، کاریں، کوٹھیاں اور شاہانہ خرچ اسی رشوت، کرپشن اور بددیانتی کی پیداوار ہیں۔ ان کی تعلیم وتربیت جمہوریت کی سرکاری درسگاہوں یعنی سکول سے لے کر یونیورسٹیوں اور اعلیٰ اکڈمیوں میں ہوتی جا رہی ہے۔ ان کا اسلامی تعلیم وتربیت سے دور کا واسطہ نہیں ہوتا۔ ان کے اخلاق وکردار کی تشکیل وتکمیل ملک کا فرعونی نظام اور سسٹم سر انجام دیتا چلا آ رہا ہے۔ طبقاتی تعلیم سے طبقاتی معاشرہ تیار ہوتا ہے۔ ان اعلیٰ طبقے میں سے کچھ کی اہم پوسٹوں پر تقرریاں بیرونی ممالک کے اشاروں پر ہوتی ہیں۔ جمہوریت کی گرفت سے ترقی یافتہ ممالک غیر ترقی یافتہ ممالک کو کیسے کنٹرول کرتے ہیں۔ نیک دل اور محبِ وطن حکمران کن حالات سے دوچار رہتے ہیں۔ وہ کس حد تک مجبور، بے بس ہو چکے ہوئے ہوتے ہیں۔ دیکھو۔ ملک کن کن المیوں سے گذر رہا ہے۔ ملت دین کی دوری کی سزا میں مبتلا ہو چکی ہے۔ اس کا صدقہ دینا ہوگا۔ دینی قیادت ملک میں قائم کرنی ہوگی۔ قائد ملت خانہ خدا میں بیٹھ کر ملک وملت کے تمام امور کے فیصلے کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ نہ وہ خود کرپشن کرتا ہے اور نہ ہی کسی اہلکار کو ایسا کرنے کی کبھی جرائت ہوتی ہے۔ کرپشن اوپر سے چلتی ہے اور نیچے تک اس کی مارکیٹ تیز ہوتی جاتی ہے۔ جمہوریت کا تمام سٹرکچر رشوت، سفارش، کرپشن اور عوام کی دولت کے بیجا تصرف اور عیاشی کے گرد گھومتا چلا آ رہا ہے۔ اگر جمہوریت کا اقتدار بیوفائی، دھوکہ، دغا فریب، جماعتوں سے غداری کر کے ہوس اقتدار کی آگ بجھانے کیلئے نئی غداروں کی سیاسی جماعتیں تیار کر کے حکومتیں حاصل کرتی جائیں تو ان کی سرکاری افسر شاہی، فوج شاہی، منصف شاہی کی افواج کا کیا حال ہوگا۔ وہ بھی اسی طریقہ کار کو عمل میں لائے گی۔ اس دور کا قیمتی سکہ بیوفائی، دھوکہ، فریب، محسنوں سے غداری پر مشتمل ہے جو دنیا کی بڑی طاقتوں نے اس وقت رائج کر رکھا ہے۔ جس کی جڑیں دنیا کے تمام ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں۔



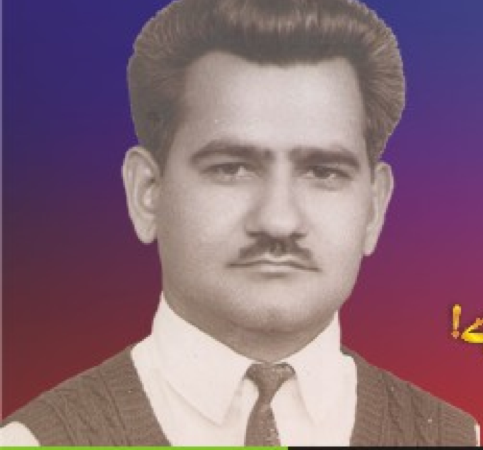
بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لامتناہی خزانہ میسر ہوگا

۵۔ افغانستان اور عراق دو مسلم ممالک ہیں۔ یہ دونوں ممالک ایک طویل عرصہ تک امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کے اشاروں پر ناچتے رہے۔ افغانستان اور روس کا آمنا سامنا انہوں نے کروایا۔ افغانستان نے روس کی یلغار کو روکا۔ اور اس کے اس جنگ میں چار پانچ لاکھ افغانی باشندے شہید ہوئے۔ ان کے شہر اور بستیاں ویرانوں میں بدل گئیں۔ طالبان کی حکومت قائم ہوئی جو امریکنوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ کیونکہ وہ راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ انہوں نے ملک میں اسلامی شورائی نظام قائم کیا جو مغربی جمہوریت کے متضاد ضابطہ حیات اور نظریات پر مشتمل تھا۔ امریکہ کے حکمرانوں کو اسلامی نظریات پر مشتمل حکومت برداشت نہ تھی۔ اسامہ بن لادن کا بہانہ تراشا اور وجہ حملہ بنا لیا۔ اس کے خلاف الزامات تھے کہ وہ ایک عالمی دہشت گرد ہے۔ اور اس کی تنظیم القائدہ نے امریکی ناوروں کو تباہ کیا ہے۔ بغیر کسی ثبوت اور بغیر کسی جواز کے امریکہ اور اس کے اتحادی عالمی دہشت گرد افغانستان پر چڑھ دوڑے۔ اس کے ساتھ ہی امریکہ نے از خود جدید اسلحہ، ڈیزی کٹر بموں، تباہ کن میزائلوں، گیس بموں، کیمیائی بموں، جراثیمی بموں، نائٹروجن بموں اور طرح طرح کے انسانیت کو تباہ کرنے والے بموں کے حملے جاری کر دیئے۔ درسگاہوں، سکولوں، مسجدوں، عبادت گاہوں، ہسپتالوں اور خوراک کے ذخیروں کو نشانہ بنایا۔ معصوم بے گناہ اور بے ضرر مخلوق خدا، جانوروں، حیوانوں اور انسانوں کو لقمہ اجل بنایا۔ کمزور ملک کے سادہ لوح اور امن پسند باشندوں کو تباہ کن اسلحہ کی طاقت سے دبوچ لیا۔ افغانستان کی لڑائی ان بین الاقوامی دہشت گردوں نے جیت لی۔ افغانستان کے اندر ان کی افواج داخل ہوگئیں اور افغانی قوم کے ساتھ جنگ کا آغاز کر لیا۔ دنیا میں ان کی فتح رسوائی اور تباہی کا ٹیکہ بن کر ابھر رہی ہے۔ اب ہر روز ان کی فوج کے سپاہیوں اور افسروں کی لاشیں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں۔ آسمانوں کی بلندیوں سے بم گرانا اور دور دراز سے میزائلوں سے تباہی پھیلانا معصوم بچوں، مستورات اور مردوزن کا قتال اور زخموں سے نڈھال کرنا تو آسان کام ہے۔ زمینی جنگ لڑنا بے مقصد لڑائی لڑنے والی افواج کے بس کا کام نہیں۔ امریکی حکمران اس جنگ میں بری طرح پھنس چکے ہیں۔ دنیا کا امن تباہ کرنے کے پورے ذمہ دار ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ان ممالک کے عوام نے خودکش حملہ آوروں کی افواج تیار کر لی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں بسنے والے عوام کیلئے بین الاقوامی سطح پر ایک مستقل خودکش حملوں کا خطرہ اور خوف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ دن بدن ان مجاہدین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ چھوٹے اور مئوثر قسم کے ہتھیار ان کیلئے حاصل کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اسرائیل، افغانستان اور عراق میں ان حق پرستوں سے زمینی جنگ لڑنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو چکا ہے۔ امریکی اور مغربی اتحادی ممالک کے عوام الناس کا اس بے مقصد قتل وغارت، جبر وتشدد اور ظلم وبربریت کے ساتھ کوئی دور کا تعلق نہ تھا اور نہ ہے۔ بلکہ امریکہ، مغربی ممالک اور دنیا بھر کے بیشتر عوام ان ظالم حکمرانوں کے اس ظالمانہ قتل وغارت کے عمل کے خلاف سراپا احتجاج بنے چلے آرہے ہیں۔ دوسری طرف خودکش حملہ آوروں کے لئے بھی مناسب نہیں کہ وہ بھی معصوم اور بے گناہ عوام کا قتل عام کرتے پھریں۔ وہ بھی پھر ان کا جوان کے دکھوں میں برابر کے شریک ہوں اور ان کے لیئے حکمرانوں کے خلاف سراپا احتجاج بنے کھڑے ہوں۔ ان کو ایک دوسرے ممالک کی عوام کی بجائے، ان ظالموں کو ڈھونڈ نکالنا، ان کا احتساب کرنا اور ان کو نشانہ عبرت بنانا چاہئے۔ جو اس کھیل کے خالق اور اصل کھلاڑی ہیں۔



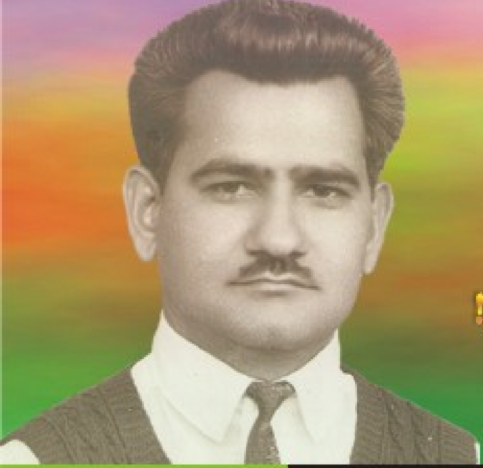
بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



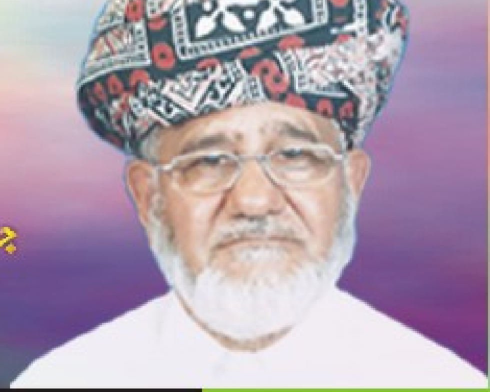
پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لامتناہی خزانہ میسر ہوگا

۶۔ اسی طرح عراق کے حکمران صدام حسین کے ساتھ امریکی سیاستدانوں اور حکمرانوں کے تعلق بہت اچھے تھے۔ وہ اس کی پوری طرح پشت پناہی کرتے تھے اور کرتے رہے۔ عراق کو امریکنوں نے جدید اسلحہ سے لیس کیا۔ صدام حسین سے مل کر ایران کے خلاف ایک جنگی منصوبہ بندی تیار کی۔ وہ دونوں ممالک کی فوجی طاقت اور معاشی طاقت ختم کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ وہ اسرائیل کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کے قابل نہ رہ سکیں۔ عراق اور ایران کی جنگ کا آغاز کروایا۔ امریکہ ایران کو برداشت نہ کرتا تھا۔ کیونکہ ایران بھی ایک مذہبی ریاست تھی اور اسلام کے نفاذ کی حامی تھی۔ اور انقلاب ایران نے امریکا کو پریشان کر دیا تھا۔ اس کی وجہ عناد بھی ایران کا اسلامی کلچر اور نظریات کا نفاذ ہی تھا۔ ایرانی امریکہ کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ایران دنیا میں ایک طاقت بن کر ابھر رہا تھا۔ ایران اور عراق دونوں ممالک اسرائیل کے لئے خطرہ کا باعث تھے۔ جس کیلئے امریکہ اور یہودی ہر قیمت پر عراق اور ایران کو سبق سکھانا چاہتے تھے۔ ان کی طاقت ویران اور ختم کرنا چاہتے تھے۔ وہ ایران میں اسلامی نظریات کی بجائے مغربی جمہوریت کے نظام اور نظریات کا ایران میں نفاذ دیکھنا چاہتا تھا۔ جس اسلامی ملک میں دینی نظریات کی بجائے جمہوریت کے نظریات کی بالادستی سرکاری طور پر رائج کر دی جائے۔ تو اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ اس ملک میں دین کے نظریات مساجد کے پنجروں میں مقید اور پابند ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس طرح عملی طور پر ملت کے اجتماعی دینی کردار کو مفلوج کر دیا جاتا ہے۔ مسلم امہ کی نسلیں خود بخود دین سے دوری اور جمہوریت کے فرعونی نظریات کی سرکاری طبقاتی تعلیم وتربیت سے فرعونی افسر شاہی، فرعونی منصف شاہی اور فرعونی فوج شاہی میں ڈھلتی چلی جاتی ہے۔ جو تہذیب اور تشخص مغربی جمہوریت کی آغوش میں تیار ہوتا ہے اس کا دین کیساتھ دور کا تعلق نہیں ہوتا۔ جمہوریت کے نظریات کی تعلیم وتربیت اور تعلیمی نصاب سے ملک میں پھیلے ہوئے سرکاری سکول، کالجز اور یونیورسٹیاں دینی نظریات اور کردار کو نگلتی جاتی ہیں۔ اس طرح بڑی ہنرمندی سے مسلم امہ کو بے دینی، کفر اور منافقت کے کینسر میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ امریکہ اور اس کے حواریوں نے عراق کو تعاون دے کر ایران کی بہترین افواج کو امریکہ کے مہیا کردہ تباہ کن اسلحہ کے ذریعہ بری طرح کچل دیا۔ ان مغربی اسلحہ ساز ممالک نے دونوں ممالک کو خوب اسلحہ فروخت کیا۔ ان کی دولت بھی لوٹ لی۔ ان کی افواج کو بھی مفلوج اور ختم کروادیا۔ صدام حسین کو ایکبار پھر امریکنوں نے اعتماد میں لیا اور اس سے کویت پر حملہ کروادیا۔ اس دفعہ بڑی مہارت سے امریکہ نے عراق کو چھوڑ کر عربوں کا ساتھ دیا۔ وہ ان کی حفاظت کا خود ذمہ دار بن گیا تھا۔ جتنا پرانا اور ناکارہ اسلحہ تھا اس کو عراق کے خلاف استعمال کیا۔ عربوں کے بنک اس کے عوض خالی کروالئے۔ اپنے تمام ادھار اتار لئے بلکہ ان کو اپنا مقروض بنالیا۔ ایک رہزن کی طرح ان کے خزانے لوٹ لئے۔ ان کے تحفظ کی خاطر اپنی افواج ان کے ممالک میں داخل کرلیں۔ جو آج تک قابض ہوئی بیٹھی ہیں۔ اس طریقہ سے عراق کو امریکنوں اور ان کے اتحادیوں نے مختلف جنگوں کے جال میں پھنسا کر اس کو یواین او کے ذریعہ باضابطہ طور پر حملہ آور تسلیم کروالیا۔ اس کی ناکہ بندی کرلی گئی۔ عراق کے لوگوں کو ان کے ناکردہ جرم کی سزا میں مبتلا کر دیا گیا۔ ان کو معاشی اور معاشرتی طور پر مکمل تباہ کر دیا گیا۔ اسلحہ سے محروم اور جنگی طور پر مفلوج بنا دیا گیا۔ اس قسم کے روح سوز ضمیر کش، دھوکہ فریب اور دغابازی کے ظلمات کے عمل کو مغربی جمہوریت کی سیاست کا اہم حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ خدارا معصوم اور بے گناہ مخلوق خدا اور انسانیت پر رحم کھاؤ۔ مذہب اور پیغمبران کی نوری نظریاتی روشنی اور روح القدس اور حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ مغرب ومشرق کے انسانوں، قوموں، ملتوں کے دلوں کو نفرتوں اور منافقتوں کا مرکز نہ بناؤ۔ ان کو انسانی رشتہ کے تقدس سے آشنا کرنا سکھاؤ۔ محبت کا آسمانی تحفہ مخلوق خدا میں تقسیم کرو۔ ادب انسانیت اور خدمتِ انسانیت کے پاکیزہ فریضہ کو شوق سے ادا کرو۔ اس کائنات کیلئے خیر کے داعی بن جاؤ۔ یہ نورانی شمع پیغمبران کی تعلیمات کے نور سے روشن کرو۔ جہالت کے اندھیرے روشنیوں میں بدل جائیں گے۔ خداوند قدوس ہمیں اپنے اپنے ممالک میں مذاہب کی بالادستی دنیا میں قائم کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین۔ ثم آمین۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لامتناہی خزانہ میسر ہوگا

۷۔ اس وقت دنیا کا ہر ملک مغربی جمہوریت کے ان امریکی اور ان کے اتحادی سیاستدانوں کے ظلمات کے علوم اور اعمال کی گرفت میں مقید ہے۔ اور پوری گلوبل لائف ان کی مہلک اسلحہ سازی اور قتل وغارت کی رینج اور کنٹرول میں ہے۔ دنیا میں امریکی اور اس کے اتحادی دوستی کے روپ میں تعلق کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ سب سے پہلے اس ملک کی بنیادی ضروریات اور ان کی مالی امداد کرنے کا عمل جاری کرتے ہیں۔ مالی امداد مہیا کرنے سے قبل اس ملک میں ان کی ضروریات کا تخمینہ لگانے کے لئے داخل ہوتے ہیں۔ پھر تجارت کے دروازے کھولتے ہیں۔ بس اتنا موقع ملنے پر ان کی تمام دہشت گرد تنظیمیں اس ملک میں ان کے ساتھ ہی داخل ہو جاتی ہیں۔ پھر مرحلہ وائز اس ملک کی سیاست اور اس کی کمزوریوں کو پرکھتے اور اپنے پاؤں پھیلاتے اور جماتے چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کی یہ تنظیمیں اس ملک میں قتل وغارت اور دہشت گردی سے جو حشر اس ملک کا کرتی ہیں۔ وہ کسی سے چھپا نہیں رہتا۔ جس کے یہ دوست بن جاتے ہیں ان کو دشمنوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ عربوں کا حشر دیکھ لو اسرائیل کا وجود ان کے دل میں زخم بنا کر رکھ دیا۔ افغانستان کی مدد کی اور ان سے روس کے ٹکڑے کروائے۔ ان کی لاکھوں جانیں اور ان کی بستیاں تباہ اور نیست ونابود ہو گئیں۔ اس کے بعد افغانستان پر از خود اپنے اتحادیوں کے ساتھ مل کر دنیا کے جدید ترین اسلحہ سے حملہ کیا۔ اور باقی ماندہ افغانستان کو تباہ وبرباد کر دیا اور اس پر قبضہ کرنے کیلئے بیتاب ہے۔ اس اسلامی ملک میں بھی اسلام کے منافی مغربی جمہوریت کے نظریات پر مشتمل حکومت قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ یہی حشر عراق کا کیا۔ عراق پر جدید اسلحہ تیار کرنے کے الزامات لگائے۔ اس ملک کو بلیک لسٹ کر دیا اور بین الاقوامی سطح پر پابندیاں عائد کر دیں۔ کئی بار انسپیکشن ٹیموں پر مشتمل اسلحہ انسپکٹر کو عراق کی فیکٹریوں کو چیک کرنے کیلئے بھیجا۔ لیکن کوئی ثبوت نہ ملا۔ دوسری طرف کویت اور دوسرے عرب ممالک میں ان کی امداد کی غرض سے ان کے ممالک میں اپنی افواج اتار کر ان پر بغیر جنگ کے قبضہ کر لیا۔ اپنی افواج کے اخراجات اور اس کے علاوہ ہر قسم کے اخراجات افواج کے نقل وحرکت اور بھاری تنخواہیں ان سے لیتا چلا آرہا ہے۔ انکی تیل، معدنیات اور وسائل کی تمام کمائی ان سے چھینتا آرہا ہے۔



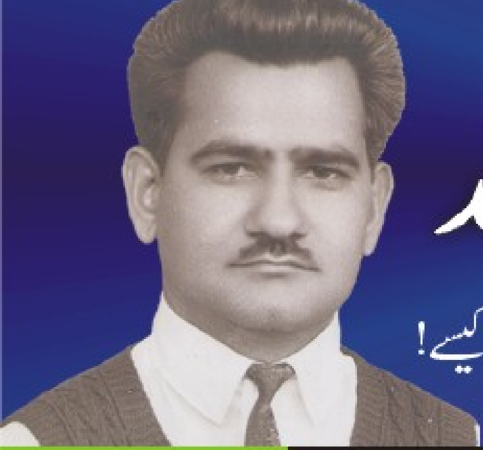
بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لامتناہی خزانہ میسر ہوگا

۸۔ مغربی ممالک اس دور کے جدید تہذیب کے جدید ترین سیاسی فرعونی طرز کے معاشی اور معاشرتی بین الاقوامی دہشت گرد ہیں۔ جو غیر ترقی یافتہ ممالک کی امداد کیلئے فنڈ مہیا کرتے ہیں۔ اپنے معاشی سکالر، اپنے معاشرتی دانشوران ممالک میں داخل کرتے ہیں۔ وہ ایسے ممالک کے تمام بجٹ پر نظر ڈالتے ہی اس کی ساری معیشت کی پوزیشن اور روزمرہ کی یوٹیلٹی کا تخمینہ حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ اس ملک کا تمام معاشی اور معاشرتی نظم ونسق اپنے کنٹرول میں لیتے جاتے ہیں۔ وہ اس ملک کی ڈیمانڈ اور سپلائی پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور ہر قسم کی تجارت کے دروازے ان پر کھل جاتے ہیں۔ کسی بھی وقت بحران پیدا کرنے کا جائزہ لیتے رہتے ہیں۔ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ جو فنڈ یہ مہیا کرتے ہیں ان کا بیشتر حصہ اکثر ان کے مشیروں کی تنخواہوں اور سہولتوں کی نظر ہو جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس ملک کی سیاست میں عمل دخل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ متعلقہ چیدہ چیدہ سرکاری اہم سیاسی لیڈران صدور، وزیر اعظموں کی حکومتوں کو بدلنا اور اپنی پسند کی حکومتیں قائم کرنا ان کی روزمرہ زندگی کا حصہ بنتا جاتا ہے۔ اس کے بعد گورنروں، وزیروں، مشیروں،، انتظامیہ، عدلیہ اور افواج کے اعلیٰ عہدے داروں کا کنٹرول خود بخود ان کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے۔ جب تک کوئی حکمران ان کی مرضی کے مطابق چلتا رہتا ہے۔ اس وقت تک اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ تخت یا تختہ کی تلوار ہر وقت ان کے سر پر لٹکتی رہتی ہے۔ جیسا کہ افغانستان اور عراق کی حکومتوں اور سربراہوں کو اسلحہ کی نوک پر تبدیل کر کے ان ممالک پر اپنے ایجنٹوں کو بٹھا دیا گیا ہے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے تک لاکھوں انسانی جانوں کا قتال کیا گیا۔ لاکھوں کے اعضا فضا میں بکھیرتے رہے۔ اور اذیتناک زخموں سے چور ہوتے رہے۔ خوبصورت بستیاں نیپام بموں، ڈیزی کٹر بموں اور تباہ کن میزائلوں سے خاکستر اور ویران ہوتی رہیں۔ فضائی طاقت کی برتری کی بنا پر یہ دونوں لڑائیاں جیت گئے۔ دونوں ممالک پر قبضہ کر لیا۔ پھر مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کے شکنجے میں عوام کو مقید کرنے میں کوشاں ہیں۔ ان دونوں ممالک کے عوام کا مذہب اسلام ہے۔ مغربی جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے۔ جس کی سرکاری بالادستی سے وہاں کی عوام کے نظریات خود کار طریقہ کار کے مطابق نام محمد دین باقی بچ جاتا ہے۔ لیکن نظریاتی اور عملی طور پر عوام مغربی دانشوروں کے 1857ء کے ایکٹ کے عدل کش نظریات کی انتظامیہ اور عدلیہ کے رشوت، کمیشن، کرپشن اور فحاشی، بے حیائی، بدکاری، زناکاری کے ضابطوں میں مقید ہوتے جاتے ہیں۔ سود کے لعنتی معاشی نظام کا عمل ملک میں جاری ہو جاتا ہے۔ ٹیکس کلچر کے ذریعہ عوام الناس سے انکی روزمرہ زندگی کی بنیادی ضروریات چھین لیتے ہیں۔ وہ ملک اور عوام قرضوں میں غرق ہوتے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طبقاتی تعلیم اور طبقاتی معاشرہ جنم لینے کا عمل بھی جاری ہو جاتا ہے۔ اسلامی نظریات کو عملی طور پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ جمہوریت کے نظریات کی بالادستی سے مسلم امہ پر ایک عظیم سانحہ اور بدترین فتنہ مسلط کر دیا جاتا ہے۔ جو انسانی حقوق کے اعتدال ومساوات اور مسلم امہ کے نظریات کیلئے زہر قاتل ہے۔ انسانیت کو طبقات کے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ مسلم امہ کی وحدت کو توڑ کر سیاسی جماعتوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ مادیت اور اقتدار کی بھوک کی آگ درندگی کی حد تک بڑھاتا جاتا ہے۔ انسان درندہ بن کر معاشی اور معاشرتی بدعملی اور قتال کا عمل جاری کر لیتا ہے۔ جمہوریت کی تعلیم وتربیت فساد فی الارض کی بنیاد ہے۔ جو مسلم امہ کی وحدت کو سیاسی جماعتوں میں بکھیر دیتی ہے۔ دلوں اور ذہنوں میں نفرت اور منافقت کا بیج بوتی ہے۔ حکمران اور انکی افسر شاہی منصف شاہی اور فوج شاہی کے دانشور رشوت، کمیشن، کرپشن اور بے حیائی کی آبیاری کرتے ہیں۔ جھوٹے کیسوں میں لوگ ملوث کئے جاتے ہیں۔ عدالت میں سچ بولنے کی سزا مقدمہ خارج کروانے کے مترادف ہوتا ہے۔ اس ظالم، غاصب نظام حکومت کا عوام کے پاس کوئی تدارک نہیں رہتا، سوائے دینی نظام اور دینی قیادت کے۔ وہ یہ فرعونی اور یزیدی غاصب حکمران اور ان کی انتظامیہ اور عدلیہ کی قوتیں ان غلام ممالک میں نافذ ہونے نہیں دیتیں۔ ان سے نجات پانے کا واحد ذریعہ ایک دیدہ ور قائد اور دینی قیادت، وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اس انقلاب کو روکنا ان کے بس میں نہیں۔ ملاں اور مشائخ جمہوریت کے ہمنوا اور دین کے دشمن بن چکے ہیں۔ دین کا تحفظ حاصل کرنے کی بجائے، دین کو تحفظ دینے کیلئے حکومتوں میں غرق ہوتے جا رہے ہیں۔ کتنے بدنصیب یہ دینی درندے ہیں۔ جو دین کی اقدار کو حکومتی سطح پر روندنے اور مسخ کرنے کے برابر کے مجرم اور گناہگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو راہ ہدایت نصیب کرے آمین۔



بابا جی عنایت اللہ

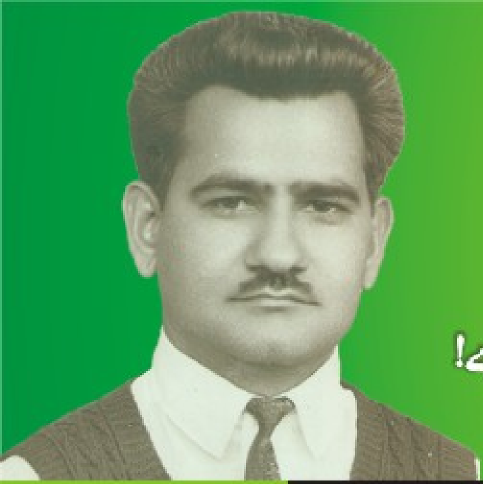


جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لامتناہی خزانہ میسر ہوگا

۹۔ واقع کربلا کیوں پیش آیا۔ اس کے سیاق واسباق کیا تھے۔ اس کی کیا وجوحات تھیں۔ اس کے اسباب کیا تھے۔ جن کی خاطر نواسہء رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ نے اپنے پورے خانوادے اور اپنے پورے عزیز واقارب، ان کے علاوہ اپنے مقبول ومحبوب پیروکاروں جن میں مستورات، بچے، نوجوان اور بوڑھے شامل تھے۔ جنہوں نے جام شہادت نوش کرنے سے پہلے بڑے دکھ، بڑے صدمات اور بڑی اذیتیں برداشت کیں۔ ایک ایک کر کے 72 تن جام شہادت بڑی ہمت وجرائت سے پیتے گئے۔ بچے، بوڑھے پیاس سے تڑپتے اور بھوک سے بلکتے رہے۔ اپنے عزیز واقارب کو ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کرنے کا المیہ اور صدمہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے اور بڑے دکھ اور صبر کیساتھ برداشت کرتے رہے۔ لیکن کوئی اذیت بھی ان کی استقامت کے راستہ میں حائل نہ ہو سکی۔ انہوں نے خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی اور دین محمدی ﷺ کے نفاذ کی خاطر ایک ایسی عظیم قربانی اور شہادت کی مثال قائم کی۔ جو انسانی تاریخ میں روز روشن کی طرح چمکتی اور روشنی پھیلاتی نظر آتی ہے۔ جو صداقت کے کارواں کیلئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کون لوگ ہیں جو ذکر اذکار ان طیب ہستیوں کی شہادتوں کا مساجد اور امام بارگاہوں میں کرتے رہتے ہیں اور عملی زندگی یزید اور اس کے مغربی جمہوریت کے اصول وضوابط کی گذارتے چلے جارہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ زندگی یزید کی گذاریں اور عاقبت عالی مقام حضرت امام حسینؓ کی وصول کریں۔ خدارا اپنے اعمال پر ذرا غور کر لو۔ اہل دل، اہل درد اور اہل بصیرت علما کرام، مشائخ کرام اور ان طیب ہستیوں کے پرستاروں سے ملتجی ہوں کہ وہ حقائق کو سمجھیں، پرکھیں اور منزل کا تعین حقائق کی روشنی میں متعین کریں۔ تاکہ مسلم امہ اور تمام انسانیت کی رہنمائی ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت امام حسینؓ کے مشن کی تکمیل کی توفیق عطا فرماویں۔ امین۔

۱۰۔ ویسے تو راہ حق کے مسافروں نے ہر دور میں حق کی بالادستی کیلئے قربانیاں پیش کیں۔ دنیا میں سب سے پہلے جناب ہابیل نے سچائی اور راستگی کی خاطر اپنی جان کی قربانی پیش کی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے حق وصداقت کی خاطر اپنے بیوی بیٹے اور ظالم اور بے رحم لوگوں کے بے پناہ ظلم اور اذیتیں ایک طویل عرصہ تک برداشت کئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام ایک کڑی اور اذیتناک آزمائش میں سے گذرے۔ حضرت شعیب علیہ السلام بھی اپنی قوم کی سختیاں جھیلتے رہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر قائم رہنے کی بنا پر تند تیز آگ کے شعلوں میں پھینکا گیا۔ اس کے بعد ان کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور ہامان جیسے ظالم اور بے رحم قاتلوں سے واسطہ پڑا رہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی روح القدس طیب ہستی کو قوم فرعون ویہود کے بدترین روح سوز نقادوں کے طعنوں کا نشانہ بننا پڑا۔ یہودی قوم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کے خدائی عمل کا بڑی بری طرح تمسخر اڑاتے اور ان کا جینا حرام کر دیتے۔ اس کے بعد خاتم الانبیا حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کو ایسی قوم سے واسطہ پڑا جو ظلم وتشدد اور اذیتناک مصائب وآلام سے ان کو گذارتے رہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں مردان حق، باطل کی یلغار کا سامنا کرتے رہے۔ دکھ، درد، مصیبتیں اور اذیتیں ان کا مقدر بنتی گئیں مگر وہ بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے اور جانیں نچھاور کر کے مالک حقیقی کی وحدانیت کا پرچم بلند کرتے رہے۔ یا اللہ ان کی امتوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور ہمت عطا فرما۔ امین۔



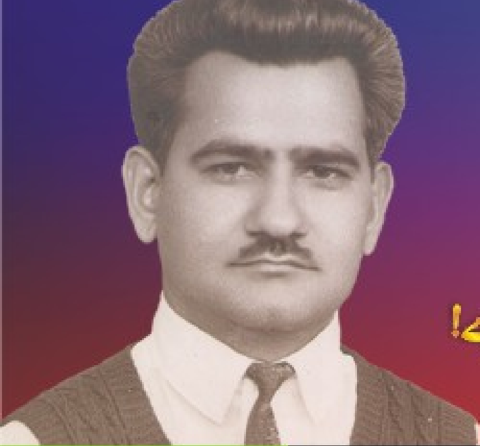


پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لا متناہی خزانہ میسر ہوگا

۱۱۔ ان حق پرستوں کی صف میں عالی مقام جناب حضرت سیدنا امام حسینؓ کا اسم مبارک ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے نہ صرف حقوق العباد کی رہنمائی اور حفاظت فرمائی بلکہ حقوق اللہ کی مرجھائی ہوئی کھیتی کو اپنے خون جگر سے سینچا۔ امام حسینؓ نے دین اسلام کو پنپتے اور ارتقا کی منازل طے کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ خلافت راشدہ کے تمام ادوار کے جملہ واقعات ان کی موجودگی اور نظروں کے سامنے گذرے۔ وہ ان تمام سیاق وسباق اور محرکات کا بغور جائزہ لیتے رہے۔ یزید کا دین کش اور ملوکیتی کردار ان کے سامنے تھا۔ انہوں نے ان تمام حالات وواقعات کو بصیرت کی کسوٹی پر پرکھا اور سمجھا۔ آپ نے دیکھا کہ اسلامی خلافت ملوکیت میں بدلی جا رہی ہے۔ اسلام کی جمہوری روح اور شورائی نظام کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ اسلامی نظام خلافت کا ملوکیت میں تبدیل کرنا کوئی معمولی سانحہ نہ تھا۔ یہ ایک عظیم فتنہ تھا جس کا بیج امت محمدی ﷺ میں بویا جا رہا تھا۔ اس فتنہ کا سدباب یا ختم کرنا وقت کا اہم تقاضا تھا۔ اس دینی مشن کے تدارک کیلئے واقعہ کربلا پیش آیا۔ حضرت امام حسینؓ نے ایک عظیم مقصد کی خاطر اپنا اور اپنے قرابت داروں اور اپنی محبوب ومقبول عزیز واقارب اور پاکیزہ ہستیوں اور اپنے پیاروں کی ۷۲ قیمتی جانوں کی قربانی پیش کی۔ اپنا خون بہایا۔ حق پرستی اور دینی اصولوں کی خاطر انسانیت کو ایک نیا انمول درس دیا۔ یہ جنگ دینی نظریات کی حدود کے تحفظ کی خاطر لڑی گئی۔ یہ جنگ دستور مقدس کے نظام اور سسٹم کو توڑنے والوں کے خلاف لڑی گئی۔ یہ جنگ اسلامی ضابطہ حیات اور نظریات کو توڑنے والوں کے ساتھ لڑی گئی۔ یہ حق وباطل کا معرکہ خیر اور شر کے وارثوں کے درمیان لڑا گیا۔ یہ نور اور ظلمات کی جنگ تھی۔ یہ سانحہ، یہ المیہ، یہ قتال، یہ جنگ ایک ہی امت ایک ہی نبی، ایک ہی رسول ﷺ اور ایک ہی دین کے ماننے والوں کے درمیان رونما ہوا۔ یہ جنگ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کرنے والوں اور ان کے توڑنے والوں کے درمیان لڑی گئی۔ یہ جنگ آج بھی جاری ہے۔ اس شہادت کے واقعہ سے لے کر آج تک اس المیہ پر جتنا ماتم کیا گیا۔ جتنے آنسو بہائے گئے، جتنا اس دردناک واقعہ کو بیان کرنے کیلئے کلام لکھا گیا۔ جتنا کچھ بیان کیا گیا۔ جتنا ان کے ایصال ثواب کے لئے کلام پاک اور درود پاک پڑھا گیا۔ جتنے ختم شریف دلوائے گئے۔ جتنی سبیلیں لگائی گئیں، جتنا اس ماہ محرم کا احترام کیا گیا، جتنا شہادت حسینؓ کا تذکرہ جاری ساری ہے۔ دنیا میں اس کی مثال ملنا ممکن ہی نہیں۔

پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لامتناہی خزانہ میسر ہوگا

۱۲۔ لیکن اس عظیم سانحہ کربلا کے اندر جو دعوت، جو فکر، جو نظریہ، جو نصاب، جو راستہ دین کی حفاظت کے لئے متعین کیا گیا تھا۔ وہ چودہ سو سال گذرنے کے باوجود تشنہ لب، شام غریباں کی طرح بے بسی کی عبرتناک شکل اختیار کئے آج بھی مسلم امہ کے سامنے سراپا سوال بنے کھڑا ہے۔ اور پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ ہے کوئی یزیدی ملوکیتی نظام کو للکارنے والا۔ ہے کوئی دینی نظریات کی بالادستی قائم کرنے والا۔ ہے کوئی مسلم امہ کو ان کی چھینی ہوئی وراثت کو واپس دلانے والا۔ ہے کوئی دستور مقدس کو پاکستان میں بحال کرنے والا۔ ہے کوئی کربلا والوں کے نقش پا کو ڈھونڈنے والا۔ ہے کوئی حقیقی طالب کا طلبگار۔ ہے کوئی اس مشن کو لبیک کہنے والا۔ ہے کوئی ان کے نقش قدم پر چلنے والا۔ ہے کوئی ملوکیت، فرعونیت اور یزیدیت کے فتنہ کو ختم کرنے والا۔ ہے کوئی نفاق اور نفرت کی آگ کو بجھانے والا۔ ہے کوئی انسانیت کے دلوں میں اخوت ومحبت کے چراغ جلانے والا۔ ہے کوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو فرعون اور ہامان کی تعلیمات سے نجات دلانے والا۔ ہے کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو خدمت خلق کا درس یاد کروانے والا، ہے کوئی اخلاقی، روحانی اور جسمانی اذیتوں میں مبتلا انسانیت کو نجات دلانے والا، ہے کوئی بیمار انسانیت کو شفا کی توفیق واپس دلوانے والا۔ ہے کوئی منافقوں، فرعونوں اور یزیدوں سے مذاہب کو نجات دلوانے والا۔ ہے کوئی انسانوں کے بنائے ہوئے مغربی جمہوریت کے باطل، ظالم، غاصب ضابطہ حیات کو مٹانے والا۔ ہے کوئی جمہوریت کے نظریات کی پیغمبران کے نظریات پر بالادستی کو ختم کر کے مذاہب کے نظریات کی سرفرازی واپس دلوانے والا۔ ہے کوئی حضرت موسیٰ کلیم اللہ، حضرت عیسیٰ روح اللہ اور حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کے نظریات، ان کا تعلیمی نصاب، ان کی روحانی تعلیمات، ان کے اخوت ومحبت کے درس، ان کے عدل وانصاف کے ضابطے، ان کے اعتدال ومساوات کے اصول، ان کے شفقت وادب کے راستے، ان کے عفو ودرگذر کے حوصلے، ان کے اسوہ حسنہ کی خیرات کی آسمانی، روحانی اور دینی قوتوں کو پھر سے بحال کرنے اور بروئے کار لانے والا۔ یا اللہ تو رحم فرما۔ تو توفیق عطا فرما۔ تو انسانیت پر اپنا فضل فرما۔ یا اللہ تو انسانیت کو صالح دینی قیادت عطا فرما۔ یا اللہ تو انسانیت کی رہنمائی فرما۔ یا اللہ تو اہل کتاب پیغمبران کی امتوں کے دلوں میں بیداری عطا فرما آمین۔



بابا جی عنایت اللہ

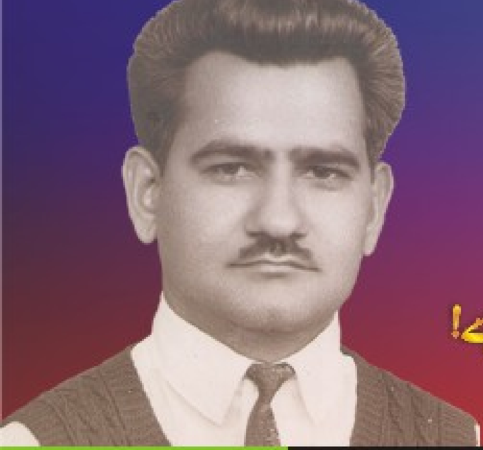


جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لامتناہی خزانہ میسر ہوگا

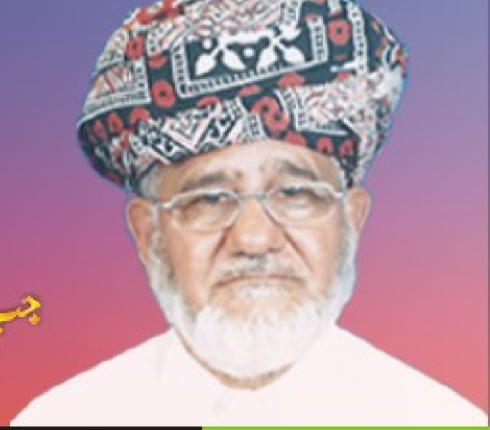
۱۳۔ اگر چہ امام حسینؓ جسمانی طور پر شہید ہو چکے ہیں۔ انہوں نے دین کی پامالی برداشت نہ کی۔ وہ دین حق کی خاطر اپنا تن، من، دھن، دین مبین پر نچھاور کر چکے ہیں۔ وہ ہمیں کلمہ حق پڑھنے کا طریقہ بتا گئے۔ انہوں نے دکھی انسانیت کے تحفظ کی پذیرائی کی۔ اگر اسلام کو سربلند اور اس کے وقار کو قائم رکھنا ہے۔ تو دین کے نفاذ اور اس کی سرکاری بالادستی کو ملک میں قائم کرنا ہوگا۔ اور ان کے درس کو دہرانا ہوگا۔ انسانی زندگی فرعونی، ملوکیتی، یزیدی سامراج کے زیر اثر ہے۔ کتاب وسنت کے قوانین اور نظریات ملک میں منسوخ اور معطل ہیں۔ اسلام کے نظام عدل کو ختم کر دیا گیا ہے۔ ملک میں ملوکیت اور آمریت قائم ہے۔ حق کی قوت ختم ہو چکی ہے۔ ملک میں قتل وغارت، خوف وہراس اور انارکی پھیل چکی ہے۔ اسلام دشمن قوتیں اور طاقتیں اسلامی تشخص ملک میں مسخ کر چکی ہیں۔ ملک میں دینی قتال، معاشی قتال، انسانی قتال جاری تھا اور ابھی بھی جاری ہے۔ ملک وملت کے جسد کے جمہوریت کے مہلک کینسر کو صرف دین کے نظریات کی بالادستی ہی ختم کر سکتی ہے۔ یا اللہ ہمیں اہل بصیرت دیندار صالح قائد اور دینی قیادت عطا فرما۔ امین۔

۱۴۔ اس ملت اور اس ملک کا المیہ یہ ہے۔ کہ 1947ء سے جب پاکستان معرض وجود میں آیا۔ انگریز اس ملک کو چھوڑ گئے۔ لیکن ایک فاتح قوم کا ایک غلام قوم پر رائج اور مسلط کیا ہوا مغربی جمہوریت پر مشتمل ضابطہ حیات۔ اس کا طریقہ کار، اس کی افسر شاہی، منصف شاہی اور فوج شاہی، اس کے قوانین اور ضوابط، اس کے طبقاتی تعلیمی ادارے، اس کا طبقاتی معاشی نظام اور تفاوتی معاشرتی سسٹم جوں کا توں جاری رہا۔ جو من وعن آج بھی پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ ملک اور قوم پر مسلط ہے۔ اس نظریاتی ملت مرحومہ پر جو جمہوریت کے نظریات اور سیاسی نظام انگریز ایک غلام قوم پر اپنی بالادستی قائم رکھنے کیلئے مسلط کر گیا ہے۔ اس نظام کے تحت جو سیاستدان، جو سیاسی حکمران اور جو فوجی حکمران اس ملک پر حکومت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ اس نظام اور اس کی سرکاری مشینری افسر شاہی، فوج شاہی اور منصف شاہی کے شکنجوں میں جکڑے جاتے ہیں۔ وہ اور عوام جمہوریت کے باطل قوانین و ضوابط کے پھندوں سے لٹکے، سسک سسک اور بلک بلک کر جیتے اور مرتے رہتے ہیں۔ جمہوریت کے پیروکاروں نے چودہ کروڑ انسانوں کو معاشی اور معاشرتی ابتری کا ایندھن بنا رکھا ہے۔ جمہوریت کی سرکاری مشینری افسر شاہی فوج شاہی اور منصف شاہی عدل کشی کے ضابطوں سے ملک وملت کو عدم استحکام اور تباہی کی طرف دھکیلتی جا رہی ہے۔ پوری ملت کا کردار رشوت، کمیشن، کرپشن اور عدل کشی کی چتا میں جھونک دیا گیا ہے۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



پیغمبران کے نظریات کی تعلیمات کے چراغ روشن کرو۔ انسانیت کو امن وسکون اور مہر ومحبت کا لا متناہی خزانہ میسر ہوگا

ستر فیصد کسان اور انتیس فیصد مزدور، محنت کش، ہنرمند اور عوام الناس پیٹ کی آگ بجھانے میں مبتلا اور دوسری طرف ان کے یہ سرکاری ملازم **ملک** کا خزانہ چاٹنے میں مصروف ۔عوام بھوکے مریں اور خودکشیاں اور خودسوزیاں کرتے پھریں ۔اور ان کے یہ ملازم شیش محلوں میں عیاشانہ زندگی گذاریں ۔اب یہ غلامانہ غیر عادلانہ نظام اس ملت پر مزید مسلط نہیں رہ سکتا۔ **ملک** وملت کو مزید اس آگ کا ایندھن نہیں بنایا جاسکتا۔ **ملک** اس تفاوتی انارکی اور عدم استحکام کی حالت برداشت نہیں کرسکتا۔ دوسری طرف بیرونی طاقتیں اس انارکی اور خلفشار کا پورا فائدہ اٹھاتی ہیں ۔فرعونی، یزیدی اور ملوکیتی نظام ملت او **ملک** کو نگلتا جارہا ہے۔مغربی جمہوریت کی بالا دستی مذہب کے نظریات، اس کی تعلیم وتربیت، اس کا طرز حیات، اس کی اخلاقی اقدار، اس کا معاشی نظام، اس کا معاشرتی سسٹم، اس کا نظام عدل اور اس کا تہذیبی کلچر مفلوج کرچکی ہے ۔جمہوریت کی بالادستی سے تمام مذاہب کی تعلیمات اور ان کی الہامی اقدار کو نجات دلوانا ۔پوری انسانیت کے ساتھ بھلائی کا ایک عظیم کارنامہ ہوگا۔ کیا آپ اسلامی خلافت کو ملوکیت میں بدلنا چاہتے ہیں ۔کیا آپ اسلام کی جمہوری روح اور اسلامی شورائی نظام کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم کرنا چاہتے ہیں ۔آپ فیصلہ خود کریں گے کہ آپ شہدائے کربلا اور امام حسینؑ کے دین کے شورائی نظام کا ساتھ دے رہے ہیں یا یزید کا یا اس کے ملوکیتی نظام کا۔ کیا آپ ذکر امام حسینؑ اور ماتم امام حسینؑ ہی کا ذکر واذکار کرتے رہیں گے یا ان کے مشن کی طرف بھی توجہ دیں گے۔ کیا آپ ان کے نقش قدم پر چل کر دینی نظریات کے تحفظ اور ان کی بالادستی کے لئے اپنا کردار ادا نہ کریں گے۔ کیا مقصد شہادت کو ان رائج کردہ عقیدت ومحبت کی روایات میں ہی گم کرتے جائیں گے ۔کیا پاکستان میں ہی مسلمانوں پر دین کی بالادستی قائم کرنے اور ان کے کردار کی پیروی کرنے سے گریز کرتے جائیں گے ۔کیا جسد ملت سے دین کی روحانی اور الہامی تعلیمات کے نشتر سے اس دور کی جمہوریت کی باطل، غاصب تعلیمات کا فاسد یزیدی خون نکالا اور ختم نہیں کیا جاسکتا۔ کیا مسلم امہ کی نسلوں کو پھر صداقت کا سبق اور پھر شجاعت کا سبق اور پھر امانت ودیانت کا بھولا سبق یاد نہیں کروایا جاسکتا۔ یاد رکھو۔اس مملکت پاکستان میں اسلامی قائد اور اسلامی قیادت ہی ملت اور پوری انسانیت کو سچائی کی قوتیں، اعتدال ومساوات، ادب ومحبت، عدل وانصاف کو متعارف کرواسکتا ہے۔اور ان کی شمع روشن کرسکتا ہے۔ اور مذہبی ربانی حکمتیں تہذیب حاضر کو مہیا کرسکتا ہے۔ دنیا کو امن کا گہوارہ اور اخوت ومحبت کی خوشبو سے اس دنیا کے چمن کو معطر اور مشفق بنا سکتا ہے۔ یا اللہ اپنے بندوں کو ایک مرکز پر اکٹھے ہونے اور اس کار خیر کو سرانجام دینے کی قوت عطا فرما۔ آمین۔



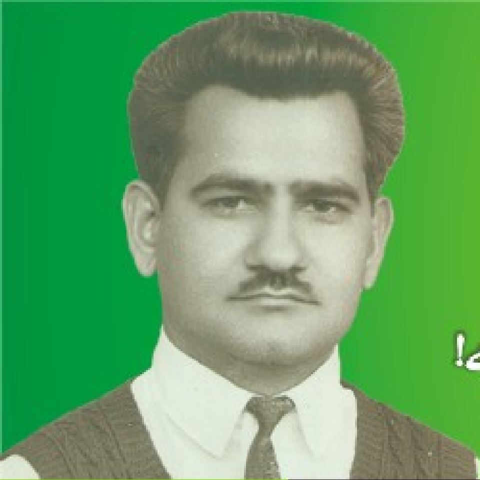


جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی۔ نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

ا۔ دنیائے عالم کے مذاہب ایک بہت بڑے دردناک اور عبرتناک المیہ سے دوچار ہیں۔ تمام مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے لاڈلے پیغمبران کی پیاری امتیں ہیں۔ ان کی مذہبی تعلیمات، ان کی مذہبی اقدار، ان کا مذہبی ضابطہ حیات، ان کا مذہبی تہذیب وتمدن، ان کا مذہبی معاشی نظام، ان کا مذہبی معاشرتی نظام، ان کے ازدواجی زندگی کے ضابطے، ان کے اخلاق و کردار کے اصول، ان کے رشد و ہدائت کے راستے، ان کے مذہبی نظریات اور ان کی تعلیمی درسگاہوں کی اہمیت، فوقیت اور تربیت کو حکمران حکومتی سطح پر منسوخ اور پس پشت ڈال کر ان کو نظر انداز کرتے جا رہے ہیں۔ ملکی، ملی اور معاشرتی سطح پر تمام مذاہب پرست امتوں کے حکمرانوں نے مذاہب کی سرفرازی ختم کردی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے پیغمبران کی مساوات اور اخوت کی چٹائی پر بیٹھنے، ان کے الفت ومحبت کے جام پینے، ان کے خدمت وادب کے راستے ہموار کرنے، ان کے بھلائی اور خیر خواہی کے تبرک تقسیم کرنے، ان کے نفرت اور نفاق کی آگ کو بجھانے، ان کی انسانیت دوستی کے ذریعہ دلوں کو راحت اور روحوں کو سکون عطا کرنے، بھوکوں کو کھانا کھلانے، پیاسوں کی پیاس بجھانے اور مخلوق خدا کے دکھوں کا مداوا، دردوں کا علاج، مصیبتوں کو دور کرنے میں معاونت، اذیتوں میں کمی، زخموں پر مرہم اور ناگہانی آفات وبلیات کو ختم کرنے کے اعمال ہی انسانی فلاح اور عبادت کے پیغمبران کے بتائے ہوئے طیب راستے تھے۔ جن کے ذریعے انسان انسانوں کے دلوں اور روحوں میں اترتے اور ایک دوسرے کی قربتوں سے لطف اندوز ہوتے جاتے۔ اس گلستان حیات اور فانی سرائے میں انسانی کردار اور اسوہ حسنہ کے بہترین اعمال انسانوں کے دلوں میں مختلف محبتوں کی خوشبوئیں پھیلاتے۔ ان مذاہب کے گلستانوں میں کہیں رات کی رانی، کہیں چنبیلی، کہیں موتیا اور کہیں گلاب کے پھولوں کی روحانی، الہامی، آسمانی خوشبوئیں اس جہان رنگ وبو میں پھیلاتے۔ پیغمبران نے جو تہذیب بھی تیار کی نہ وہ درندوں اور وحشیوں کی تہذیب تھی۔ اور نہ ہی انسانیت کے دشمنوں کی۔ ان کے اصول وضوابط انسانی فلاح اور بہبود کے ضامن ہیں۔ ان کی تعلیمات ظلمات کو دور کرتی اور نور کو پھیلاتی ہیں۔ ان کے قوانین ظلم وجبر کو پاش پاش کرتے اور عدل وانصاف کو قائم کرتے ہیں۔ خدا کی دھرتی پر اس کی خدائی کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔ اعتدال ومساوات کے الفاظ کی حرمت کی حفاظت کرتے ہیں۔ صبر وتحمل کی تاکید کرتے ہیں۔ عفو ودرگذر کا سبق سکھاتے ہیں۔ توحید پرستی کا درس دیتے اور شرک کو ختم کرتے ہیں۔ اخوت ومحبت کی مے پلاتے ہیں۔ امانت ودیانت کی قندیلیں روشن کرتے ہیں۔ معاشی اور معاشرتی اقدار کو تحفظ فراہم کرتے اور ان کی پاسداری کرتے ہیں۔ نفرتوں اور نفاق کا قلع قمع کرتے ہیں۔ ازدواجی زندگی کے تقدس کا سبق سکھاتے اور انسانی نسل کی آفرینش کا خدائی نظام سمجھاتے ہیں۔ ماں باپ کو شفقت ومحبت اور اولاد کو ادب وخدمت کے طیب جذبوں سے سرشار کرتے ہیں۔ ماں باپ، بہن بھائی، دادی دادا، نانی نانا، خالہ خالو، پھوپھا پھوپھی، آسمانی اور انسانی رشتوں کا احترام وعزت کا علم سکھاتے ہیں۔ انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک کا گیان عطا کرتے ہیں۔ جس سے معاشرے کی حسین وجمیل عمارت کی تکمیل کا عمل جاری ہوتا ہے۔

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالا دستی۔ نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

۲۔ داؤد علیہ السلام کی زبور شریف ہو یا کلیم اللہ کی توریت شریف ہو، روح القدس کی انجیل مقدس ہو یا محمد الرسول اللہ ﷺ کا قرآن شریف ہو۔ ان دین ابراہیمی علیہ السلام کے آسمانی صحیفوں پر مشتمل نظریات، ان کی توحید پرستی کی نورانی تعلیمات، ان کے رشدوہدائیت کے راستوں، ان کے عبادات کے طریقوں، ان کے خیروشر کے اصولوں، ان کی خیروسلامتی کی تعلیم، ان کی صبروتوکل کی تعلیم، ان کی حق وصداقت کی تعلیم، ان کی خدمت وادب کی تعلیم، انکی شفقت ومحبت کی تعلیم، انکی غوروفکر کی تعلیم، ان کی مخلوق خدا یا کنبہ خدا کا ایک دوسرے سے مل جل کر رہنے کا علم، ان کی یتیموں، غریبوں، مفلوجوں، مسکینوں، بیروزگاروں اور مستحق عوام الناس کی ادب وامداد کی تعلیم، ان کی اخوت ومحبت کی تعلیم، ان کی دنیا کی بے ثباتی کی تعلیم، ان کی دنیا اور آخرت کی تعلیم، ان کے نیکی اور بدی کے راستہ کی تعلیم، ان تمام انبیا کو تسلیم کرنے کی تعلیم، ان کی الہامی کتابوں پر ایمان لانے کی تعلیم، ان پر ہر نماز میں درود ابراہیمی بھیجنے کی تعلیم، انکی انسانیت کی عزت واحترام کی تعلیم، ان کی اتفاق کی نشوونما کی تعلیم، رشتہ داروں اور ماں باپ کے عزت واحترام کی تعلیم، اولاد کی پرورش کی تعلیم، معاشرے کے الہامی ضابطہ حیات کی تعلیم وتربیت کے مطابق مذہبی اخلاق وکردار، اعتدال ومساوات، عدل وانصاف، امانت ودیانت، حق وصداقت اور جرات و شجاعت کی تعلیم، ان کی ازدواجی زندگی گذارنے اور معاشرے کی تشکیل کرنے کی تعلیم، اسلامی تہذیب وتمدن تیار کرنا، مذہبی عبادات، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا فریضہ ادا کرنے کی تعلیم۔ جس سے انسان انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی تک کے مذہبی اصول وضوابط کی روشنی میں اخلاق وکردار کی نشوونما پاتا اور ترقی کی منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسا ملک نظریاتی مذہبی ریاست کہلاتا ہے۔ اور ایسی امت مذہبی امت کہلاتی ہے۔ ایسے ملک وملت کا سرکاری نظام چلانے کیلئے ایسے قائد کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو مذہب کی تعلیمات سے آشنا ہو اور اخلاقی طور پر بہترین انسان ہو۔ مذہب کے قریب ترین ہو اور دینی کردار کا وارث ہو۔ اعلیٰ فکری صلاحیتوں کا مالک ہو اور نظریاتی حدود وقیود سے آگاہ ہو۔ سادہ اور مختصر ضروریات اور قناعت پسندی کے عمل کا علمبردار ہو۔ ایسے لوگ کائناتی مکتبہ فکر میں اپنا مخصوص رول ادا کر کے ایک مخصوص مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ فکری عظمت کا چراغ جب تک کوئی دیدہ ور، صاحب بصیرت، فقیر دوست، محسن انسانیت نہ جلائے۔ اس وقت تک امتیازی حثیت تک رسائی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور اس وقت تک خصوصی اخلاق وکردار کی کرنیں انسانی دلوں میں روحانی روشنی منور نہیں کرسکتیں۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالا دستی نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

۳۔ مسلم امہ کیلئے تمام پیغمبران قابل صد احترام اور قابل ستائش ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں یا ان کی اولاد، حضرت اسحٰق علیہ السلام یا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام ہوں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں یا حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ ہوں۔ یاد رکھو۔۔۔ محمد الرسول اللہ ﷺ کی امت کی نماز اس وقت تک بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوتی جب تک وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر درود شریف نہ بھیجیں۔ یا ان کی امتوں کو محبت و ادب اور عزت و احترام سے پیش نہ آئیں۔ اسلام میں بغیر کسی جواز کے کسی کو برا بھلا کہنا یا کسی کی عزت و احترام میں فرق ڈالنا یا بے حرمتی کرنا اسلام کے نزدیک صرف نامناسب عمل ہی نہیں بلکہ ایک گناہ سمجھا جاتا ہے۔ ویسے بھی فطرتی طور پر ہر فرد اپنے آباؤ اجداد کی عزت و احترام کرتا ہے۔ اور نہ ہی ان کے آداب بجالانے میں کوئی کسر چھوڑتا ہے۔ تمام مذاہب کی بنیاد توحید پرستی کے ایک محور اور ایک ہی نقطہ پر قائم ہے۔ آل ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل کتاب پیغمبران کی شان و عظمت دنیائے پیغمبران میں ایک الگ تھلگ عظیم مقام رکھتی ہیں۔ یہ تمام پیغمبران ایک ہی لڑی کے موتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی الہامی مقدس کتابوں زبور شریف، توریت شریف، انجیل شریف اور قرآن شریف جیسے متبرک اور مقدس نسخوں کے وارث ہیں۔ جو اپنے اپنے ادوار میں یکے بعد دیگرے انسانیت کی فلاح اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ ان پر نازل فرماتے رہے۔ ان پیغمبران کی امتوں میں سے یہ کوئی بھی اعتراض نہیں کر سکتا کہ ان کے پیشرو پیغمبران کے بتائے ہوئے ضابطہ حیات یا ان کے نظریات یا ان کی تعلیمات یا انکے بنیادی اصول و ضوابط ایک دوسرے کے متضاد تھے۔ جب تک کوئی امت ان پر کاربند رہی تو کام بہترین چلتا رہا۔ مخلوق خدا مذہب کی طرف راغب اور منسلک ہوتی رہتی۔ دنیا امن کا گہوارا اور اخوت و محبت کا مسکن بنا رہتا۔ جب ان کی امتیں ان کی تعلیمات سے منحرف ہوتی گئیں۔ تو نئی مقدس کتابوں کا نزول ہوتا رہا۔ بالآخر انسانیت پر آخری مقدس کتاب قرآن شریف آخری نبی الزماں حضرت محمد مصطفٰے ﷺ پر نازل ہوئی۔ جو پہلی تمام کتابوں کی اور پیغمبران کی تصدیق کرتی ہے۔ بدقسمتی سے تمام مذاہب کی تعلیمات دنیا کے تمام ممالک میں سرکاری سطح پر منسوخ ہو چکی ہیں۔ اس وقت تمام پیغمبران کی تمام امتیں ایک ہولناک اور عبرتناک سانحہ سے دوچار ہو چکی ہیں۔ ان کے نظریات، ان کی تعلیمات، ان کے بنیادی اعتقاد اور ضابطہ حیات کو سرکاری سطح پر ان کے ممالک اور ان کی امتوں پر یک قلم منسوخ اور مسترد کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے مذہبی اور دینی نظریات پر مشتمل مکتبہ فکر کو معبد، کلیسا اور مسجد کی عبادت گاہوں کی سلاخوں میں مقید کر دیا گیا ہے۔



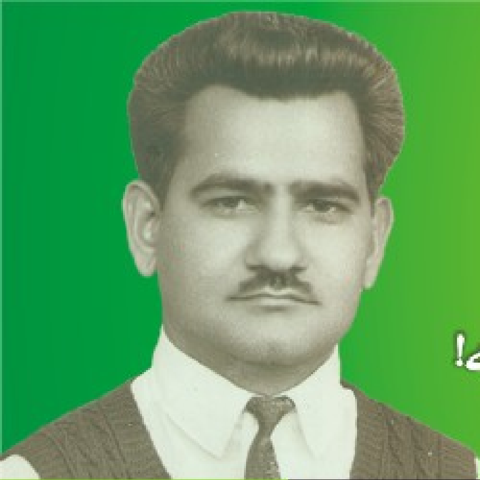
بابا جی عنایت اللہ



جب دامنِ دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی۔ نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

اسکے برعکس انسانی عقل وشعور کا تیار کردہ قوانین وضوابط پر مشتمل فرعونی جمہوریت کا پھندا، ان امتوں کے گلے میں ڈال کر کس دیا گیا ہے۔ مذہب اور دین کے فکری عظمت کے چراغ بجھتے جا رہے ہیں۔ انسانوں کا تخلیق کردہ مغربی جمہوریت کے اسمبلی ممبران کے نظریات کی بالادستی اور سرکاری سرفرازی کی بنا پر مذاہب کی امتیازی حیثیت دم توڑتی اور ختم ہوتی جا رہی ہے۔ سیاسی دانشوروں کی عقلی شیطانی قوتیں اجتماعی فساد اور انسانی قتال کا مرثیہ لکھتی جا رہی ہیں۔ یہ فرعونی یزیدی حکمران سیاسی قوتیں مذہبی، دینی نظریات اور اخلاق کے ساتھ رشتہ توڑ چکی ہیں۔ مادیت کے حصول کی آگ کے جہنم میں انسانیت جلتی اور جھلستی جا رہی ہے۔ جسمانی حسن عریانیت کی منازل طے کر چکا ہے۔ جنسی بے راہ روی اور بے حیائی کو سرکاری تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ ازدواجی زندگی دم توڑتی جا رہی ہے۔ خاندان کی بنیاد کو جنسی بے راہ روی کی آگ میں جھونک دیا گیا ہے۔ رشتوں کی آسمانی، الہامی اور روحانی محبتوں بھری لطیف خوشبو مفقود ہوتی جا رہی ہے۔ مذہبی معاشرے کی حسین وجمیل اور دلکش عمارت بڑی تیزی سے ریزہ ریزہ ہوتی جا رہی ہے۔ ازلی ابدی رشتوں کا تقدس روندا جا رہا ہے۔ مغربی تہذیب میں مرد وزن کا ملاپ عام ہو چکا ہے۔ جمہوریت کے سائے تلے یورپی تہذیب لادنیت اور اخلاقی، روحانی تباہی کی سرحدوں میں داخل ہوتی جا رہی ہے۔ پیغمبران کے الہامی نظریات اور تعلیمات کو سرکاری سطح پر پس پشت ڈال کر عیسائیت کی روح معاشرے کے جسد سے نکال لی گئی ہے۔ اسکی جگہ سیاسی دانشوروں کے جمہوریت کے نظریات اور انکی تعلیمات کو سرکاری برتری دے کر مذاہب کے ارتقائی عمل کو نہ صرف روک دیا گیا ہے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے زوال سے دوچار کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے مذہبی اور روحانی تہذیب دم توڑتی جا رہی ہے۔ ان کے مذہبی، روحانی پیشوا اور مذہبی رجحانات کے لوگ حکمرانوں کی سرکاری بالادستی کی گرفت میں بری طرح پھنس کر بے بس ہو چکے ہیں۔ جمہوریت کے فرعونی حکمرانوں نے مغربی میڈیا اور تمام ذرائع ابلاغ کو عیسائیت کی تعلیمات، عیسائیت کے ضابطہ حیات، عیسائیت کے نظریات، عیسائیت کے اخلاقیات، عیسائیت کی عبادات، عیسائیت کے انسانیت کے دلوں کو تسخیر کرنے والے خدمت خلق کے اصول، عیسائیت کے عدل وانصاف، امانت ودیانت، اخوت ومحبت، اعتدال ومساوات اور عیسائیت کے تمام فلاحی اور رفاعی نصب العین کی اصل روح کو مسخ کر کے عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت کے تمام فلاحی دروازے انسانیت پر مکمل بند کئے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے انکا مذہب زوال کی منزل پر گامزن کر دیا گیا ہے۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اوراس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

انسانی بستیوں سے اخوت ومحبت اور ادب وخدمت اور انسانیت دوست انسانوں کے روح پرور کرداروں کا گذر بند کر دیا گیا ہے۔اسکی جگہ جمہوریت کے فرعونی اور یزیدی نصب العین کے حکمران قائدین نے دنیا بھر میں عدل وانصاف کو کچل رکھا ہے۔نفرت،نفاق اور قتال کا عمل جاری کرر کھا ہے۔

الف۔ ان حقائق کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کہ بین الاقوامی طاقتیں مسلم ممالک افغانستان اور عراق پر ریاستی دہشت گردی کا عمل مسلط کر کے انسانیت کو اسکا ایندھن بنائے جا رہے ہیں۔ دنیائے عالم ایٹم بموں کی یلغار میں محبوس ہوتی جارہی ہے۔افغانستان اور عراق جیسے کمزور اور غیر ترقی یافتہ ممالک پر بلا جواز جنگ مسلط کی۔تمام بے ضمیر مغربی اتحادی ممالک کے حکمرانوں نے ملکر ہم مشورہ اور ہم صلاح ہوکر جدید ترین اسلحہ کے انبار اکٹھے کر کے ڈیزی کٹر بموں،کروز میزائلوں،گیس بموں،جراثیمی بموں،نائٹروجن بموں اور ہر قسم کے مہلک ہتھیاروں کی بارشیں کرتے چلے آرہے ہیں۔ بیگناہ مخلوق خدا، بیگناہ انسانوں،نوجوانوں،معصوم بچوں،بوڑھوں اور بے ضرر مستورات کا قتال کرتے اور بیشمار انسانی اعضا فضا میں بکھیرتے چلے آرہے ہیں۔اس کے علاوہ انکی بستیوں کو خاکستر اور شہروں کو کھنڈرات میں بدلتے چلے جارہے ہیں۔القاعدہ کے نام کی تیار کردہ خودساختہ تنظیم کو دہشت گرد قرار دیکر ان ممالک کے نوجوانوں کو پکڑ کر انکا کھلے عام قتال کرنے میں مصروف عمل ہیں۔عراق کے سائنس کے پروفیسروں کو چن چن کر ختم کر دیا ہے۔قیدیوں کو ظلم وستم، بے پناہ تشدد اور اذیتوں سے گذار کر انکا قتال بڑی بے دردی سے کیا جارہا ہے۔مغربی اتحادی ممالک دنیا کی تمام مظلوم عوام کو ایک مرکز پر اکٹھا ہونے کی دعوت دے چکے ہیں۔انہوں نے دنیا کے امن کو آگ لگا دی ہے۔عوام جرمن کے ہوں یا جاپان کے،روس کے ہوں یا بارہ روسی ریاستوں کے،ایران کے ہوں یا اسرائیل کے۔افغانستان کے ہوں یا عراق کے۔کشمیر کے ہوں یا شمالی کوریا کے۔یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ ان ممالک پر یہ اپنی مرضی کے حکمران مسلط کر سکیں۔لیکن اسکے باوجود انکے عوام ان بین الاقوامی مغربی دہشت گردوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔وقت کی ضرورت کے مطابق وہ بھی ایسا اسلحہ تیار کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرینگے۔جو ان اتحادیوں کے ایٹمی پلانٹوں،انکے جدید اسلحہ ساز کارخانوں،انکے بجلی گھروں کو تباہ اور اسی طرح انکی دکھتی رگوں کو نشتر لگاتے رہیں گے۔وہ ایٹم بم تو شائد نہ بنا سکیں۔لیکن یہ ان کے لئے کوئی مشکل نہیں کہ وہ خودکش حملہ آوروں کی تعداد اور خودکش حملوں کا سلسلہ پوری دنیا میں پھیلا دیں۔یہ کب تک انسانی فصلیں کاٹتے اور کٹواتے رہیں گے۔یہ دہشت گرد کب تک ان خودکش حملہ آوروں کو فرعون کی طرح گھر گھر،بستی بستی،شہر شہر اور ملک ملک ڈھونڈتے اور قتال جاری رکھیں گے۔

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

یہ کب تک اپنی افواج کی لاشوں کی اصل تعداد اپنی عوام سے چھپاتے رہیں گے۔ پوری دنیا میں انہوں نے دہشت گردی کے لغتی معنی بدل کر رکھ دیئے ہیں۔ قاتل کو مقتول اور مقتول کو قاتل کہنے والے ممالک کے لکھاریوں اور میڈیا کے ورکروں کو کلمہ حق کہنے کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ گلوبل لائف میں سچائی اور حق وصداقت کا علم بلند کرنا ہوگا۔ انکی عوام، انکے مذہبی پیشواؤں اور انکے اہل بصیرت انسانیت دوست انسانوں کا فرض بنتا ہے۔ کہ وہ ان ظالم، غاصب انسانیت کش شکل میں نمرود، فرعون، یزید کے جمہوریت کے ضابطہ حیات، اسکے نظریات، اسکی تعلیمات اور اسکے تعلیمی اداروں کے دور حاضر کے شاہکار دانشوروں کے تیار کردہ ملی تشخص کا موازنہ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ روح القدس علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ کے ضابطہ حیات، انکے نظریات، انکی روحانی، الہامی تعلیمات اور انکے معبد، کلیسا، مساجد جیسے مقدس تعلیمی درسگاہوں کے تیار کردہ ملی تشخص سے کریں تو یہ بات بڑے واضح طور پر کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ کہ جمہوریت کا تیار کردہ تشخص اور مذاہب کا تیار کردہ تشخص ایک دوسرے کے متضاد اور ایک دوسرے کی ضدیں ہیں۔ مذہب ادب، محبت، خدمت، خدا ترسی، رحم اور دنیا کی بے ثباتی کا درس دیتا ہے۔ مخلوق خدا کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش کردار تیار کرتا ہے۔ جب تک عیسیٰ علیہ السلام کی تربیت گاہیں مذہبی کردار تیار کرتی رہیں۔ تو وہ اپنے حسن سلوک کی وجہ سے دنیا میں پھیلتے چلے گئے۔ خیر کے داعی دلوں کو تسخیر کرتے چلے گئے۔ انہوں نے دنیا کو امن وسکون کی آماجگاہ بنا دیا۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے منافقوں نے مذہب کو پس پشت ڈال دیا اور اسکی جگہ جمہوریت کی بالادستی کو سرکاری طور پر اپنے اپنے ممالک پر مسلط کر دیا۔ جو مذہب کے ضابطہ حیات، نظریات، اسکے تعلیمی نصاب اسکی تعلیم وتربیت اور اسکے تعلیمی اداروں اور اسکے مذہبی کرداروں کو نگل گیا۔ مذہب کو گرجا وکلیسا اور مساجد میں پابند اور مقید کر دیا۔ اور یہودی، عیسائی اور مسلم ممالک پر جمہوریت، اسکے نظریات، اسکا تعلیمی نصاب، اسکی تعلیم وتربیت اور اسکے تعلیمی ادارے سکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں جمہوریت کا ایک انوکھا تشخص تیار کرنے میں مصروف ہوگئیں۔ یہودیت، عیسائیت اور امت محمدی ﷺ اور دنیائے عالم جمہوریت کے سیاسی دانشوروں کے نظریات میں گم ہوتی چلی گئی۔ یہ حکمران پوری دنیا میں جنگ کی آگ کے شعلے بھڑکا چکے ہیں۔ یہودیت، عیسائیت اور مسلم امہ کے مذہبی پیشواؤں کے لئے ایک عظیم لمحہ فکریہ ہے۔ کہ وہ مذہب کے نظریات، اسکی تعلیمات اور اسکے تعلیمی اداروں کی سرکاری بالادستی اپنے اپنے ممالک میں نافذ کریں۔ تاکہ روح القدس کے نظریات کی نورانی کرنیں انسانوں کے دلوں میں روشن کر کے جمہوریت کے نظریات کے سیاہ اندھیروں سے عیسائیت کے ماننے والوں کو نجات دلائی جاسکے۔ امین



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی۔نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

۴۔ عیسائی مذہب کے سیاسی اور فرعونی حکمرانوں کے کارواں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر اور ان کی تعلیمات کو مسخ کر کے عوام الناس کو عیسائیت سے بیزار، متنفر اور دور کر دیا ہے۔یہ مذہب کش اور دین کش مادیت اور اقتدار کے حصول کو بھڑکانے والی آگ پر مشتمل جمہوریت کا کینسر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے فرعونی نسل کے مادہ پرست مغربی دانشوروں اور سکالروں کی ایجاد ہے۔جمہوریت کے فرعونی کلچر اور بے دین طرز حکومت اور باطل نظریات کے مغربی فرعونی علمبرداروں نے دنیا کے پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ ممالک پر جمہوریت کے نظریات پر مشتمل قوانین کی بالادستی قبول کرنے کا پابند بنا رکھا ہے۔پاکستان بھی مادیت اور اقتدار کے حصول کو بھڑکانے والی آگ پر مشتمل جمہوریت کے نظریات کی زد اور ان کے فحاشی، بے حیائی، بدکاری، زناکاری کے مخلوط کلچر کے زیر اثر ہے۔اس ملک کا نظام اور سسٹم غلامانہ ملحدانہ اور مادہ پرستی کی بنیادوں پر مغرب کے زیر نگرانی استوار ہوتا چلا آرہا ہے۔ملت کی دولت، ملک کے خزانے، ملک کے تمام وسائل پر چند فرعونی نسل کے غاصب آمروں کا قبضہ ہے۔پاکستان ایک اسلامی ملک ہونے کے باوجود آج تک تمام سیاسی اور فوجی حکمران اس ملک کے چودہ کروڑ ملت اسلامیہ کی نسلوں کو غیر اسلامی تعلیم، غیر اسلامی تعلیمی نصاب، غیر اسلامی انتظامیہ کی تعلیم و تربیت، غیر اسلامی عدلیہ کی تعلیم و تربیت، غیر اسلامی سودی معاشی نظام، غیر اسلامی طبقاتی تعلیمی نصاب، غیر اسلامی مخلوط معاشرہ، غیر اسلامی طرز حیات کو مسلط کر کے بے دین مغربی جمہوریت کے معاشرے کی نشوونما کرتے چلے آرہے ہیں۔ملت اسلامیہ کو مغربی جمہوریت کے فرعونی طبقاتی معاشی اور معاشرتی کینسر نے اس کے اخلاق و کردار کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔اس جدید فرعونی جہالت کی سرکاری بالادستی اور ان کے کردار نے دین کے ارتقائی عمل کو مفلوج کر کے لاعلاج بنا رکھا ہے۔ملت کو غیر دینی قانونی جرائم کے کلچر کی چتا میں جھونک رکھا ہے۔مغربی تہذیب کی اقدار کا فروغ ملک میں جاری ساری ہے۔چودہ کروڑ مسلمانان پاکستان غیر اسلامی نظریات پر مشتمل باطل جمہوریت کے نظام کا ایندھن بنتے چلے آرہے ہیں۔

۵۔ قرآن حکیم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔قرآن حکیم کی تعلیمات انسانیت کی رہنمائی فرماتی ہے۔قرآن حکیم کے نزدیک مقصودِ زندگی بنی نوع انسان کی بھلائی، فلاح و بہبود ہے۔قرآن پاک ایک ایسا نظام مہیا کرتا ہے۔جس سے پوری انسانیت ایک جیسے اصولوں کے تحت پروان چڑھتی ہے۔انسانی زندگی میں عدل و اعتدال اور توازن قائم ہوتا ہے۔متاع ارضی کی تقسیم اور اس کے قوانین، اس کے ضابطے اور اس کا سسٹم ہر فرد کے لئے یکساں مواقع مہیا کرتا ہے۔جس سے افراد کی بنیادی ضروریات زندگی قرآنی نظام کے مطابق فراہم ہوتی جاتی ہیں۔انسانی زندگی کی ناہمواریاں اور خدائی ربوبیت کا عمل جاری اور قائم ہوتا ہے۔یہ تھا دین حق کا مقصود جس سے نہ ملوکیت اور آمریت پنجے گاڑ سکے۔نہ مذہبی پیشواؤں کی سیاست مذہب کی روح مسخ کر سکے۔نہ طبقات پیدا ہوں۔نہ انسانوں میں برہمن اور شودر کا نظام پنپ سکے۔نہ ہی معاشرے میں معاشی اور معاشرتی ناہمواری اور اونچ نیچ کا سسٹم جنم لے سکے۔انسانی قدروں کا تحفظ فرد سے لے کر افراد تک ایک جیسا دستیاب ہو۔جو قوم قوانین خداوندی کی اطاعت بھی نہ کرے۔اور قوانین فطرت کی پیروی اور نگہداشت بھی نہ کرے۔وہ ان کے نتائج سے محروم ہو جاتی ہے۔وہ نوع انسانی کی فلاح اور بہبود کبھی نہیں پا سکتی اور نہ ہی وہ ترقی کی ارتقائی منازل طے کر سکتی ہے۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی۔ نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

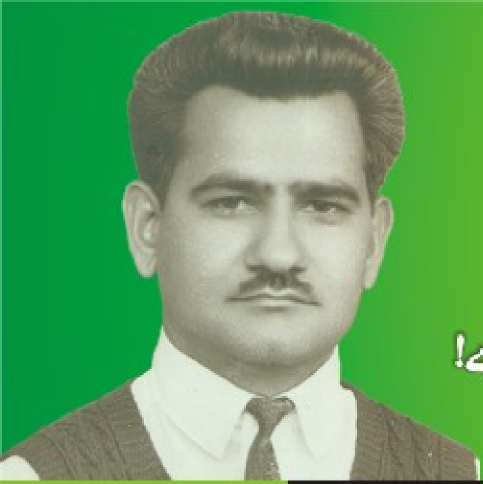
۶۔ مذہب کی روشنی میں ہر فرد اپنے اپنے طور پر مذہبی احکام، روایات اور رسوم پر عمل کرتا ہے۔ وہ قرآنی وظائف اور عبادات سے اپنی روزمرہ کی ضروریات اور مشکلات کا حل تلاش کرتا رہتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس دین محمدی ﷺ میں ہر فرد کی پوری زندگی، ایک اجتماعی نظام کے تابع ہوتی ہے۔ اور اس کے اصول وضوابط کے مطابق گذاری جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں دین کا یہ نظام قائم تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہی طریقہ کار اور نقشہ قائم رہا۔ اس کو خلافت کا نام دیا گیا۔ اس میں خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت اپنے اپنے طور پر نہیں بلکہ خلیفہء وقت کی طرف سے قرآن حکیم کی روشنی میں جو احکامات اور جو ہدایات جاری ہوتیں۔ اس پر عمل کرنے کا نام اطاعت خدا اور رسول ﷺ تھا۔ خلافت راشدہ تک یہ نظام بڑے احسن طریقے سے چلتا رہا۔ یہاں تک شرف انسانیت اور احترام آدمیت کا سلسلہ جاری رہا۔ دین اسلام کا نظام زندگی، نظام ربوبیت اور ضابطہ اخلاق، بڑے عمدہ اور احسن طریقے سے چلتا رہا۔ اسلام دین محمدی ﷺ کی روشنی میں حاصل کی ہوئی معاشی خوش حالی کو پسند کرتا ہے۔ اور خدا کی نعمتیں تسلیم کرتا ہے۔ اسلام کے نزدیک معاشی ضروریات اور معاشی خوش حالی کو حاصل کرنا عین حق ہے۔ ان کا حصول ہرگز قابل نفرت نہیں۔ بلکہ اسلام کے نزدیک وہ نظام قابل نفرت ہے۔ جو معاشی انصاف اور اعتدال کو ختم کرتا ہے۔ اور عوام الناس کا معاشی قتال کرتا ہے۔ جس سے نوع انسانی کا بہت بڑا حصہ اپنی زندگی کی ابتدائی بنیادی ضروریات سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اسلام اس قسم کے بدقماشی کے معاشی نظام اور سسٹم کو نہ صرف ناپسند کرتا ہے۔ بلکہ اس کو مٹا دیتا ہے۔ اس کی جگہ عدل و اعتدال، مساوات اور احسان پر متوازی معاشی نظام قائم کرتا ہے۔ اس نظام کو قائم کرنے اور اس کی اطاعت اور اتباع کرنے کے بعد معاشرے کو کسی کرامت کسی حاجت روائی کے ورد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کسی معاشی اور معاشرتی برائی سے نجات حاصل کرنے یا کسی دنیاوی غرض و غایت کو پورا کرنے کیلئے کسی شیخ اور کسی پیر سے قرانی نسخے کے ورد کو حاجت روائی کیلئے حاصل کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس نظام کو قائم کرنے کے بعد اس کے عمل کے ورد سے انسانیت پروان چڑھتہ ہے۔ سچائی کا عمل ہر برائی کا تریاق، خوشحالی اور خوشگواری اس کا پاکیزہ پھل تیار ہوتا ہے۔

۷۔ قران پاک کے ضابطہ حیات اور دستور مقدس کے نفاذ کے بعد کون سا وظیفہ درکار ہے۔ جو انصاف دلا سکے۔ جو برائی کو روک سکے۔ جو ہر فتنہ کا قلع قمع کر سکے۔ جو ہر کس و ناکس کے حقوق کا تحفظ کر سکے۔ جو ملوکیتی معاشرے کی پیدا کی ہوئی آفات سے بچا سکے۔ جو جھوٹے مقدمات، جھوٹی عدلیہ، جھوٹی انتظامیہ اور رہزن حکمرانوں سے بغیر ورد و وظائف کے نجات دلا سکے۔ جو ان کی بداعمالیوں کی اذیتوں سے نجات کا موجب بن سکے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب مبین اس کے قوانین اس کے اصول اس کا ضابطہ حیات اس کے بتائے ہوئے رشتوں کا تقدس اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نظام خلافت کی اطاعت اور اتباع سے ہی ملت کی نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ جس کے لئے قائد اور قیادت کی ضرورت ہے۔ جو خود بھی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرے اور امت سے بھی کروا سکے۔ ملت کو ورد و وظائف کی حقیقت سے آشنا اور دین کا راستہ دکھا سکے۔ یا اللہ ہماری مشکلات کو آسان فرما۔ امین

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

۸۔ واقعہ کربلا کے بعد سے یہ ملت یزیدی نظام کی گرفت میں بری طرح پھنس چکی ہے۔ امام حسینؓ نے اپنے کنبہ اپنے عزیز واقارب اور اپنے مقبول ومحبوب پیروکاروں کے ہمراہ یزید کی غیر دینی قیادت اور باطل حکومت کے خلاف ایسی جنگ لڑی۔ جو اس کائنات کی تاریخ میں حق وباطل کا ایک منفرد معرکہ بن کر ابھری۔ بہتر افراد پر مشتمل انسانیت کے حقوق کے تحفظ اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کروانے والا قافلہ ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کرتا گیا۔ جس میں بچے بوڑھے مستورات اور جواں سال مرد بھی شامل تھے۔ اس واقعہ کے بعد یزید اور اس کے دین کش ساتھیوں نے اسلام کی روح کو روند ڈالا۔ اسلامی نظریات کی معاشی اور معاشرتی زندگی مفلوج کردی۔ ملت اسلامیہ ملوکیت کی گرفت میں آگئی۔ جو آج تک ہم پر جمہوریت کے روپ میں مسلط ہے۔ یا اللہ مسلم امہ اور پوری انسانیت کو اس سے نجات عطا فرما۔ امین

۹۔ جب تک ایسی فرعونی یزیدی مادہ پرست دہشت گرد قیادت کو ملکی بالادستی سے فارغ یا ختم نہیں کیا جاتا۔ اس وقت تک ان دین کش انسانیت سوز اعتدال و مساوات کو روندنے والا معاشی اور معاشرتی نظام حیات ختم نہیں ہو سکتا۔ مسلم امہ کو ملوکیت کی گرفت سے نجات نہیں دلائی جا سکتی۔ ملت اسلامیہ کی نظریاتی ریاست کو ظلم و استبداد، معاشی اور معاشرتی قتل گاہ میں منتقل کیا جاتا رہے گا۔ ملک کی تمام دولت، وسائل، خزانہ، ان چند افراد پر مشتمل ملوکیت کے ٹولہ کی میراث بنتا جائے گا۔ اور دین کی آفاقی افادیت سے پوری انسانیت محروم ہوتی جائے گی۔ انسانی حقوق بھی بری طرح سلب اور مسخ ہوتے رہیں گے۔ ملک میں باطل جمہوریت کی بالادستی کی وجہ سے دین کی انفرادی اور اجتماعی افادیت ختم ہو چکی ہے۔ ملک وملت انگریزی دانوں اور عربی دانوں کی گرفت میں مقید ہو چکی ہے۔ چودہ کروڑ افراد پر مشتمل ملت کے فرزندان انگریزی اور عربی زبانوں سے بالکل نابلد اور ناآشنا ہیں۔ انگریزی دانوں نے عوام الناس کو عدلیہ اور انتظامیہ کے امور کی سمجھ نہیں آنے دی ہے۔ کیونکہ عوام انگریزی زبان کو سمجھتے نہیں۔ اور دوسری طرف علما اور مشائخ کرام نے نہ دین کی اور نہ ہی عبادات کی اور نہ ہی اسلام کی روح کی سمجھ آنے دی ہے۔ کیونکہ عربی زبان پر ان کی اجارہ داری قائم ہے۔ انہوں نے دین محمدی ﷺ کی تعلیمات اور ضابطہ حیات سے عوام الناس کو نہ پوری طرح آگاہ کیا۔ اور نہ ہی اس سے آگاہی کا راستہ بتایا۔ اور نہ ہی دین محمدی ﷺ کو ملک میں رائج ہونے دیا۔ دین اور ملت کے ساتھ منافقت کا گھناؤنا کھیل کھیلتے جا رہے ہیں۔ یہ از خود دین کش ملوکیت اور جمہوریت پر مشتمل حکومتوں کا حصہ بنتے چلے آ رہے ہیں۔ روایات کی بے معنی نماز اور عبادت کش عبادات امت کا نصیب بن چکی ہے۔ یہ فرقہ پرستی کے سانپ بن کر دین کے خزانہ پر مسلط ہو چکے ہیں۔ مسلم امہ کو ان زنجیروں کو توڑنا ہوگا۔ اے کالی کملی والے ﷺ آپکی امت ان بدبخت دین کش سیاستدانوں اور انکے بے دین نظریات پر مشتمل باطل جمہوریت کے شکنجے میں بری طرح مقید ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے چودہ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان دین کیلئے باعث رسوائی بن چکے ہیں۔ یا اللہ ملت کو ان دینی، معاشی اور معاشرتی غاصبوں سے نجات دلا۔ امین



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

۱۰۔ اس نظریاتی ریاست کے نظریات کی عمارت کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ یہ کسی سے چھپا ہوا نہیں۔ جاگیردار، سرمایہ دار ملوکیت کا سپر نیچرل ٹولہ، اور ان سے منسلک علماء نما افراد نے مل کر جمہوریت کے روپ میں ملوکیت کے اسلام کش نظام کو ملک وملت پر مسلط کر رکھا ہے۔ اس وقت دنیا کے ۵۶ ممالک میں کوئی بھی اسلامی ملک نہیں جہاں دین محمدی ﷺ کا نفاذ ہو۔ واقع کربلا کے چودہ سو سال گذرنے کے باوجود آج تک خلافت کے نظام کو کسی اسلامی ملک میں نہ نافذ کیا گیا۔ اور نہ ہی اس کی بحالی کی طرف توجہ دی گئی ہے۔ پوری ملت بادشاہت یا جمہوریت کے ملوکیتی نظام کے فتنہ اور اس کے عذاب کا شکار ہوتی چلی آ رہی ہے۔

۱۱۔ امام حسینؓ کے کردار کی تعریف کرنا، ان کے شہادت کے عظیم واقعہ کو دہراتے رہنا، ان کے انمول کردار کی تعریف کرتے رہنا محرم کے دنوں میں مساجد میں ان کی یاد میں مجالس کا منعقد کرنا، ان کے ایصال ثواب کیلئے ختم دلوانا، ان کے شہادت کے دن ذوالجناح کا ماتمی جلوس نکالنا، محفل مسالمہ کا منعقد کرنا، ماتم حسینؓ کا رقت انگیز منظر پیش کرنا، درود وصلوٰت کی محفلیں لگانا، شعرا کا نذرانہ عقیدت ان کی خدمت میں پیش کرنا، اس درس صداقت کو اجاگر کرنا بیشک نہایت ضروری ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر جس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ شہادت امام حسینؓ کی روح کو عام کرنا ہے۔ دین کو روایات کی عبادات اور روایات کے مذہب میں بدل کر رکھ دیا گیا ہے۔ ان کے عظیم لافانی مشن اور ان کی شہادت کے مقصد کو مسلم امہ روندتے اور مسخ کرتے چلی آ رہی ہے۔ انہوں نے اس شہادت عظیم کا نذرانہ دینی نظریات کے تحفظ اور یزید کے ملوکیت کے نظام کے خلاف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور دینی نظام کی بالادستی کو ملک وملت پر قائم اور فائز کرنے کے لئے دی تھی۔ یہ جنگ ملوکیت کی فساد انگیز طاقت اور قوت اور ایک عظیم فتنہ کو ختم کرنے کیلئے لڑی گئی تھی۔ لیکن ایسے واقعات جنکو تلف اور ختم کرنا تھا۔ یعنی دین کے خلاف ملوکیت کے نظریات اور ان کا تدارک اور سدباب کرنا مقصود تھا۔ اور دین کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا۔ جس پر انہوں نے اتنی بڑی قربانی دی تھی۔ بدقسمتی سے وہ کسی کو یاد نہیں۔ پوری ملت خرافات میں گم ہو چکی ہے۔ یا اللہ اس بھٹکی ہوئی ملت کی رہنمائی فرما۔ امین

۱۲۔ یاد رکھو۔ امام حسینؓ اور ان کے قافلے کے تمام شہداء نے حق کی بالادستی اور سرفرازی کی خاطر یزید کے ملوکیتی نظام کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ اختیار کیا تھا۔ انہوں نے اس عظیم مشن کی خاطر قربانی کے ایسے چراغ جلائے جس سے حقوق اللہ کی حفاظت اور حقوق العباد کی نگہداشت کا عمل پورا ہو سکے۔ انہوں نے اس دینی مقصد کی تکمیل کی خاطر اپنے مشن کو خون جگر سے سیراب کیا۔ ظلم وجبر اور ہر قسم کے تشدد کو صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ ایک ایک کر کے ۷۲ افراد کا قتال ہوتا رہا۔ تمام جانیں دین اسلام کی خاطر اس دینی مشن پر نچھاور ہوتی رہیں۔ یہ شمع تا قیامت روشن ومنور رہے گی۔ اس شمع کو ہاتھ میں تھامنے والے عظیم دینی قائد کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی خیر کا داعی بننے والا۔ یہ کوئی نیشنل اسمبلی کی سیٹ نہیں ہے جہاں تعیش کی فرعونی زندگی میسر ہوتی ہے۔ یہ کلمہ حق ادا کرنے کی بات ہے۔ ایسے افراد کو کونسی مسجد سے ڈھونڈوں۔ کونسی امام بارگاہ سے تلاش کروں۔ یاد رکھو! ان کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں یہ تو صدیوں سے ایسے قائد کی تلاش میں ہیں۔ جو اس خیال اور فکر کا وارث ہو۔ جو اندھیروں کو اجالوں میں بدل دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرماویں۔ اور راہ راست پر چلنے کی توفیق بھی عطا فرماویں۔ امین۔

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی ۔نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

۱۳۔ لیکن ملت کی بدنصیبی کی انتہا یہ ہے۔ کہ وہ آج تک ان کی عظیم قربانی اور ان کے مقصد شہادت کو بھول کر وہ واقعہ کربلا کا رخ ماتم حسینؓ کی مختلف روایات کی عبادت میں گم کیے جا رہی ہے۔ وہ دین کے ازلی اور ابدی مشن کو فراموش کیے جا رہی ہے۔ حسینیؓ قافلے کے مذہبی پرستاروں کی گمراہی اور نادانی کی انتہا یہ ہے۔ کہ وہ اس عظیم واقعہ کربلا کے مقاصد روشناس کروانے اور ان مقاصد کی تکمیل کی بجا آوری کی بجائے ۔ پوری ملت اسلامیہ یزید کے ملوکیتی، جمہوری اور بادشاہی نظام کا حصہ بنتی چلی جا رہی ہے۔ اس وقت دنیا میں ۱۵۶ اسلامی ممالک موجود ہیں۔ ان سب میں ملوکیت کی حکومتیں قائم ہیں۔ پاکستان میں بھی قرآن حکیم کے نظریات کے متصادم جمہوریت کے روپ میں ملوکیت کا بدترین نظام حکومت قائم ہے۔ یہ کیسے مسلمان سیاستدان اور کیسے مومن حکمران اور کیسے دین کش عالم دین اور کیسے بے ضمیر مشائخ کرام اور کیسی بے حس ظالم مسلم امہ ہے۔ ایک طرف تو یہ امام حسینؓ کی شہادت اور ان کے کنبہ اور کارواں کی شہادتوں کے غم اور صدمات کے واقعات کو بیان کر کے ایک رقت آمیز سماں اور قیامت برپا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ دوسری طرف انہوں نے جمہوریت کے روپ میں ایک بدترین یزیدی ملوکیت کا ظالم، ناصب، دین کش نظام حکومت اسلامی جمہوریہ پاکستان اور مسلم امہ پر ٹھونس رکھا ہے۔ اے شمع رسالت کے پروانو! اور حسینیؓ قافلے کے پرستارو! اس قافلے کے معصوم بچوں! عظیم مجاہدوں اور پاک بیبیوں کے ایثار و نثار! ان کی جان و مال کی قربانیوں! ان کے زندگیوں کے چراغ گل کرنے کے اذیت ناک صدموں! ان کی عظیم اور انمول شہادتیں ایک دردناک سوال لئے کھڑی ہیں۔ جو اپنے حقیقی وارثوں کو بڑی مایوسی اور کسمپرسی کی حالت میں پکارتی چلی جا رہی ہیں۔ ہے کوئی اس دور کے حسینیؓ سپاہ کے قافلے کا نامور سپوت جوان مسلمانوں کے روپ میں بدنصیب ملوکیت کے یزیدی لشکر کو راہ راست دکھا سکے۔ ملوکیت کے نظام کی پسی ہوئی عوام کو ان کے ظلم و جبر کے معاشی اور معاشرتی آہنی پنجوں اور شکنجوں سے نجات دلا سکے ۔ ہے کوئی موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ کے ماننے والا جو فرعونی ملوکیتی جمہوریت کے فرعونی نظام کی تعلیمات اور اس کی بالادستی سے ان کی امتوں کو نجات دلا سکے۔ ان کے ماننے والوں کو انسانیت پر ایک بار پھر ان عظیم اور مقدس ہستیوں کی روحانی، الہامی اور آسمانی پر امن، پرسکون اور منفعت بخش مذاہب کے نظریات اور احکامات پر مشتمل روحانی تعلیمات کو پھر سے متعارف کروانا اور بروئے کار لانا ہوگا۔ تا کہ دنیا میں نفرت، نفاق اور بلا جواز انسانی قتال بند ہو سکے۔ ان مغربی جمہوریت کے نظریات کے فرعونی پجاری سیاستدانوں اور حکمرانوں نے پوری دنیا میں جنگ و جدل اور قتل و غارت کی آگ لگا اور بھڑکا رکھی ہے۔ دنیا کی جدید اور ترقی یافتہ مغربی تہذیب کے جمہوریت کے دانشوروں، سیاسی سکالروں اور حکومتی مفکروں نے جرمن، جاپان، جنوبی کوریا، روس، فلسطین، ایران، افغانستان، عراق، کویت، مصر، شام، بوسنیا، کوسوو وغیرہ وغیرہ میں ایٹم بموں، ڈیزی کٹر بموں، نیپام بموں، گیس بموں، جراثیمی بموں، ایٹمی پلانٹوں، ایٹمی آبدوزوں، بمبار طیاروں، تباہ کن میزائلوں سے دنیا بھر کے ممالک اور ان کے عوام کو نشانہ عبرت بنایا۔ یہ نمرود، فرعون اور یزید کے قافلے کے بدترین طبقہ کے لوگ ہیں۔ جو انسانیت کا بغیر کسی جواز کے قتال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یا اللہ ان پیغمبران کے صدقے انکی امتوں کو مذہب کش جمہوریت کے باطل نظام کے ظلم سے نجات دلا۔ امین۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔اوراس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی نمرود،فرعون اور یزید کی معبد،کلیسااور مسجد پر حکمرانی

۱۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں واحد ایک ایسے عظیم پیغمبر تشریف لائے۔جن کو اللہ تعالیٰ نے بن باپ پیدا کیا۔اور روح القدس کے پاک نام سے پکارا۔ان کے مذہبی نظریات اور ان کی تعلیمات کا کرشمہ ہے۔کہ آج بھی روح القدس کے ماننے والوں کی تعداد دنیا میں سب مذاہب سے زیادہ ہے۔ان کے پیروکاروں نے انسانیت کے ساتھ اخوت ومحبت، ادب واحترام،عزت وشفقت جیسے حسن سلوک اور دلوں کو موہ لینے والے اعمال سے انسانیت کے دلوں کو تسخیر کیا۔اس مذہب کے پیروکار خدمت خلق میں اتنے آگے بڑھ جاتے کہ ترک دنیا کرنے سے بھی گریز نہ کرتے رہے۔یہ حسن عمل کے وہ پیکر تھے جو انسانوں کے دلوں میں اترتے۔اور عوام قافلہ در قافلہ عیسائیت میں داخل ہوتے جاتے۔وہ انسانی دکھوں اور مصیبتوں میں کام آنے والے،وہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے والے،وہ بیماروں کو شفا عطا کرنے والے،وہ مردوں کو زندہ کرنے والے،وہ بھوکوں کو کھانا کھلانے والے،وہ غموں میں ڈوبے ہوؤں کو کنارے لگانے والے۔وہ مخلوق خدا میں سکھ بانٹنے والے،وہ انسانیت کے ہدی خواں آج ایک بہت بڑے فتنہ،ایک بہت بڑے سانحہ کے عذاب میں بری طرح مبتلا ہو چکے ہیں۔عیسائیت کے چند منافق جمہوریت کے رہزن ملوکیت کے سکالروں،بدنصیب دانشمندوں اور بے حیا مدبروں نے روح القدس کے مذہب کی تعلیمات،ان کے الہامی نظریات،ان کے محبت جیسے آسمانی تحفہ اور ان کے مقدس مخلوق خدا کی خدمت وادب سے تسخیر کرنے والی معصوم روحانی طاقت جو انسانی ذہن وقلب اور روح کو تسخیر کرتی اور لوگ جوق در جوق عیسائیت میں داخل ہوتے جاتے۔وہ دنیا کی بے ثباتی کا درس دیتے۔وہ اس جہان کے عارضی پڑاؤ کی حقیقتیں کھولتے،وہ روح القدس کی اخوت ومحبت کی فلاحی شمع روشن کرتے۔ان روشن ضمیر رشد وہدائیت کے مشعالچیوں کو کلیسا کی آہنی سلاخوں میں پابند سلاسل کر دیا گیا ہوا ہے۔ان کو منافقت کی زندگی گذارنے کا پابند بنا دیا گیا ہے۔روحانی تعلیمات کی بالادستی کو منسوخ کر کے عیسائیت کو فرعونی نظریات کے مادیت پرستوں اور ہوس پرست درندوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔انہوں نے متاع ارضی کی دولت کو لوٹا اور اس کی تفاوتی تقسیم کی وجہ سے دنیا میں ایک ہلچل اور طوفان مچا دیا ہوا ہے۔دنیا بھر کے غیر ترقی یافتہ اقوام یا عوام کا معاشی خون چوسنے کیلئے انہوں نے مختلف معاشی پھندے ترتیب دے رکھے ہیں۔دنیا میں انہوں نے اسلحہ سازی کی صنعت پر اجارہ داری قائم کر کے دنیا کے تمام غیر ترقی یافتہ ممالک کو زیر کرلیا ہے۔ان ممالک پر جمہوریت کے قوانین وضوابط کی بالادستی رائج کر کے اس فرعونی طبقہ کے ایجنٹوں کے ذریعہ دنیا کو ایک معاشی اور معاشرتی قتل گاہ بنا رکھا ہے۔معاشیات کے حصول کی جنگ جیتنے کے بعد ملکوں کے اقتدار پر ایک فرعون کی طرح قابض ہو بیٹھے ہیں۔





بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

نادوقت	باب چہارم	پیرا 14/2

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی۔ نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

انہوں نے اپنے اپنے ملکوں میں مذہبی نظریات اور اس کی تعلیمات اور اس کی حکومتی سطح پر بالادستی کو کچل دیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف عیسائی نظریات اور اس کی مذہبی تعلیمات کی بالادستی کو سرکاری طور پر منسوخ ہی کیا ہے، بلکہ اس کی جگہ فرعونی نظریات، اس کی تعلیمات کو ملکی سطح پر نافذ کر رکھا ہے۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ کی الہامی، روحانی اور فلاحی قندیلیں گرجا اور کلیسا میں مقید اور پابند کر کے رکھ دی ہیں۔۔ فرعونی پیروکاروں نے حصول اقتدار کے بعد دنیا کی معاشیات اور اقتدار پر فوقیت حاصل کرنے کی کوششوں اور کاوشوں کو تیز سے تیز کرنا شروع کر دیا۔ دنیا کے امن اور آشتی کو آگ لگا دی۔ کہیں ایٹم بموں سے لاکھوں جانوں کو راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دیا۔ کہیں ڈیزی کٹر بموں سے انسانی اعضاؤں کو فضا میں بکھیرنے کا عمل جاری کیا۔ کہیں میزائلوں سے تباہی مچاتے رہے۔ کہیں نیپام بموں سے انسانی زندگیوں کو راکھ کا ڈھیر بناتے رہے۔ کہیں بیماریوں کے جراثیمی بموں سے سسک سسک کر مرنے والی مہلک بیماریوں میں انسانیت کو مبتلا کرتے رہے۔ کہیں مہلک گیس بموں سے انسانیت کو مسخ کرتے رہے۔ یہ بستیوں کو نیست و نابود اور ویرانوں میں بدلتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ خالق کی مخلوق کو آہنی پنجروں میں جسمانی اور ذہنی اذیتوں سے دوچار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے کہیں مستورات کی بے حرمتی کی دلسوز تاریخ رقم کی۔ کہیں معصوم بچوں کے اعضا کے ڈھیر اکٹھے کرواتے رہے۔ کہیں لاشوں کو اجتماعی قبروں میں دباتے رہے۔ کہیں قیدیوں کو آہنی پنجروں میں بند کر کے ان کو انسانیت سوز سزائیں دیتے رہے۔ ان ظالم، غاصب اور بے رحم عیسائیت کے روپ میں فرعونی نسل کے معاشی اور معاشرتی قاتلوں نے انسانی نسلوں کا قتل عام جاری رکھا ہوا ہے۔ کہیں انسانیت کو گھناؤنے زخموں اور ان کی اذیتوں کی انگنت تکلیفوں سے دوچار کیا۔ ان کے اعمال کی تاریخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی مقدس روح کے الہامی نظریات اور روحانی تعلیمات اور ان کے طیب و پاکیزہ کردار پر ایک ایسا بدترین دھبہ ہے۔ جس سے انسانی روح تڑپ جاتی ہے۔ روح القدس کے پجاریو۔ کچھ تو کہو۔ کہ ان کی روح کو کب تک ان اذیتوں میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ کب تک عیسائیت کے روپ میں فرعونیت کا منافقانہ کردار ادا کرتے رہو گے۔ کب تک جمہوریت کے باطل نظام، غاصب سسٹم کے فرعونی ایجنٹوں کو عیسائیت کے نظریات کو مسخ کرنے کی اجازت دیئے جاؤ گے۔ کب تک روح القدس کی معصوم اور پیاری امت جمہوریت کے روپ میں فرعون کے ظالمانہ کردار کی مبلغ بنی رہے گی۔ کب تک روح القدس کی امت ان کے نظریات اور ان کی تعلیمات سے انحراف کرتی جائیگی۔ کب تک عیسائیت انسانیت کے قتال کا عمل جاری رکھے گی۔ اے اللہ پیغمبران کی پیاری امتوں کو فرعون اور یزید کے ایجنٹوں کی گرفت سے نجات عطا فرما۔ آمین۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہوتو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی۔ نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

۱۵۔ بیشک پیغمبران کا کلام اور پیغام اللہ تعالیٰ کی وحدت کا درس دیتا ہے۔

۱۶۔ بیشک تمام پیغمبران اللہ تعالیٰ کو حاکم اعلیٰ تسلیم کرنے اور اسی کی عبادت کرنے کی تعلیمات دیتے رہے ہیں۔

۱۷۔ بیشک تمام پیغمبران اس جہان رنگ وبو کی بے ثباتی اور فانی زندگی کی عقدہ کشائی کرتے رہے ہیں۔

۱۸۔ بیشک تمام پیغمبران انسانوں کو بھلائی اور خیر کا راستہ دکھاتے رہے۔

۱۹۔ بیشک تمام پیغمبران انسان کو تمام انسانوں کا عزت واحترام اور اخوت ومحبت کا درس سکھاتے رہے۔

۲۰۔ بیشک تمام پیغمبران انسانوں کو انسانوں کی خدمت وادب کی تلقین کرتے رہے۔

۲۱۔ بیشک تمام پیغمبران اپنی امتوں کو عفو ودرگذر اور صبر وتحمل کی تلقین فرماتے رہے۔

۲۲۔ بیشک تمام پیغمبران مخلوق خدا کے حقوق کو احسن طریقہ سے نبھانے کی تعلیم وتربیت کرتے رہے۔

۲۳۔ بیشک تمام پیغمبران انسانوں کو نیکی، بدی اور خیر وشر کا فرق بتاتے رہے۔ نیکی اور خیر کا راستہ اختیار کرنے اور بدی اور شر سے بچنے کا گیان عطا کرتے رہے۔

۲۴۔ بیشک تمام پیغمبران انسانوں کو اچھے اعمال کرنے اور برے اعمال ترک کرنے اور آخرت یعنی قیامت کے روز کے خوف سے ڈراتے رہے۔

۲۵۔ بیشک تمام پیغمبران معاشرے کی تشکیل وتکمیل کیلئے ازدواجی زندگی کے اصول وضوابط بتاتے رہے۔ ماں باپ کو اپنی اولاد کی پرورش وشفقت اور اولاد کے ماں باپ کو ادب واحترام کے فطرتی تقاضوں کا احترام سکھاتے رہے۔

۲۶۔ بیشک تمام پیغمبران اپنی امتوں کو الہامی نظریات، روحانی تعلیمات، پاکیزہ زندگی گذارنے کے طیب راستوں کی نشاندہی کرتے رہے۔

۲۷۔ بیشک تمام پیغمبران اپنی امتوں کو اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کی تعلیم وتربیت کرتے رہے۔

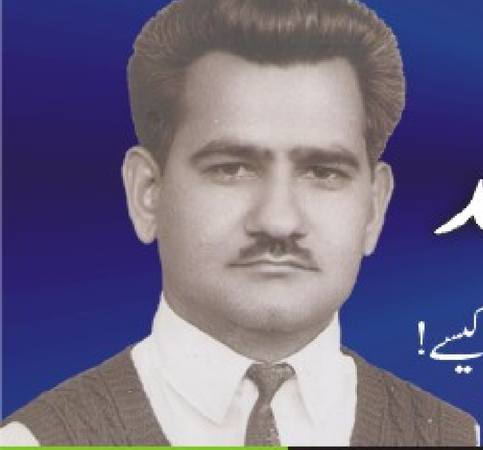
۲۸۔ بیشک تمام پیغمبران اپنی امتوں کو سادہ، سلیس زندگی اور مختصر اور قلیل ضروریات سے گذر اوقات کرنے کے فلاحی اصولوں سے تربیت کرتے رہے۔

۲۹۔ بیشک تمام پیغمبران اپنی امتوں کو غریبوں، یتیموں، بوڑھوں، مسکینوں، اپاہجوں، بیروزگاروں اور ناداروں کی مدد ومعاونت کا انمول راستہ دکھاتے رہے۔

۳۰۔ بیشک تمام پیغمبران راہ ہدایت کے مسافر تیار کرتے رہے۔

۳۱۔ بیشک تمام پیغمبران انسانوں کے زخموں پر مرہم، بیماروں کو شفا، دکھوں کا مداوا، دردوں کی دوا، تکلیفوں کو راحت اور مردوں کو زندہ کرنے کے معجزات دکھاتے رہے۔

۳۲۔ بیشک تمام پیغمبران اپنی امتوں کے افراد کو ظلم، زیادتی، ایک دوسرے کی حق تلفی، متاعِ ارضی کی غیر فطرتی لوٹ کھسوٹ، امانت میں خیانت، دھوکہ، فریب، لالچ، ہوسِ زر اور ہوس اقتدار کی خواہشات اور ہر قسم کے قتل وغارت کو روکنے کی تعلیم وتربیت کرتے رہے۔ جس سے ملک وملت اور پوری انسانیت پر خیر سگالی اور امن کے دروازے کھلتے جاتے اور برائی کے دروازے بند ہوتے جاتے۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی نمرود،فرعون اور یزید کی معبد،کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

۳۳۔ اس جہان رنگ و بو کو سنوارنے کیلئے اللہ تعالی نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے جو انسانوں کو توحید کا سبق سکھاتے رہے۔اور رشد وہدایت کی شمع روشن کرتے رہے۔حسن سلوک اور حسن اخلاق کا درس دیتے رہے۔انسان کو مخلوق خدا کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش ہونے کا راستہ بتاتے رہے۔ان کی امتیں ان عمدہ اخلاق و اطوار سے انسانوں کے دلوں کو مسحور اور تسخیر کرتی رہیں۔دنیا امن کا گہوارہ اور سکون کی آماجگاہ بنتا جاتا۔اس طرح ان کی امتیں اور انسانی نسلیں الہامی اور روحانی تعلیمات سے استفادہ کرتی رہیں۔لیکن کمال ہنرمندی سے فرعونی نسل کے سیاسی مادہ پرست فلاسفرز کے ایجنٹوں نے جمہوریت کے روپ میں ان تمام پیغمبران کی تعلیم و تربیت کو سرکاری بالادستی اور برتری سے یک قلم منسوخ ،مسترد اور مفلوج کر دیا۔انسانیت کو پاکیزہ اور طیب زندگی سے بھی محروم کر دیا۔اس کے برعکس جمہوریت کے بے دین سیاسی سکالروں اور دانشوروں کے نظریات اور ان کی تعلیم و تربیت کو سرکاری سطح پر نافذ کر کے معاشرے کی تشکیل و تکمیل اور انسانی نسل کی نشوونما کرتے چلے آرہے ہیں۔پیغمبران کی فطرتی اور فلاحی تعلیمات کی بجائے جمہوریت کی انتظامیہ کے دانشوروں،عدلیہ کے سکالروں،سیاست کے دیدہ وروں اور اسمبلی کے مذہب کش ممبران کے تیار کردہ ضابطہ حیات کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری کیئے جا رہے ہیں۔مذاہب کی تعلیمات کو سرکاری سطح پر منسوخ،معطل اور مسترد کر کے معبد،کلیسا اور مسجد کی سلاخوں میں مقید کیئے جا رہے ہیں۔ان حالات کی روشنی میں جمہوریت کا مذہب کش اژدہا تمام پیغمبران کی الہامی،روحانی صحیفوں پر مشتمل تعلیمات اور نظریات کو نگلتا جا رہا ہے۔جب علم عمل اور کردار جمہوریت کے دستور کے تعلیمی نصاب کی روشنی میں تمام امتوں کا تیار ہوتا جائے۔اور مذاہب کی تمام دل و دماغ کو آسودگی اور روح کو روشن و منور کرنے والی رشد وہدایت کی قندیلیں بجھادی جائیں۔پھر یہ تو بتاؤ! کہ جمہوریت کی موجودگی میں داؤدی،یہودی،عیسائی اور مسلمان کے کردار کا شخص کیسے تیار ہو سکتا ہے۔یقیناً دنیا کے تمام ممالک اور تمام اقوام کے لوگ،جمہوریت کی تعلیم تربیت کے نصاب سے مسٹر بش،مسٹر پاؤل،مسٹر ٹونی بلیر اور کوفی عنان جیسی شخصیات پیدا کرتی جائیں گی۔جو دنیا میں معصوم و بے گناہ انسانوں کا قتال کرتے اور عدل و انصاف کو مسخ کرتے اور انسانوں کو نیپام بموں اور ایٹم بموں سے نمرود کی طرح جلاتے اور ڈیزی کٹر بموں اور میزائلوں سے فرعون کی طرح انسانی قتال کرتے اور مخلوق خدا کو درندوں کی طرح روندتے اور کچلتے چلے جائیں گے۔جن کا تعلق یہودیت،عیسائیت یا اسلام کے نظریات یا تعلیمات کے ساتھ دور تک کا بھی نہیں ہوتا۔اس طرح مذاہب کے پیروکار سرکاری طور پر جمہوریت کے نظریات کی تعلیم و تربیت اور اسکے اصول و ضوابط کے تحت عملی زندگی گذارنے کے بعد انسان کے اندر کا انسان خیر و شر کی جنگ سے دوچار ہو جاتا ہے۔مذاہب پرست انسان ایک منافق کی زندگی اور منافقت کی موت کی کشمکش میں سرکاری طور پر مبتلا کر دیئے جاتے ہیں۔یا اللہ ہمیں ان عبرتناک حالات سے نجات عطا فرما۔امین

جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات کا فتنہ۔ اور اس کی دنیائے عالم کے ممالک پر سرکاری بالادستی۔ نمرود، فرعون اور یزید کی معبد، کلیسا اور مسجد پر حکمرانی

۳۴۔ کچھ اقوام نے ان پیغمبران کی تعلیمات سے انحراف اور ان کی توہین کی۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔ ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی اقوام کے قصے قرآن شریف میں درج ہیں۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام پر پہلی الہامی کتاب زبور شریف نازل ہوئی۔ جب ان کی قوم نیا الہامی کتاب کی ہدایت اور اس کی تعلیم وتربیت سے انحراف کیا تو ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توریت شریف جیسی الہامی کتاب لے کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم فرعون یعنی یہودیوں پر اللہ تعالیٰ کے آسمانی صحیفہ کی تبلیغ کا کام شروع کیا۔ تو فرعون سخت آڑے آیا۔ لیکن وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دریائے نیل میں غرق ہوا۔ جب تک یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے صحیفہ پر عمل کیا اور اس کی پیروی کی۔ اس وقت تک یہ پیاری قوم عروج پر رہی۔ جب یہودی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی الہامی تعلیمات سے انحراف کیا۔ تو وہ زوال اور انحطاط کا شکار ہوگئی۔ لیکن ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے۔ ان کو بن باپ اللہ تعالیٰ نے معجزاتی طور پر پیدا فرمایا۔ ان کو روح القدس کے پاکیزہ اور طیب لقب سے پکارا گیا۔ انہوں نے اس دنیا میں تشریف لا کر معجزوں کی بارشیں کر دیں۔ اور انسانیت کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انجیل مقدس جیسا عظیم صحیفہ ان پر نازل فرمایا۔ ان کی الہامی تعلیمات اور ان کے نظریات کی خوشبو انسانیت کے دلوں میں سما گئی۔ ان کے پیروکار انسانوں کیساتھ اخوت ومحبت اور خدمت میں اتنے آگے بڑھ گئے۔ کہ لوگ جوق در جوق عیسائیت کے مذہب کو قبول کرتے اور اس کے اصولوں اور ضابطوں میں ڈھلتے جاتے۔ عیسائیت کا سورج ایک طویل عرصہ تک دنیا کے اندھیروں کو اجالوں میں بدلتا رہا۔ ان کے ماننے والوں نے انسانی خدمت کی انتہا کر دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان عظیم امتیوں نے اس غرض ومقاصد کی تکمیل کیلئے ترک دنیا کا عمل اپنی زندگی کا حصہ بنا لیا۔ یہ عمل ہر انسان کے لئے ممکن نہ تھا۔ لوگ وقت کے ساتھ ساتھ مادیت کی طرف جھکنا شروع ہوئے۔ راہ ہدایت کی تعلیمات سے بچھڑتے اور دور ہوتے چلے گئے۔ جب یہ ملت گمراہی اور نافرمانی کا شکار ہوگئی۔ تو اس کائنات میں آخری نبی الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔ قرآن پاک جیسی جامع الہامی کتاب اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمائی۔ جس میں پوری انسانیت کی فلاح کے نظریات اور ان کی تعلیمات کا مکمل ضابطہ حیات موجود ہے۔ اس کتاب مقدس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ امت مسلمہ اس کی تعلیمات کو ترک کر کے بھٹک سکتی ہے۔ لیکن اس کتاب مبین سے ہر قسم کی ہدایت، ہر قسم کی راہنمائی اور ہر قسم کا سبق، ہر فرد، ہر وقت، اور ہر جگہ حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن ان تمام پیغمبران کی الہامی تعلیمات کو یہودیوں، عیسائیوں اور مسلم امہ کے سیاستدانوں اور حکمرانوں نے حکومتی سطح پر تمام دنیا سے ختم کر کے معبد، کلیسا اور مسجد کی آہنی سلاخوں میں مقید کر دیا ہے۔

۳۵۔ یعنی ان تمام پیغمبران کے متبادل نمرود، ہامان، شداد، فرعون اور یزید کے ماسٹر مائینڈ دانشوروں، سکالروں اور مدبروں نے جمہوریت کے نظریات اور اس کی تعلیمات کا نصاب آمریت کے اصولوں کے مطابق تیار کر کے دنیائے عالم کو بری طرح دبوچ اور مقید کر لیا۔ مذاہب کے الہامی نظریات، اس کی روحانی تعلیمات اور اس کے مذہبی نصاب کو پس پشت ڈال کر تمام دنیا پر جمہوریت کے نظام کی بالادستی قائم کر دی ہے۔ جمہوریت کے نظریات، اس کی تعلیمات، اس کے تعلیمی نصاب کی تعلیم وتربیت سکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں کے ذریعہ آنے والی نسلوں کو بین الاقوامی سطح پر خودکار نظام کے مطابق تربیت کرتی، سنوارتی اور پروان چڑھاتی چلی آ رہی ہے۔ لوگوں کے نام مذہبی طور پر داؤد خان، موسیٰ خان، عیسیٰ خان اور محمد دین ضرور ہیں۔ لیکن ان کے اصل کردار جمہوریت کی شکل میں مسٹر بش، مسٹر کولن پاول اور ٹونی بلیئر جیسے عدل کش، غاصب، ظالم، جھوٹے، دھوکہ باز، بے رحم، منافق انسانیت کے قاتل معاشرتی ناسور پنپتے اور تیار ہوتے رہیں گے۔ معاشی قاتل اور معاشرتی دہشت گرد جمہوریت کے نظام کے حکمران درندے تیار ہوتے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام پیغمبران کی امتوں کو توفیق عطا فرماویں۔ کہ وہ ان کی تعلیمات اور نظریات کی سیاہ کاریوں سے نجات حاصل کر سکیں۔ امین۔



بابا جی عنایت اللہ

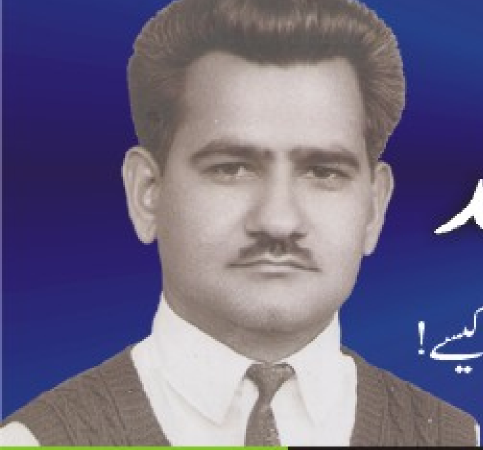


جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۱۔ اے داؤد علیہ اسلام ! آپ پر خداوند قدوس کی رحمتیں نازل ہوں ۔اے موسیٰ کلیم اللہ! آپ کے عصا مبارک اور ید بیضا کے قربان جاؤں ۔اے عیسیٰ روح اللہ! آپ کے روح القدس ہونے ،مردوں کو زندہ کرنے کے معجزوں اور آپکے بیمار انسانیت کو شفا عطا کرنے کے صدقے جاؤں ۔اے محمد الرسول اللہ ﷺ ! آپکے رحمت اللعالمین ہونے اور سارے دشمنوں کو معاف کرنے کے عمل پر جاں نثار کروں ۔اے باری تعالیٰ تیرے رشد وہدایت کے روشن چراغوں یعنی زبور شریف ،توریت شریف ، انجیل شریف اور قرآن شریف جیسے الہامی صحیفوں کے واری واری جاؤں ۔اللہ تعالیٰ نے ان طیب ہستیوں کو کن کن خوبصورت ،دلکش اور دلربا حسین اسموں سے پکارا ہے ۔آپ سب کو اللہ تعالیٰ نے ان الہامی کتابوں کا وارث بنا کر اس دار الفناہ کی عقدہ کشائی اور انسانیت کی رہنمائی کیلئے بھیجا ۔آپ کی کتابیں روحانی اور الہامی نصاب کی تعلیمات کی قندیلوں سے بھری پڑی ہیں ۔آپ پر نازل ہونے والے آسمانی صحیفے انسانیت کیلئے ایک فطرتی ضابطہ حیات ایک لاثانی نظریات ایک لاجواب طرز حیات پر مشتمل تعلیمات کے الہامی نور سے اپنے اپنے ادوار کے جہالت کے اندھیروں کو روشن ومنور کرتے رہے ۔آپ کی تعلیمات کے فیض سے انسانیت روحانیت کی پرسکون آغوش میں امن وسلامتی کی پناہ گاہ میں زندگی بسر کرتی رہی ۔آپکی توحید پرستی کی عبادات اور خدمت خلق کے اصولوں پر تیار کیا ہوا کلچر انسانی تہذیبوں کی رہنمائی کے فرائض ادا کرتا رہا ۔آپ کے مہر ومحبت کے درس کا میٹھا میٹھا روحانی نور انسانوں کے دلوں میں روشنیاں اور لطف وقرار مہیا کرتا رہا ۔

۲۔ اس ظلمت کدہ کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں جہالت کی تاریکیوں کو ختم کرتی رہیں ۔لیکن وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ ابن آدم سے کوئی ایسی بھول ہوئی ،کوئی ایسی غلطی سرزد ہوئی یا اپنی جانوں پر کوئی ایسا ظلم کر بیٹھا کہ اس کی زندگی گمراہی اور تباہی کے اندھیروں میں گم ہوتی چلی گئی ۔انسان مادہ پرستی کے صحرا میں گم ہوتا گیا ۔اقتدار اور ہوس زر کی جنگ کا ایندھن بنتا چلا گیا ۔خیر کی منزل کا مسافر شر کی منزل پر گامزن ہوتا چلا گیا ۔عدل وانصاف کے میزان کو قائم کرنے والا نا انصافی اور عدل کشی کے ظلم میں مبتلا ہوتا گیا ۔وہ ان پاکیزہ ،طیب اور مقدس ہستیوں اور ان کے روحانی نورانی علوم سے کیسے اور کیوں منہ موڑتا چلا گیا ۔نمرود ،فرعون ،ہامان ،شداد ،اور یزید کے ملوکیت اور آمریت کے نظریات اور ان کی تعلیمات کے اذیت ناک شکنجوں اور گرفت میں کیسے جکڑتا چلا گیا ۔یہ کس نسل کے لوگ ہیں ۔جنہوں نے ید بیضا کے وارث ، روح القدس اور رحمت اللعالمین ﷺ کی تعلیمات ، ان کے ضابطہ حیات ، ان کے نظریات کو منسوخ اور معطل کر کے ان کو معبد ، کلیسا اور مسجد کی چار دیواری میں مقید کر دیا ہے ۔یہ کیسے فرعون اور یزید کے اصول وضوابط پر مشتمل جمہوریت کے باطل ، غاصب دانشوروں کے تیار کئے ہوئے نظریات اور تعلیمات کو ملکوں پر سرکاری طور پر سرفرازی سے نوازتے جا رہے ہیں ۔اور ان کی بالادستی قائم کر دی گئی ہے ۔دوسری طرف پیغمبران کے نظریات کی سرکاری سرفرازی اور ملکی سطح پر بالادستی کو کیسے منسوخ کر دیا گیا ہے ۔موسیٰ خان ، عیسیٰ خان اور محمد دین کے مذہبی نام تو قائم رہے ۔لیکن ان سے ان کے مقدس ضابطہ حیات ، مذہبی نظریات ، ان کا الہامی اور روحانی تعلیمی نصاب اور ان کے تعلیم وتربیت کے مذہبی اداروں جیسی انمول وراثت کو کیسے چھین لیا گیا ہے ۔ان کی روحانی مذہبی درسگاہوں کو سرکاری سطح پر کیسے منسوخ اور مفلوج کر دیا گیا ہے ۔جس سے ان کی عبادت گاہوں کی روحانی تاثیروں اور مخلوق خدا کی خدمت کے جذبوں کو بری طرح متاثر اور ختم کر دیا گیا ہے ۔حتیٰ کہ اب پوری انسانیت ان کے فیض سے محروم ہوتی چلی جا رہی ہے ۔



بابا جی عنایت اللہ



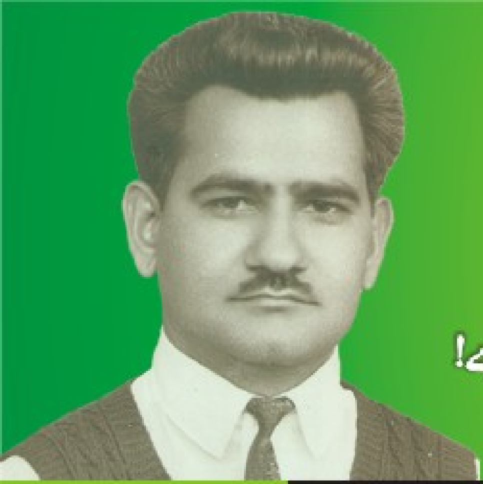
جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہوچکی ہیں

٣۔ گلوبل لائف کے ممالک کا معاشی اور معاشرتی نظام جن قوتوں کے کنٹرول میں ہے۔انہوں نے طاقت ،اقتدار اور ملک پر حکمرانی حاصل کرنے کیلئے ایک خود ساختہ فرعونی سیاسی جمہوری معاشی نظام ترتیب دیا۔اور ایک یزیدی معاشرتی سسٹم رائج کرلیا۔سب سے پہلے وہ ملکی وسائل اور معاشی طاقت کو عوام الناس سے چھینتے اور ہر جائز وناجائز ذریعہ سے اکٹھا کرتے ہیں۔ان وسائل اور معاشی طاقت کو بروئے کار لاکر، معاشرے کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر مشتمل عوام الناس پر اپنی بالادستی اور فوقیت قائم کرلیتے ہیں۔معاشی خوشحالی اور مادی وسائل کی برتری کی بنیاد پر وہ جمہوریت کے الیکشنوں میں حصہ لیتے ہیں۔نشرواشاعت اور دیگر ذرائع ابلاغ پر ہر قسم کے اخراجات برداشت کرکے الیکشنوں کی بازی جیت کر ملکی اقتدار میں شامل ہوجاتے ہیں۔ان کی کوالیفیکیشن مادی اور معاشی برتری پر مشتمل ہوتی ہے۔اس طرح یہ غاصب طبقہ ملک کے اقتدار پر قابض ہوجاتا ہے۔

٤۔ اسی مادی طاقت اور معاشی وسائل کی برتری کے سبب ان کا معاشرے میں اثر ورسوخ بڑھتا اور قائم ہوتا جاتا ہے۔جتنا اثر ورسوخ بڑھتا جائیگا اتنا ہی ان کا دائرہ احباب بھی بڑھتا اور مضبوط ہوتا جائیگا۔طبقاتی سطح پر یہ عمل جاری رہتا ہے۔اپنے اپنے طبقہ اور علاقہ میں وہی الیکشن کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں۔جن کی مالی استطاعت دوسروں کی نسبت بہتر اور اچھی ہوگی۔طبقاتی لحاظ سے حکومتی سطح پر وہی لوگ نائب ناظم ،ناظم اور ضلعی ناظم بنیں گے۔اور اسی طرح ایم پی اے، ایم این اے اور سینٹ کے ممبران کا بھی وجود قائم ہوتا جائیگا۔اسی معاشی طاقت اور معاشرتی برتری کی بنا پر طبقاتی وزیر، مشیر،سفیر،وزیر اعلیٰ ،گورنر،وزیر اعظم اور صدر کے سرکاری عہدوں پر بالترتیب فائز ہوتے جاتے ہیں۔اس وقت دنیا میں مغربی جمہوریت ہی ایک ایسا نظام حکومت اور نظام وسسٹم ہے۔جو دنیا میں رائج پذیر ہے۔جس نے پوری دنیا کا احاطہ کررکھا ہے۔اس کے نظریات پر مشتمل ضابطہ حیات دنیا پر مسلط ہے۔دنیا کے سیاسی معاشی اور معاشرتی دہشت گردوں نے کمال ہنر مندی سے مذاہب کے نورانی نظریات پر جمہوریت کے ظلمات پر مشتمل نظریات کو اپنے اپنے ممالک میں سرکاری برتری اور فوقیت دے کر مخلوق خدا کو گمراہی کے اندھیروں میں مقید کررکھا ہے۔مذاہب کو کلیسا اور مسجد میں مقید کردیا۔اور ان پر اپنی گرفت مضبوط کرلی۔

٥۔ دانائے وقت اور صاحب بصیرت مذہب پرست انسان کا ووٹ اور ایک جاہل ،مادہ پرست معاشی رہزن کے ووٹ کو برابر کا درجہ دے دیا گیا۔انسانی فلاح کا دروازہ انسانیت پر بند کردیا گیا۔جمہوریت نے افراد کی گنتی کی، اعلیٰ وافضل اقدار اور کردار کے افراد کو حکومتی سطح پر ناپید کردیا۔جمہوریت کے الیکشن آمروں اور معاشی غاصبوں کی سپرداری میں دے دیئے گئے۔اس کے ذریعہ نچلی سطح یعنی یونین کونسل سے لے کر ضلعی ناظم تک اور صوبائی اسمبلیوں سے لے کر قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران تک تمام ارکان الیکشن کے ذریعہ چنے جاتے ہیں۔ان ارکان میں سے الیکشن میں کامیاب سیاسی جماعتیں حکومتیں ترتیب دیتی ہیں۔اس طرح ملک کا نظام اور سسٹم ان سرمایہ داروں ،جاگیرداروں اور آمروں کی گرفت میں آجاتا ہے۔اور وہ اپنے اپنے ممالک میں حکومتیں بناتے اور ان کو چلاتے چلے آرہے ہیں۔



بابا جی عنایت اللہ

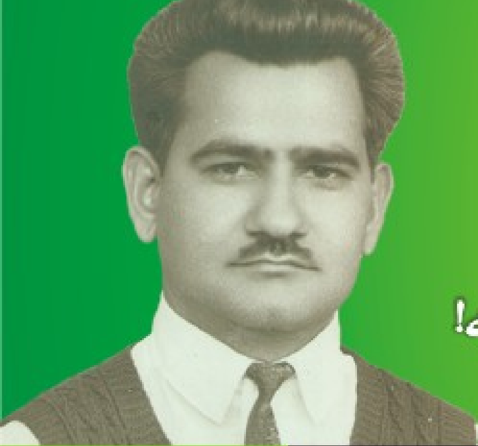


جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۶۔ ان تمام سیاسی جماعتوں میں سے اگر کوئی ایک سیاسی جماعت بھی ایک واضح اکثریت حاصل نہ کر سکے۔تو ملک میں مختلف نظریات پر مشتمل سیاسی جماعتیں مخلوط حکومتیں تشکیل دیتی ہیں ۔ہارس ٹریڈنگ اور ممبران کی خرید و فروخت کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔حکومتیں انتشار کا شکار ہوتی اور نئی حکومتیں معرض وجود میں آتی رہتی ہیں ۔ نئے اتحاد وجود میں آتے رہتے ہیں ۔ملت کی ملی وحدت کو ختم کر کے جمہوریت کی بے دین طرز حکومت کی روشنی میں ملت کو ریزہ ریزہ کر دیا جاتا ہے۔اخلاقی اقدار کو غیر اخلاقی اقدار کے روح سوز ظلم میں سے گذرنا پڑتا ہے۔حکومتیں بنانے کیلئے ہارس ٹریڈنگ ہوتی رہتی ہے ۔ بھاری رشوتیں چلتی ہیں ۔ وزارتوں کی تعداد بڑھائی جاتی ہے ۔ اعلی کمائی والی اور مئوثر وزارتوں کی بولیاں لگتی رہتی ہیں۔وزارتوں کی تعداد حسب ضرورت بڑھائی جاتی ہے ۔حکومتیں نئے نئے گل کھلاتی اور گٹھ جوڑ سے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتی رہتی ہیں ۔ملکی خزانہ،خزانے کے امین رہزنوں کی طرح لوٹتے رہتے ہیں۔عوام کو مہنگائی اور ٹیکسوں ،بجلی ،پانی ،گیس اور ٹیلیفون کے بلوں اور ان کے اضافوں کے معاشی کینسر میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ ملک میں ان حکمرانوں کے درمیان دولت اور اقتدار کی جنگیں جاری رہتی ہیں۔عوام پستے رہتے ہیں ۔

۷۔ اقتدار کی اسی جنگ نے پہلے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش میں تبدیل کیا۔اور قتل و غارت کی انتہا کر دی۔اس کے بعد ان کے ظلم کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے ون یونٹ توڑ کر بقایا پاکستان کو چار صوبوں میں تقسیم کر دیا قوم کے ان غداروں ،ان سیاسی دہشت گردوں اور رہزن رہنماؤں نے ہوس زر اور ہوس اقتدار کی جنگ میں ملک کو دولخت کر دیا۔اس کے بعد آدھے پاکستان کو چار پاکستانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ملت کو بے بس اور بے حس بنا دیا گیا۔لیکن ملت کی بے حسی اور غفلت کی انتہا ایک طرف اور دوسری طرف ملت کو جمہوریت کے آہنی قانونی شکنجوں میں کیوباکے قیدیوں کی طرح قانونی پنجروں میں انہوں نے بند کر رکھا ہے ۔جمہوریت کے بے دین فرعونی نظام اور عدل کش یزیدی سسٹم کو توڑنے کی عوامی طاقت یا سکت ان ظالم حکمرانوں نے سلب کر رکھی ہے ۔اب ان سے یہ طاقت واپس لینا امت محمدی ﷺ کے فرزندان کا اہم فریضہ بن چکا ہے۔



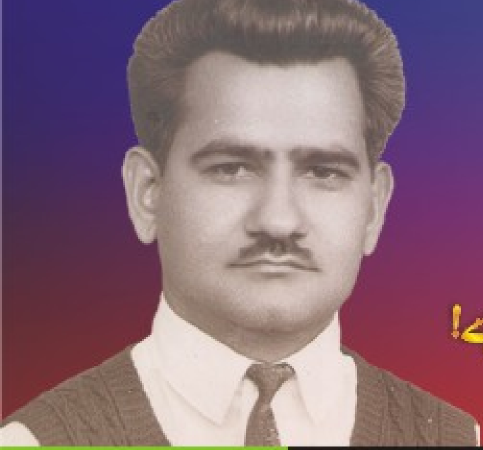
بابا جی عنایت اللہ



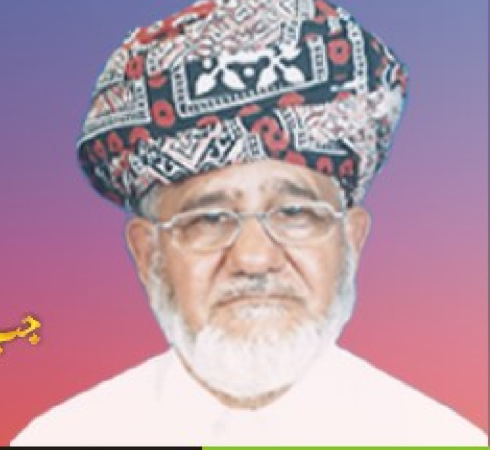
جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۸۔ اب پاکستان کا وجود نصف رہ گیا۔لیکن ان رہزن سیاسی رہنماؤں اور ان کے سیاسی مشیروں اور افسر شاہی،فوج شاہی اور منصف شاہی کے دانشوروں کا کمال دیکھئے کہ انہوں نے بڑی ہنرمندی سے ون یونٹ توڑ کر ملک کا نیا سیاسی ڈھانچہ تیار کیا۔موجودہ پاکستان کو چار صوبوں یعنی چار پاکستانوں میں تقسیم کر دیا۔چار پاکستانوں کے چار وزیر اعلیٰ، چار گورنر، بیشمار وزیر، بے شمار مشیر، بے شمار سفیر ان کے ساتھ انگنت افسر شاہی، منصف شاہی اور فوج شاہی کی سرکاری افواج نے ملکر ملک کی وحدت کو صوبوں کی شکل میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔جرائم بڑھنا شروع ہو گئے اور مجرم پھیلنا شروع ہو گئے ۔ملک کے وسائل ، ملک کا خزانہ، ملک کی تجارت اور ملک کے سرمائے کا رخ اپنے محلوں کی طرف موڑ لیا۔انہوں نے اپنے اپنے صوبے کی ملکیت حاصل کر لی۔مشرقی پاکستان کی علیحدگی ان ظالم۔غاصب سیاستدانوں اور ان کی نسلوں کیلئے معاشی خوشحالی اور معاشرتی برتری کا سبب بنی۔وزارتوں اور افسر شاہی، فوج شاہی اور منصف شاہی کے دہشت گردوں کا جال ملک میں پھیل گیا۔مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے کمبائنڈ وزیروں، مشیروں اور سفیروں کی تعداد گن لیں اور آج کے نصف پاکستان کے وزیروں، مشیروں اور سفیروں کی تعداد گن لو۔ان کی اولادوں پر مشتمل افسر شاہی، فوج شاہی اور منصف شاہی کی افواج کی تعداد گن لو۔ان کے اخراجات کے بجٹ کو دیکھ لو۔ان کے گاڑیوں کے خرید کے بجٹ کو دیکھ لو، ان کے پٹرول اور مرمتوں کے بلوں کو دیکھ لو۔ان کے ٹیلیفون کے بلوں کو دیکھ لو۔ان کے دفاتر کی بلڈنگوں اور ڈیکوریشن کے اخراجات کو دیکھ لو۔ان کے رشوت، کمیشن، کرپشن کے طریقہ کار کو دیکھ لو۔عدلیہ کو دیکھ لو جو جھوٹے مقدموں کی سماعت کرتی رہتی ہے۔اور سچے مقدموں کو جھوٹے قرآن پاک اٹھانے پر مجبور کرتی ہے ۔سچی بات کرنے سے کیس ڈسچارج کر دیتی ہے ۔عدالتوں میں انصاف داشتہ کی طرح بکتا اور خریدا جاتا ہے۔کیسوں کے نہ ختم ہونے والے سلسلہ سے ان کی تعداد بڑھتی رہتی ہے ۔یہ سب مل کر ملک کا تمام کا تمام بجٹ چاٹتے ہیں ۔رشوت، کمیشن، کرپشن سے عوام الناس سے دولت چھیننے میں مصروف چلے آرہے ہیں۔جتنی یہ اعلیٰ نسل کی کرپٹ سرکاری غیر ضروری فوج اسمبلی ممبران اور افسر شاہی، فوج شاہی اور منصف شاہی کی بڑھتی جاتی ہے ۔اتنا ہی ملکی خزانہ اور ملکی وسائل ان کی ملکیت میں تقسیم ہوتے جاتے ہیں۔تیسرے درجے کی تمام پوسٹیں ختم کی جارہی ہیں اور ان کو گزیٹڈ پوسٹوں میں کنورٹ کیا جا رہا ہے۔اب ملک میں صرف برہمن اور شودر ہی بسیں گے۔ ملک میں رشوت، کمیشن اور کرپشن بھی اسی لحاظ سے پھیلتی جاتی ہے۔ملت ایک ایسے قائد کی منتظر کھڑی ہے ۔جو آگے بڑھے اور اس باطل جمہوریت کے نظام کو پاش پاش کرے۔اور دین محمدی ﷺ کے اعتدال و مساوات کی شمع کو روشن کرے۔ان کے روزمرہ اخراجات کو ایک کسان ، ایک محنت کش کی سطح پر لائے۔اور ان سے چھینی اور لوٹی ہوئی دولت خزانہ میں جمع کرائے ۔ملک کا تمام قرضہ ایک دن میں اتر جائیگا۔اور لوگ خوشحالی کی زندگی گذار سکیں گے۔یا اللہ تو ظلمات کو نور کی روشنی عطا فرما اور ان غاصبوں کو راہ ہدایت بخش۔امین۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔ فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۹۔ ایک طرف ان کی تعیش پسندانہ زندگی ہوتی ہے اور دوسری طرف ان کی تنخواہیں اور بیشمار سرکاری سہولتیں بڑھادی جاتی ہیں ۔ایک طرف ان کی تعداد بڑھتی رہتی ہے اور دوسری طرف چودہ کروڑ مظلوم اور مفلوج عوام جو زندگی کا سانس لینے کیلئے تڑپتی رہتی ہے ۔ان کی نسلوں کیلئے انگلش میڈیم اور ایچی سن جیسے اعلیٰ تعلیمی ادارے موجود ہوتے ہیں ۔۷۰ فیصد کسانوں کے لئے پورے پاکستان میں نہ کوئی انگلش میڈیم ادارہ اور نہ ہی کوئی ایچی سن کالج ، نہ ہی پورے ملک میں کوئی ایک یونیورسٹی آج تک ان دیہی علاقوں میں تعمیر کی گئی ۔اور نہ ہی کوئی موجود ہے ۔اور ۲۹ فیصد مزدوروں ، محنت کشوں اور ہنرمندوں اور غریب عوام الناس کے پاس نہ کوئی اعلیٰ قسم کے اخراجات کی توفیق اور نہ ہی ان کے پاس یہ تعلیم ۔ نہ ہی ان کی مرسڈیز اور لینڈ کروزر گاڑیاں اور نہ ہی ان گاڑیوں کیلئے موٹروے ، ہائی انڈس وے ۔نہ ان کیلئے ایئر پورٹس اور نہ ہی ہوائی جہاز کے اخراجات ۔ یہ ان تمام ملک میں پھیلی ہوئی سہولتوں کو دیکھ سکتے ہیں ۔نہ وہ ان کو ہاتھ لگا سکتے ہیں ۔اور نہ ہی انہیں زندگی بھر استعمال میں لا سکتے ہیں ۔ یہ تو صرف گاؤں کی پگڈنڈیوں پر چل سکتے ہیں ۔ ان کے شاہی محلوں میں فرانس کا مصفا پانی ۔شاہی دسترخوان اور شاہی اخراجات ۔ ملک کے وسائل ہضم ، ملک کا خزانہ ہضم ، ملک کے قرضے ہضم ۔ ملک اور ملت ۳۸ ارب ڈالر کے مقروض ۔ان کے سرے محل ، رائیونڈ ہاؤس ، شاہی پیلسز ۔لیکن کسانوں کیلئے صحراؤں بیابان اور ریگستانوں میں تپتی ریت ، آگ اگلتا سورج ، پانی کی شدید کمی ، بھوک اور ننگ سے دو چار اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا ۔ کیونکہ ملک کے حکمرانوں کے پاس ملک کا اقتدار اور خزانہ کی چابیاں موجود ہوتی ہیں ۔ یہ آپس میں نورا کشتی لڑتے رہتے ہیں ۔ مال غنیمت کا تصرف ان کی ملکیت بنتا جاتا ہے ۔ انتظامیہ اور عدلیہ ان کی حفاظت پر معمور ہوتی ہیں ۔ یہ سب مل کر ملک میں معاشی اور معاشرتی غدر مچائے چلے جارہے ہیں ۔ یہ سب حالات و واقعات ایک دیدہ ور قائد کے متلاشی ہیں ۔ جو متاع ارضی کی تقسیم کو عدل کا جام پلا سکے ۔تا کہ ملت اور دنیائے عالم اس باطل نظام کا خاتمہ دیکھ سکیں ۔یا اللہ تو کارساز جہاں ہے ۔تو مسلم امہ اور پوری انسانیت پر رحم فرما ۔فرعون اور یزید کے نظریات کی بالادستی سے نجات دلا ۔آمین ۔

۱۰۔ ملک کے چودہ کروڑ انسانوں کا تمام مال متاع اور تمام خزانے اور تمام وسائل کی چابیاں ان کے ہاتھ میں ہوتی ہیں ۔ یہ کیسے عجیب رہزن ہیں ، یہ کیسے بددیانت امین ہیں ۔ ذرا ٹھہر جاؤ ۔فطرت اور یہ ملت ان سے پورا پورا خوب حساب چکائے گی ۔ان پر خدا کا بھیانک عذاب آنیوالا ہے ۔ انہوں نے یہ تمام مال و متاع کوئی ہل چلا کر ، کوئی راج گیری ، مزدوری کر کے یا ٹوکری اٹھا کر یا کوئی پتھر کوٹ کر یا کوئی سڑک بچھا کر یا کوئی پلمر کا کام کر کے یا کوئی چپڑاسی ، مالی ، چوکیدار ، ڈرائیور ، کلرک ، بیٹمین ، سپاہی سے ترقی کر کے افسر شاہی ، منصف شاہی ، وزارتیں ، مشاورتیں اور صدارتیں حاصل نہیں کیں ۔ یہ تو استحصالی طبقہ کے مسلم امہ کے معاشی اور معاشرتی قاتل ہیں ۔جن کا یہ سب مال و متاع ، یہ سب ملیں ، یہ سب فیکٹریاں ، یہ سب کارخانے ، یہ سب شاہی محل ، یہ سب گاڑیاں یہ سب کاروبار ، یہ سب شاہی اخراجات انہوں نے اقتدار کی نوک پر جرائم کا ارتکاب کر کے اور عوام پر ظلم کر کے سرکاری خزانے کی امانتوں کو اپنی ذاتی وراثتوں میں منتقل کرواتے چلے آرہے ہیں ۔ یہ بدقماش ایک دوسرے کو احتساب کے نام پر تحفظ فراہم کرتے ہیں ۔ یہ تمام معاشی اور معاشرتی کرشمہ سازیاں جمہوریت کے ملوکیتی طرز حکومت کی پیداوار ہیں ۔ جو دین کے اعتدال و مساوات اور امانت و دیانت کے اصولوں کو نگل چکے ہیں ۔انہوں نے ظلم کی انتہا کر دی ہے ۔ایک اور صرف ایک دینی قائد اس ملک کی بگڑی ہوئی تقدیر کو سنوار سکتا ہے ۔ اس ملک کی دینی قیادت دنیا میں فلاح و بہبود ، اخوت و محبت ، عزت و احترام اور ادب کی دولت کو پوری انسانیت تک پھیلا سکتی ہے ۔یا اللہ تو ان غاصبوں کو نور ہدایت عطا فرما ۔ان پر رحم فرما ۔ان کو معاف فرما ۔امین ۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۱۱۔ جمہوریت ایک ایسا طرز حکومت ہے۔جس کے اصول وضوابط اور تمام قوانین اسمبلیوں کے ارکان اسمبلی کے ذریعہ پاس کرتے، قانون کی شکل دیتے اور ملک میں رائج کر دیتے ہیں۔یہ کھیل اسمبلیوں کے ارکان کھیلتے رہتے ہیں اور عوام ایک خاموش تماشائی بن کر دیکھ سکتے ہیں مداخلت نہیں کر سکتے۔ارکان اسمبلی کو عوامی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ان کو کلی اختیار حاصل ہو جاتے ہیں۔کہ وہ اندرونی اور بیرونی ملکی پالیسیاں اور قوانین مذاہب کی تعلیمات اور نظریات کو بالائے طاق رکھ کر مرتب کریں۔اس طرح جمہوریت کی گاڑی اپنا حکومتی سفر جاری رکھتی ہے۔عوام الناس کا ضابطہ حیات جمہوریت کے فرعونی اور ملوکیتی نظریات کی روشنی میں قانون سازی کے ذریعہ پروان چڑھتا جاتا ہے۔جمہوریت کے نظریات کی تعلیم وتربیت اور اس کے سکولز کالجز اور یونیورسٹیاں پاکستان میں اسلامی نظریات اور اس کی تعلیم وتربیت کو نگلتی جارہی ہیں۔آنے والی نسلیں جمہوریت کے باطل اور غاصب کردار میں ڈھل چکی ہوں گی۔جمہوریت کی بالادستی مذاہب کی آفاقیت کو روندتی چلی جارہی ہے۔ہے کوئی مرد حق جو اس فتنہ کو روکے اور پوری انسانیت کو اس المیہ سے نجات دلا سکے۔

۱۲۔ کسی بھی قوم یا ملت کے ضابطہ حیات کی عمارت اس کے نظریات پر تعمیر ہوتی ہے۔ان سے ان کا کلچر اور تہذیب پروان چڑھتا ہے۔جس ملک وملت کے عوام کا منشور اور ضابطہ حیات توریت شریف، انجیل شریف اور قرآن شریف کے نظریات پر مشتمل ہو۔اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول ومحبوب پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد الرسول اللہ ﷺ پر یہ صحیفے نازل فرمائے ہوں۔ان کے دینی، مذہبی، الہامی اور روحانی نظریات یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے تابع فرمان ہوں۔اور ان کے مذہب اور دین کے نظریات کے متضاد اور برعکس جمہوریت کے دانشوروں کے ملوکیتی نظریات پر مشتمل ان کے ممالک میں حکومتیں قائم ہوں۔ان کا کاروبار حیات اور نظام حکومت چلانے کیلئے وہ مکمل آزاد ہوں۔وہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے نظریات اور ان کی تعلیمات کے خلاف ملک کے اصول وضوابط اور قوانین مرتب اور نافذ العمل کرتے جائیں۔اب جو نظریات اور جو قوانین اور جو اخلاقی طریقہ کار اور جو معاشی اور معاشرتی اقدار اور جو ضابطہ حیات کے اصول وضوابط اسمبلیوں کے ذریعہ ارکان اسمبلی تیار کرتی جائیں گی۔حکومتی نظام چلانے کیلئے اسی کے مطابق ملک کی افواج، انتظامیہ اور عدلیہ اور عوام کی تعلیم وتربیت کرنا حکومتوں کی بنیادی ضرورت بنتی جائیگی۔اس کے لئے تعلیمی نصاب مرتب کرنا اور حکومت کی ضرورت کے مطابق عوام کی تعلیم وتربیت کرنا اور ان کے لئے سکولز، کالجز، یونیورسٹیاں اور ہر قسم کے تعلیمی ادارے ملک میں قائم کرنا حکومتی ضرورت کا ایک اہم حصہ بنتا جائے گا



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

باب پنجم

اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۱۳۔ اس وقت دنیا میں جمہوریت کا تعلیمی کارواں پرائمری سے لے کر پی ایچ ڈی تک جمہوریت کا سلیبس تیار کرواتا چلا آرہا ہے۔یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ماننے والوں کا کردار جمہوریت کے بے دین ضابطہ حیات میں ڈھلتا جارہا ہے۔ جب تمام ضابطہ حیات اور تمام نظام حیات تابع فرمان جمہوریت ہوں۔جمہوریت کے نظریات کی بالا دستی سرکاری طور پر یہودیت ،عیسائیت اور اسلام کے نظریات کے پیروکاروں پر مسلط کردی جائے۔ان کے ممالک میں عوام الناس جمہوریت کے کوڈ آف لائف اور نظریات کے مذہب میں ڈھلتے چلے جائیں۔تو عوام الناس خود کار نظام کے تحت جمہوریت کے سرکاری مذہب کے پیروکار کی حیثیت اختیار کرتے چلے جائیں گے۔ان سے یہ احساس زیاں بھی ختم ہوتا جائے گا کہ ان کے مذہبی دینی نظریات کی سرکاری طور پر بالا دستی قائم ہو۔یہاں تک کہ جمہوریت کے فرعونی نظریات پر مشتمل قوانین کی روشنی میں معصوم و بے گناہ انسانوں کا بے جا قتال، عام جنگوں کو طول دے کرایٹمی ٹکراؤ کا آخری عذاب ان پر نازل کردیں۔خدارا ذرا غور تو کرلو۔کہ تم اپنے برگزیدہ، طیب، مقدس اور محبوب ومقبول ہستیوں کی تعلیمات ،اخلاقیات اور ان کے کردار اور ان سے عملی طور پر انحراف کیوں کرتے چلے جارہے ہو۔تم کیسے یہودی، عیسائی اور کیسے مسلمان ہو کہ تم اپنے محبوب پیغمبران کی مقدس الہامی کتابوں کی تعلیمات کو اور ان کے ضابطہ حیات اور ان کے نظریات کو اپنے اپنے ممالک میں سرکاری طور پر منسوخ اور مسترد کیئے بیٹھے ہو۔تم کس ہیبت ناک نفرتوں اور نفاق کے فتنہ کے شکار ہو چکے ہو۔اس تباہ کن انسانیت کش فتنہ کو کس نے روکنا ہے۔آؤ مل کر اس المیہ کا تدارک کریں۔اس عذاب ناک فتنہ کو روکیں۔یا اللہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما۔امین۔

۱۴۔ اس جمہوریت کے نظریات، ضابطہ حیات اور نظام حیات کے وارث کون ہیں۔اس نظام پر بالا دستی کن قوتوں اور لوگوں کی ہے۔کیا یہ لوگ عوام الناس کے غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔کیا یہ ایماندار اور دیانتدار ہیں۔یا یہ سرمایہ دار، جاگیر دار یا نمرود، فرعون۔ہامان، شداد یا یزید کے طبقہ کی نسلوں کے لوگ ہیں۔جمہوریت کے حکمرانوں نے کمال ہنرمندی سے پوری انسانیت کو جمہوریت کے نظریات، اس کے ضابطہ حیات کی سرکاری برتری اور حکومتی سطح پر اس کی بالا دستی کی تلوار سے روح القدس کی انجیل مقدس اور نبی کریم ﷺ کے قرآن پاک کے نظریات اور ضابطہ حیات کے ملی جسد کو کاٹ کرر کھ دیا ہوا ہے۔



باباجی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں تمام الہامی صحیفوں کی تعلیمات، تعلیمی نصاب اور ان کی تربیت گاہوں کو سرکاری طور پر ان کو منسوخ اور معطل کر کے ان کو کلیسا اور مسجد میں مقید کر کے ان کو بے اثر بنا رکھا ہے۔حضرت داؤد علیہ السلام کی امت ہو یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت ہو یا حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کی۔عیسائی ہوں یا مسلمان، جمہوریت کے دانشوروں نے ان کے ممالک یعنی انہی کے گھروں میں ہی ان کے محبوب و مقبول پیغمبران کی نظریاتی سرپرستی سے ان کی امتوں کو محروم کر رکھا ہے۔یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ ان کی امتوں کو ان کے تعلیمی نصاب سے محروم، ان کی تعلیم و تربیت سے محروم۔ان کے تعلیمی اداروں سے محروم۔ان کے اخلاق و کردار سے محروم۔ان کی اخوت و محبت کے درس سے محروم۔ان کے عزت و احترام کے سلیقہ سے محروم۔ان کے خدمت و ادب کے فطرتی اصولوں سے محروم۔ان کے خلق عظیم سے محروم۔ان کی شفقتوں اور پیار کے طریقہ کار سے محروم ۔ان کے اعتدال و مساوات کی تعلیم سے محروم۔ان کے عدل و انصاف کے پیمانہ سے محروم۔ان کے فیض و برکات کی شمولیت سے محروم۔ان کے عفو و درگذر کی رہنمائی سے محروم، ان کے درس و تدریس کی عبادت سے محروم۔ان کی تیمارداری کے انداز سے محروم۔ان کے زخموں پر مرہم پٹی اور علاج معالجہ کے عمل سے محروم۔ان کے بیماروں اور لا علاج مریضوں کے شفا عطا کرنے کے معجزوں محروم۔ان کے فلسفہء حیات و ممات کی آگاہی سے محروم۔ان کی دنیا کی بے ثباتی کے درس سے محروم۔ان کے بتائے ہوئے عرفان الٰہی سے محروم۔ان کی قلیل ضروریات اور جلیل مقاصد والی زندگی کے انوار سے محروم۔ان کے انسانیت دوستی کے روشن روحانی چراغوں سے محروم۔ان کے بھوکوں کو کھانا کھلانے، پیاسوں کو پانی پلانے والے انسانوں کی شفقتوں سے محروم۔ان کے دلوں کو راحت دینے والے عمدہ اعمال سے محروم۔ان کے اسوہ حسنہ کے روشن پہلوؤں کی افادیت سے محروم۔ان کے نورانی ضابطہ حیات کے فیض سے محروم کرنے والے واقعات و اسباب جنکی وجہ سے پیغمبران کے مذہبی، دینی نظریات کے خلاف یہ فتنہ رونما ہوا۔ان کو روکنا اور ان کا تدارک کرنا اور اس کار خیر میں حصہ لینا مذہبی پیشواؤں اور الہامی رہنماؤں کا طیب فریضہ ہے۔آؤ مل کر اس کار خیر کے عمل کو سر انجام دیں۔یا اللہ تو اس عمل کی توفیق عطا فرما۔یا اللہ ہمیں ایسا قائد عطا فرما جو ان ظالم، غاصب معاشی اور معاشرتی ٹولہ کے رہزنوں اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے قاتلوں سے نجات دلا سکے۔امین۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

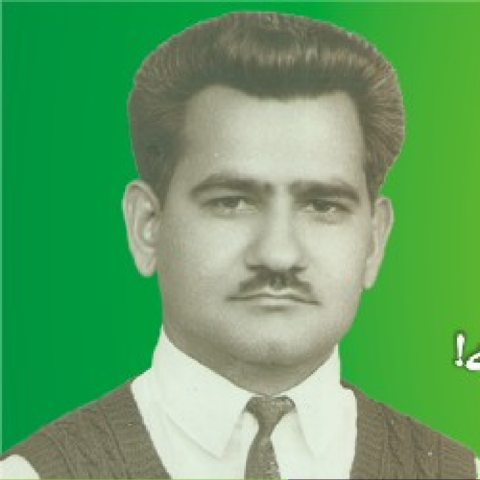


اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔ فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہوچکی ہیں

۱۵۔ آؤ! اس پر غور کریں۔ اہل بصیرت مذہبی پیشواؤں، وقت کے دیدہ وروں، اہل دائی انسانیت دوستوں، روحانیت کے پرستاروں اور مخلوق خدا سے پیار کرنے والوں کی توجہ ادھر دلانا نہائیت ضروری ہے۔ کہ وہ اس مذہبی، دینی فتنہ اور المیہ کی طرف غور کریں۔ اور اس کی وجوہات معلوم کریں۔ ان کا تدارک کرنے کیلئے کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کریں۔ جس سے یہ مذہب اور دین پر مسلط جمہوریت کا یہ فتنہ اور المیہ ختم ہوسکے۔ اور انبیاءکرام کی روحانی تعلیمات اور ان کے الہامی نظریات کو ملکی اور سرکاری سطح پر بالا دستی اور فوقیت دلائی جاسکے۔ تاکہ جو انسانی نسل مذہبی الہامی تعلیمات اور نظریات کے نصاب کی روشنی میں تیار ہو۔ اس کی سوچ، اس کی فکر، اس کی تربیت، اس کا کردار اور اس کا تشخص دینی نظریات کی شمع کا رول ادا کرسکے۔ یا اللہ دنیا میں اس نور کی روشنی کو پھیلانے کی توفیق عطا فرما۔ امین۔

۱۶۔ جمہوریت کے نظام حکومت پر مشتمل ملک کے یہ سرمایہ دار اور جاگیردار پارلیمنٹ کے ممبران جو ملک میں ان چند افراد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ الیکشنوں کے بعد ان کی اجارہ داری ملک و ملت پر قائم ہوجاتی ہے۔ جو جمہوریت کے سائے تلے ملوکیت کو پروان چڑھاتے چلے آرہے ہیں۔ یہ ملوکیتی ٹولہ حکمران بن کر اس ملک کے کروڑوں انسانوں کو دبوچ لیتا ہے۔ وہ ہر قسم کا ظلم اور ہر قسم کا معاشی اور معاشرتی قتال آسمبلی ممبران کے استحصالی قوانین کے مطابق کرتا رہتا ہے۔ یہ غاصب طبقہ عیش وعشرت کی زندگی گذارتا اور ملی خزانہ کو نوچتا اور حسب خواہش اپنے استعمال میں لاتا چلا آرہا ہے۔ اور پوری ملت بے بس، اپاہج اور مفلوج ہوکر ان کو ایک تماشائی کی طرح دیکھتی رہتی ہے۔ یہ ظالم رہزن ٹولہ اور طبقہ باہمی تعاون سے ملکی خزانہ، وسائل، ذرائع آمدن پر قبضہ کرلیتا ہے اور ان کی معاشی طاقت حکومت کی گن پر چھین لیتا ہے۔ سودی معاشی نظام رائج کرتا ہے۔ طبقاتی تعلیم سے طبقاتی معاشرہ پروان چڑھاتا ہے۔ پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون سازی کرکے تھانے اور کچہری کے سرکاری کلچر کے ذریعہ اس نظام کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ملوکیت کی جمہوریت کو ترقی کی راہ پر گامزن کردیا جاتا ہے۔ جو مذہبی نظریات اور اس کے تعلیمی نصاب کو نگلتی جاتی ہے۔ اس طرز حکومت میں نمرود فرعون اور یزید کے کردار تیار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ملت سیاسی جماعتوں کے نظریاتی انتشار و انارکی کا شکار ہوتی چلی جارہی ہے۔ پوری کائنات اس مرد حر کی منتظر کھڑی ہے۔ جو اس باطل نظام کو روند ڈالے اور ان کے کرداروں کو راہ راست دکھا سکے۔ یا اللہ ہم پر رحم فرما، ہم پر کرم فرما اور ہمیں اس عذاب سے نجات دلا۔ امین۔

۱۷۔ ان کا تدارک صرف اور صرف اسلام کے شورائی جمہوری نظام حکومت میں مضمر ہے۔ جہاں الیکشن نہیں سلیکشن کے ذریعہ ایماندار، دیانتدار، محنتی اور دین محمدیﷺ کے قریب ترین زندگی گذارنے والے نیک، صالح اور اعلیٰ اہلیت کے مالک کو ملی خدمت کے فرائض ادا کرنے کیلئے چنا جاتا ہے۔ وہ دستور مقدس کے مطابق اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے نظام کو قائم کرتا ہے۔ خود بھی اس کی پیروی کرتا ہے۔ اور پوری ملت اور عوام الناس کو بھی اس کی اطاعت میں سے گذارتا ہے۔ وہ اعتدال ومساوات اور عدل وانصاف کا محافظ ہوتا ہے۔ نہ کسی کیساتھ زیادتی کرتا ہے اور نہ ہی کسی کی حق تلفی۔ نہ ہی ملی دولت، ملکی وسائل اور قومی خزانہ لوٹا جاتا ہے۔ اور نہ ہی فرعونی نظام کے صدارتی ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤسز، گورنر ہاؤسز، وزیر ہاؤسز، مشیر ہاؤسز تیار ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی سرے محل، رائیونڈ ہاؤسز اور شاہی پیلسز کرپشن کے ذریعہ معرض وجود میں آتے ہیں۔ نہ کرپٹ افسر شاہی کی انتظامیہ اور نہ عدل کش عدلیہ کی تفاوتی تنخواہیں اور نہ ہی انگنت سرکاری شاہی سہولتیں کسی کو میسر ہوتی ہیں۔ نہ ۱۸ لاکھ گاڑیاں حکومتی ٹولہ اور انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کیلئے خرید کی جاتی ہیں اور نہ ہی روزانہ اربوں کا پٹرول، ڈیزل، گیس کے زرمبادلہ کا دھواں بنایا جاتا ہے۔ نہ ملکی خزانہ قرضوں کی شکل میں حکمرانوں میں تقسیم ہوتا ہے اور نہ ہی ملی خزانہ سے قانون کے جرائم پر مشتمل کرپشن سے ملوں، فیکٹریوں اور کارخانوں کا جال اندرونی اور بیرونی ممالک میں معاشی رہزنوں اور معاشی قاتلوں کا معرض وجود میں آسکتا ہے۔ یا اللہ مسلم امہ کو اس ظلم وزیادتی سے نجات عطا فرما۔ امین۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔ فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۱۸۔ اسلام کے نام پر عوام سے ووٹ لینا' اور اسلام کش نظریات پر مشتمل نان کرسچن مغربی جمہوریت کے نظام حکومت میں شامل ہو کر' مسلم امہ کو اسکے کافرانہ، ظالمانہ، غاصبانہ اور طبقاتی تہذیب و تمدن میں ڈھالنے میں برابر شریک ہونا' نام نہاد اسلامی جماعتوں کا وطیرہ بن چکا ہے۔ بے دین سیاسی نظام حکومت کی جماعتوں کے علما کرام دین کے وارث بنے بیٹھے ہیں۔ اس اسلامی مملکت پاکستان کو ان دینی سیاسی دہشت گردوں نے دوسری سیاسی جماعتوں سے ملکر دینی نظریات اور اس کی روحانی تعلیم و تربیت کا سرکاری طور پر قتال جاری کر رکھا ہے۔ جمہوریت کی سرکاری بالادستی کے بعد' اسلامی نظریات، اسلامی تعلیمی نصاب، اسلامی طرز حیات، اسلامی تعلیمی ادارے، اسلامی تعلیم و تربیت، اسلامی تہذیب و تمدن، اسلامی کلچر کو ختم کرنے اور اسلامی روح کو مسخ کرنے اور مسلمانوں کا نظریاتی نام و نشان مٹانے کیلئے ملک میں رائج الوقت جمہوریت اور اس کی سیاسی جماعتوں اور دینی جماعتوں کے ہوتے ہوئے کسی اور دشمن کی ضرورت نہیں۔ یا اللہ ہمیں ان منافقوں سے نجات دلا اور ہمیں دین کی آغوش میں پناہ عطا فرما۔ آمین۔

۱۹۔ اے عیسائیت کے پجاریو! اے عیسیٰ روح اللہ کے پرستارو! اے مخلوق خدا کی خدمت کے ہدی خوانو! اے روح القدس کے معجزوں کے وارثو! اے زخموں پر مرہم لگانے والو! اے شفا بخشنے والو! اے دکھی انسانیت کو راحت اور سکون کی دولت بانٹنے والو! اے خیر اور شر کی تمیز بتانے والو! اے رشد و ہدائیت کے راستے کے چراغو! اے خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے والو! اے امن اور آشتی کے علوم اور کردار کے امینو! اے انسانیت کی فلاح اور بہبود کے ضامنو! اے ابن مریم کے متولیو! آؤ ذرا چند لمحوں کیلئے مل بیٹھیں۔ غور کریں کہ معصوم بیگناہ بچے بوڑھوں اور بے ضرر مستورات کا قتال، اور غیر ترقی یافتہ اقوام کا معاشی اور معاشرتی قتال دنیا کے تمام ممالک میں اس عظیم امت کے نصیب کا حصہ کیوں بنتا چلا آ رہا ہے۔ نمرود اور فرعون کے مادہ پرست ایجنٹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی صفوں میں کیسے گھس آئے ہیں۔ بار بار سوچیں اور ان نقاط کا تجزیہ کریں۔ پرکھیں اور راستگی کا کوئی راستہ نکالیں۔ پھر سے مذہبی نظریات اور اس کے تعلیمی نصاب اور اس کے تعلیمی اداروں کو بحال کریں۔ اور انسانوں میں پھر سے ادب، خدمت اور محبت کے آسمانی تحفوں کو عام کریں۔ تا کہ اس جہان فانی سے فارغ ہونے سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات، ان کی تعلیمات، ان کے کردار، ان کے اعمال ان کی امت کا نصیب کا حصہ بن سکے۔ آمین۔

اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۲۰۔ کیا جمہوریت کا منشور یا دستور انسانی اذہان کی تخلیق نہیں ۔جبکہ انجیل مقدس کا دستور حیات خداوند قدوس کا عطا کردہ الہامی نظام حیات ہے ۔جو اس نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔

۲۱۔ کیا نان کرسچن مغربی جمہوریت کا طرز حیات ظلم، جبر اور انسانی قتال کا راستہ نہیں دکھاتا ۔جبکہ انجیل مقدس کا طرز حیات ظلم جبر اور انسانی قتال کا راستہ صرف روکتا ہی نہیں بلکہ انسانیت کے احترام اور اسکو تحفظ فراہم کرتا ہے ۔

۲۲۔ کیا نان کرسچن مغربی جمہوریت کا طرز حیات مادیت، اقتدار اور حکمرانی کی ہوس کی آگ جلاتا ،بھڑکاتا اور اس کے حصول کی خاطر قتل وغارت کے فرعونی راستہ پر گامزن نہیں کردیتا ۔جبکہ عیسائیت کا طرز حیات متاع ارضی کو ضرورت مند انسانوں تک پہنچانا، اقتدار کی طاقت حاصل کرنے اور حکمرانی کرنے کی بجائے انسانوں کے حقوق ادا کرنے اور ان سے محبت کرنے کے راستہ پر گامزن کردیتا ہے ۔یہ مذہب انسان کو انسانی بھلائی کی خدائی طاقت کا مظہر بنا کر پیش کرتا ہے ۔جو انسانوں کے دلوں کو خدمت سے تسخیر کرتا ہے اور خوشبو بن کر دلوں میں اتر جاتا ہے ۔

۲۳۔ کیا ایٹم بم، ایٹمی میزائل، ایٹمی آبدوزیں، ایٹمی پلانٹ، ایٹمی اسلحہ ہیروشیما، ناگاساکی کے جاپانی شہروں پر معصوم وبے گناہ انسانیت کے قتال کیلئے استعمال نہیں کیا گیا تھا۔کیا یہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا حصہ ہے یا نمرود، فرعون، شداد یا یزید کے مغربی جمہوریت کے پیروکاروں کا۔

۲۴۔ کیا جرمنی کو فتح کرنے کے بعد آٹھ سال کے بچے سے لے کر اسی سال کے بوڑھوں تک انسانوں کا قتال ۔قابل صد احترام صنف نازک حوا کی معصوم بیٹیوں کی چھاتیوں کو کاٹنا ان کی پیشاب گاہوں کو تیز دھار چاقو، چھریوں سے چیرنا ۔انسانی جسموں کے نازک اور ستر پوشی والے اعضا کی بے حرمتی کرنا کیا انجیل مقدس کی تعلیم کا حصہ ہے ۔کیا آج بھی اس تہذیب کے علمبردار غیر ترقی یافتہ ملکوں کے عوام کا قتال، مستورات کی بے حرمتی، بچے بوڑھوں کی تذلیل اور قیدیوں کے ساتھ بے پناہ غیر انسانی دلسوز تشدد کرتے اور بیگناہ، معصوم عوام الناس کو جدید مہلک اسلحہ اور ایٹمی جہنم کی چتا میں دھکیلتے چلے نہیں آرہے ۔یا اللہ یہ تیرے محبوب پیغمبر حضرت عیسیٰ روح اللہ کی پیاری امت کے افراد کو انکے حکمران نان کرسچن مغربی جمہوریت کے مادہ پرستی کے کفر کے تعلیمی نصاب کے ذریعے عوام الناس کو انکی الہامی کتاب انجیل مقدس کی تعلیمات کے متضاد انسانیت سوز کلچر کا ایندھن بنائے جا رہے ہیں ۔یا اللہ ان کو اپنے پیغمبر خدا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور ہمت عطا فرما۔آمین ۔

۲۵۔ کیا کوریا، کوسوا، بوسنیا، فلسطین، کشمیر، انڈونیشیا کے ٹکڑے، پاکستان کے ٹکڑے، ایران کی جنگ، عراق کی جنگ، کویت کی جنگ، روس اور افغانستان کی جنگ جن میں لاکھوں انسانوں کا قتال ہوا، لاکھوں انسان زخموں سے کراہتے رہے، لاکھوں انسانوں کے اعضا فضا میں بکھرتے رہے ۔کیا یہ عمل عیسائیت کا ہے یا فرعونیت کا۔کیا فلسطین، افغانستان اور عراق پر حملے اور قبضے ان کے ظالمانہ، قاتلانہ اور فرعونی درندگی کا حصہ ہیں یا ابن مریم کی مسیحائی کی روحانی، الہامی تعلیمات اور نظریات کا حصہ ہیں ۔یا اللہ ابن مریم اور اس کے محبوب پیروکاروں کو اس انسانیت کش اعمال کے عمل سے نجات دلا۔آمین ۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۲۶۔ کیا افغانستان جیسا غیر ترقی یافتہ ملک جس کو امریکہ جیسی بڑی طاقت نے دوستی کے حلقہ میں لے کر روس کی جنگ میں دھکیل دیا۔جس کی وجہ سے چار پانچ لاکھ افراد اس جنگ کی نظر ہو گئے۔کئی لاکھ انسان اس جنگ کی وجہ سے زخموں کی اذیتوں، بھوک ننگ کی مصیبتوں میں مبتلا ہوئے۔روس کو شکست ہوئی۔اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔اس وجہ سے افغانستان کیمونسٹ بلاک سے کٹ کر دنیا میں تن تنہا اور سب سے بڑھ کر، روس کے قریب ایک بدترین دشمن بن کر رہ گیا۔چاہئے تو یہ تھا کہ امریکہ اور اس کے اتحادی اس کی تعمیر نو میں حصہ لیتے۔اس کے مالی جانی تعاون کی قدر کرتے۔لیکن انہوں نے تو ایک کمزور، غیر ترقی یافتہ محسن ملک کے بھوکے ننگے انسانوں پر ایک اور قیامت برپا کر دی۔ان کا یہ خونی کھیل، ان کا یہ محسن کش روحانی پستی کا عمل تاریخ کے اوراق میں ان بدکردار حکمرانوں کے کردار پر لعنت بھیجتا رہے گا۔انہوں نے افغانستان کے خلاف بے بنیاد الزامات عائد کئے۔اپنے حواریوں اور اتحادیوں کو ساتھ ملایا۔نشر واشاعت اور الیکٹرک میڈیا پر گیارہ ستمبر کے ٹاورں کے تباہ ہونے کے واقعہ کا افغانستان کو ذمہ دار ٹھہرایا۔اسامہ بن لادن کو اس کا ہیرو ڈیکلئیر کر دیا۔طاقتور کے سامنے چوں چراں کرنے کا جرم ثابت ہو گیا۔اپنے حواریوں کو ساتھ ملایا۔دنیا کا جدید ترین اسلحہ کے بحری جہاز، ایٹمی بحری بیڑا، انگنت میزائل، لاتعداد جنگی جہاز، ڈیزی کٹر بموں کے وافر سٹاک اور ہر قسم کی بحری، بری، اور ہوائی افواج لے کر افغانستان کی طرف دوڑ پڑا۔ہزاروں فٹ کی بلندی سے تباہ کن بم بارش کی طرح برسائے مخلوق خدا کی بستیوں کو پل بھر کے اندر نیست ونابود کر دیا۔ہسپتالوں، تعلیمی اداروں، انسانی بستیوں کو کھلے عام نشانہ بنایا۔کمزور، بے بس، اور غیر ترقی یافتہ افغانیوں ان کے بچوں، بوڑھوں اور مستورات کا خوب قتال کیا۔پہلے ان کو دنیا میں تن تنہا اور بے یارومددگار کیا۔پھر ان کو ہوائی حملوں اور میزائلوں سے کچل دیا اور فتح کے بگل بجائے۔اور افغانستان میں ان اتحادیوں کی فوجیں داخل ہو گئیں۔زمینی جنگ کا آغاز ہوا۔اسامہ بن لادن کو ایک دہشت گرد گروہ کا ہیرو بنا کر تمام دنیا کے بے ضرر انسانوں کو اور نظریاتی مذہبی پیروکاروں کو دہشت گردوں کا نام دیکر انسانیت کا قتال فرعون کی طرح گھر گھر اور ملک ملک جاری کر رکھا ہے۔کیا یہ دھوکہ اور فریب کی سیاست حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کا حصہ ہے۔کیا یہ تمام جنگیں انجیل مقدس کے نظریات کا حصہ ہیں یا نان کرسچن جمہوریت کے فرعونی مذہب کا فیض جاری ہے۔کیا یہ فرعونی ایجنٹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی تعلیمات اور ان کے طیب کردار پر بدترین داغ ہیں یا نہیں۔کیا یہ دنیا کا امن عامہ تباہ کرنے کے مجرم ہیں یا نہیں۔کیا یہ معصوم وبے گناہ انسانوں کے قاتل ہیں یا نہیں۔اس کا فیصلہ عیسائیت کے پیروکاروں، پادری وبشپ کو از خود کرنا ہوگا۔کہ وہ انسانیت کے قاتل ہیں یا نہیں۔ان کا حشر کیا ہوگا۔یہ افغانستان سے کیسے واپس جاتے ہیں۔ان کے اقتدار کا سورج کب اور کیسے ڈوبے گا۔یہ وقت کی خاموش کتاب بتائیگی۔یہ ان کا پیدا کیا ہوا فتنہ ان کے لئے کتنا بڑا اذیتناک صدمہ باعث عبرت بن کر پیش آئیگا۔کوئی بھی دہشت گرد انکے ایٹمی پلانٹوں انکو، انکے ممالک کو خاکستر کر کے رکھ دیگا۔یا اللہ انسانیت کو اس المیہ سے نجات کا کوئی راستہ دکھا۔تاکہ دنیا ناگہانی آفات سے محفوظ رہ سکے۔امین۔





اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۲۷۔ عراق امریکہ کا اتحادی ملک تھا۔امریکہ کے کہنے پر اس نے ایران پر حملہ کیا۔دونوں ممالک کے لاکھوں انسان اس جنگ میں کام آئے ۔دونوں ممالک نے مغربی ممالک سے خوب اسلحہ خریدا۔اوراپنی معاشی طاقت ان کے حوالے کردی۔دونوں ممالک کی معاشی جنگ نان کرسچن جمہوریت کے ہیرو جیت کر اپنے ساتھ اپنے گھروں کو لے گئے ۔کیا یہ سیاسی درندگی ابن مریم جیسے عظیم پیغمبر کی تعلیمات کا حصہ ہے ۔دنیا کے ترقی یافتہ ملک کے نان کرسچن جمہوریت پسند حکمرانوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریات کی روح کو مسخ کر کے رکھ دیا۔اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماویں۔انکو حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے نظریات کی پیروی کی توفیق عطا فرماویں۔امین۔

۲۸۔ عراق کے عظیم دوست امریکہ۔اور اس کے اتحادیوں نے صدام حسین سے کویت پر حملہ کروایا۔لیکن عراق کے خلاف تمام عربوں نے کویت کا ساتھ دیا۔امریکہ کے سیاستدانوں نے ایک سیاسی قلابازی کھائی ۔عراق کے خلاف عربوں کے ساتھ مل کر عراق کی تباہی مچادی۔اپنی افواج عرب ممالک میں داخل کر دیں۔اپنی افواج کے تمام اخراجات ان سے وصول کئے۔اس کے علاوہ تمام اسلحہ جو انہوں نے عراق کے خلاف استعمال کیا۔وہ تمام رقم بھی تمام عربوں سے وصول کی ۔ان کو کمال ہنرمندی سے اس جنگ میں الجھا کر خود مال غنیمت لے کر اپنے اپنے ممالک لے بھاگے ۔ایسا کرنا مغربی جمہوریت کے سیاسی کلچر کا حصہ بن چکا ہے ۔کیا یہ عیسائیت کے نظریات کی پرچار ہے ۔کیا عیسائیت کے نظریات اور جمہوریت کے فرعونی نظریات کے تضاد سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملت کے کردار میں منافقت کی تربیت کی پرورش نہیں ہوتی چلی آرہی ۔کیا مذہب اور اس کے نظریات کی بالادستی قائم ہونی چاہیے یا نہیں۔اس کا جواب مذہبی پیشوا یا اہل دانش یا اہل بصیرت مذہب پرست ہی دے سکتے ہیں۔

۲۹۔ کویت کی جنگ کے بعد امریکہ۔اور اس کے اتحادی ممالک نے عراق کی ناکہ بندی کردی۔اس کے ساتھ ہر قسم کی قطع تعلقی کر لی۔اس پر ہر قسم کی پابندی لگادی گئی ۔ہر قسم کی خوراک اور ہر قسم کی ادویات تک عراق میں داخل نہ ہونے دیں۔اس کے خلاف نشر واشاعت کا میڈیا و رالیکٹرانک میڈیا کی جنگ جاری کردی۔کہ اس کے پاس ایٹمی ہتھیار ہیں ۔وہ متواتر و مسلسل مہلک ہتھیار تیار کرتا چلا آرہا ہے ۔صدام حسین اور اس کے ملک کو جھوٹے ، بے بنیاد الزامات میں ملوث کیا۔اس کے ملک میں اپنے انسپکٹروں کی افواج برائے تلاشی ایٹمی مواد بھیجتے رہے ۔جب ان کو یقین ہو گیا کہ عراق کے پاس کسی قسم کا کوئی مہلک ہتھیار نہیں ہے ۔تو امریکہ نے اپنے حواریوں کے ساتھ ہم مشورہ اور ہم صلاح ہو کر مغربی جمہوریت کے اصول وضوابط کی روشنی میں اس کو دہشت گرد قرار دیا۔اور اس جمہوریت کی جھوٹی سیاست کے ظالم اور غاصب دہشت گرد حکمرانوں نے اس کے خلاف اعلان جنگ کا بگل بجادیا۔تمام اتحادیوں کے ممالک کی افواج عراق کی طرف دوڑ پڑیں۔ایٹمی میزائلوں ، جنگی جہازوں سے لدے ہوئے بحری جہاز ، ڈیزی کٹر بموں ، گیس بموں ، نائیٹروجن بموں ، جراثیمی بموں و رجدید ترین اسلحہ لے کر عراق کا گھیراؤ کر لیا۔اور حملے جاری کر دیئے ۔آسمان کی بلندیوں سے ڈیزی کٹر بموں کی بارشیں جاری کر دیں۔آگ لگانے والے بموں سے لے کر زوس سسٹم بریک کرنے والے گیس بموں کا استعمال کیا گیا۔معصوم و بے گناہ اور بے ضرر مخلوق خدا کو کچل دیا گیا۔اور صدام کو پکڑ لیا گیا۔عراق پر قبضہ کر لیا گیا۔اس کی ملکی تیل کی پیداوار اور تمام وسائل کو اپنے کنٹرول میں لے لیا گیا ہے ۔ان ظالموں کا تدارک کیسے اور کس وقت ہو گا۔کوئی خودکش حملہ آور مظلوم ان کے ایٹمی پلانٹوں و رایٹمی ایندھن کو کب تباہ اور نیست ونابود کرے گا ۔یہ وقت کی خاموش کتاب میں درج ہے ۔یہ کوئی اچھا عمل نہیں ہو گا۔وہاں بھی معصوم و بے گناہ مخلوق خدا خاکستر ہو جائے گی ۔اس کا تدارک اب بھی ممکن ہے ۔اس کا حل مذاہب کے نظریات اور تعلیمات کی سرکاری بالادستی میں مضمر ہے ۔یا اللہ ہمیں ان وقت کے فرعونوں سے نجات کا کوئی راستہ دکھا۔امین۔



بابا جی عنایت اللہ



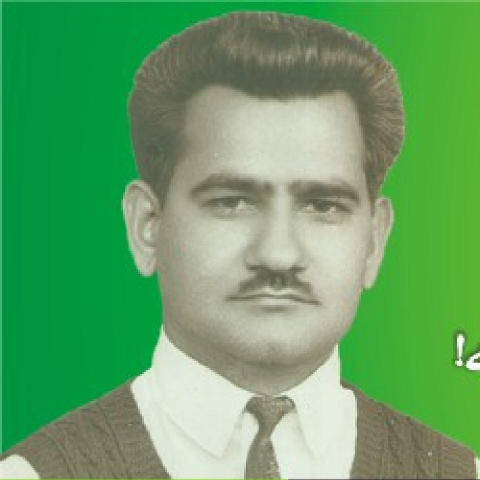
جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔ فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۳۰۔ تمام اتحادی ممالک کی افواج عراقی عوام کو کچلنے میں مصروف ہیں۔ زمینی جنگ جاری ہو چکی ہے۔ خوف خدا ان کے دلوں سے مفقود ہو چکا ہے۔ ان بد بخت اتحادی ممالک کے حکمرانوں کو کوئی دکھ، کوئی رنج، کوئی ملال، کوئی شرم تک نہیں آتی ۔ کیونکہ نہ وہ خود لڑتے ہیں اور نہ ان کی اولادیں ان جنگوں میں شامل ہوتی ہیں۔ قتال کے لئے تو عوام الناس کی اولادیں ہوتی ہیں ۔ امریکی فوجی ہو یا برطانیہ کا۔ جاپان کا فوجی ہو یا کوئی عراق کا ہو۔ آخر انسانی زندگی کا قتال ہی تو ہوتا ہے۔ انسانیت کو کچلنا معصوم اور بے گناہ بچوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں کا قتال، بستیوں کو نیست و نابود کرنا، انسانوں کے اعضا فضاؤں میں بکھیرنا، زخموں سے انسانوں کو چور کرنا، کمزور مخلوق کو روند ڈالنا اور نگل جانا۔ ان سے زندگی کا حق چھیننا دہشت گردی ہے یا اپنے جان و مال اور ممالک کی حفاظت کرنا دہشت گردی ہے ۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت بنی نوع انسان کے قتال کا کبھی ایسا تصور بھی کر سکتی ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ ایسے کام صرف عیسائیت کے روپ میں نمرود، فرعون، شداد، یزید کے ایجنٹ جو نان کرسچن جمہوریت کے حکمران بن کر عیسائیت پر مسلط ہو چکے ہیں۔ یہ عمل جمہوریت کے فرعونی تعلیمی اداروں کے تربیت یافتہ درندہ صفت انسانیت کے قاتل ہی ایسے گھناؤنے رول ادا کر سکتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا عیسائیت کے الہامی نظریات یا انجیل مقدس کی روحانی تعلیمات کا حصہ ہے۔

۳۱۔ عزیزانِ من غور سے سن لو۔ موت زندگی سے زیادہ حسین صرف مسلمان کو ہی نظر آتی ہے ۔ کیونکہ شہادت کی موت ان کا مقصود حیات ہوتا ہے۔ وہ خدا کیلئے جیتے ہیں اور خدا کیلئے ہی مرتے ہیں۔ جہاد ان کے لئے ایک طیب فریضہ ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ موت کا وقت متعین ہوتا ہے۔ اس میں ایک لمحہ کا کروڑواں حصہ بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی درست ہے کہ جمہوریت پسند حکمرانوں کے پاس جدید ترین مہلک ایٹمی اور ہر قسم کے تباہ کن روایتی ہتھیاروں کے انبار موجود ہیں۔ خودکش انسانی بموں کی تعداد بھی گنتی سے باہر ہے۔ جمہوریت کے فرعونی نظریات کے ظالم، غاصب معاشی اور معاشرتی قاتلوں نے فطرت کے اصولوں اور ضابطوں کے خلاف مادی قوت اور فرعونی طاقت کے بھروسے پر جنگ کا آغاز کر دیا ہوا ہے۔ دنیا کا امن تباہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اسرائیل کب تک فلسطین میں جنگ جاری رکھ سکے گا۔ افغانستان میں کب تک اتحادی ممالک کی افواج ان وطن پرست افغانیوں کے ساتھ زمینی جنگ لڑ سکیں گی۔ کب تک عراق میں خودکش حملوں کا امریکی افواج مقابلہ کرتی رہیں گی۔ کب تک امریکی عوام اور اتحادی ممالک اپنے نوجوانوں اور فوجیوں کی لاشیں ان ممالک سے وصول کرتے رہیں گے۔ خودکش حملہ آور بھی جدید اسلحہ کو بروئے کار لاتے رہیں گے۔ انسانی زندگی کا قتال دونوں طرف سے دن بدن بڑھتا رہے گا۔

۳۲۔ امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کے عوام کو سوچنا ہو گا بلکہ بار بار سوچنا ہو گا کہ ان جنگوں کو طول دینا چاہتے ہیں یا ختم کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے جیسے وقت گذرتا جائے گا۔ دنیا کا کوئی سفارت خانہ، کوئی ایئر پورٹ، کوئی ملک، کوئی شہر، کوئی تجارتی مرکز، کوئی ایٹمی بجلی گھر، کوئی کارخانہ، کوئی ایٹمی آب دوز، کوئی ایٹمی پلانٹ، کوئی کمپیوٹر سسٹم، کوئی اسمبلی ہال، خاص کر مغربی ممالک کے عوام کیلئے دنیا کا کوئی ملک محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ دنیا ان چند ظالم اور درندہ صفات امریکی اور برطانوی حکمرانوں اور ان کے اتحادیوں کی عدل کش اور مسلم کش اور انسانیت کش پالیسیوں کی وجہ سے امریکہ اور برطانیہ کے عوام کو اور پوری گلوبل لائف کو سخت اور سنگین حالات سے دوچار کر چکی ہے۔





اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہوچکی ہیں

۳۳۔ اس کے علاوہ ان کے مغربی اتحادی ممالک کے عوام الناس کیلئے جینا معاشی اور معاشرتی طور پر دشوار ہو جائے گا۔ہر قسم کی تجارت اور ہر قسم کا کاروبار بری طرح صرف متاثر ہی نہیں ہوگا بلکہ مکمل طور پر امریکہ، برطانیہ اور اس کے اتحادی ممالک کی معاشی اور معاشرتی حالت دگرگوں ہوتی جائیگی۔ان کی دنیا میں رواں دواں ہر قسم کی مصنوعات کی سپلائی کی مارکیٹیں ختم اور وائنڈ اپ ہوتی جائینگی۔دنیا کے ہر ملک میں ان کے پھیلے ہوئے بیشمار کارخانے، ملیں ،فیکٹریاں ان کی ان ظالمانہ پالیسیوں کی نظر ہو جائیں گی۔اس حقیقت کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔کہ غیر ترقی یافتہ ممالک کی وجہ سے ترقی یافتہ ممالک کا وجود قائم رہ سکتا ہے۔مانگ اور سپلائی کا میزان قائم رہے تو سپلائی والے ممالک معاشی طور پر زندہ رہ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔امریکہ برطانیہ اور اس کے اتحادی ممالک کو یہ جنگ بڑی مہنگی پڑے گی۔ان ظالم، غاصب چند امریکی اور برطانوی فرعونی فطرت کے حامل حکمرانوں اور ان کے اتحادیوں نے بے بنیاد الزامات عائد کر کے افغانستان، عراق اور مشرق وسطیٰ کے ممالک پر حملے کر کے ان کی نسل کشی شروع کر رکھی ہے۔امریکہ، برطانیہ اور ان کے اتحادیوں نے مل کر ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق عربوں کے علاقہ پر پہلے یہودیوں کو بسایا اور پھر قبضہ کروایا اور پھر اسلحہ کی نوک پر اسرائیل کا وجود دنیا کے نقشہ پر قائم کروایا۔بے پناہ فلسطینیوں کا قتال ہو چکا ہے اور ابھی جاری ہے۔اسرائیل کے فرعونی نظریات پر مشتمل تعلیم یافتہ، تربیت یافتہ فرعونی نسل کے یہودیوں کو امریکہ، برطانیہ اور ان کے اتحادی ممالک نے ان کو جدید ترین مہلک اسلحہ کی سپلائی وافر مقدار میں مہیا کرتے چلے آرہے ہیں۔وہ ان کی پست پناہی سے مسلمانوں کی بستیوں کو ٹینکوں سے روند ڈالیں یا میزائلوں سے نیست ونابود کر دیں یا نیپام بموں سے خاکستر کر ڈالیں یا ہیلی کاپٹروں سے ان کے گھروں کو چھلنی کر ڈالیں یا ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں تو کوئی بات نہیں۔اگر نہتے فلسطینی ان کے ظالمانہ قتال کرنے اور ان کی عزت وناموس کو روندنے، ان کی بستیوں کو ختم کرنے، ان کے علاقہ پر مزید قبضہ کرنے سے روکیں۔اور اسرائیلیوں پر خودکش حملے کریں تو امریکہ، برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے نزدیک فلسطینی دہشت گرد۔اسرائیل اگر امریکہ، برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی معاونت سے ایٹم بم اور ایٹمی میزائل تیار کر لے تو اسے کھلی چھٹی۔دوسری طرف اگر کوئی مسلمان ملک ایٹمی بجلی گھر تعمیر کر لے تو وہ ایٹم بم بنانے کا مجرم۔عراق، لیبیا، شام، ایران اور دوسرے اسلامی ممالک پر محض ایٹم بم تیار کرنے کے الزامات کی بنا پر ان پر ہر قسم کی پابندیاں عائد۔عراق کو انہوں نے اسی ایٹم بم تیار کرنے کے جھوٹے الزامات کی بنا پر نشان عبرت بنایا۔عراق کے بے گناہ، معصوم بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں اور مستورات کا قتل عام کیا۔ان کے جسموں کے اعضاؤں کو فضاؤں میں بکھیرتے رہے۔ڈیزی کٹر بموں، نیپام بموں، میزائلوں، جہازوں، ٹینکوں، توپوں سے ان کی بستیوں، ان کے شہروں، ان کے ہسپتالوں، ان کی عبادت گاہوں، ان کے تعلیمی اداروں، ان کے معصوم طالبعلموں کو تباہ اور خاکستر کرتے رہے۔



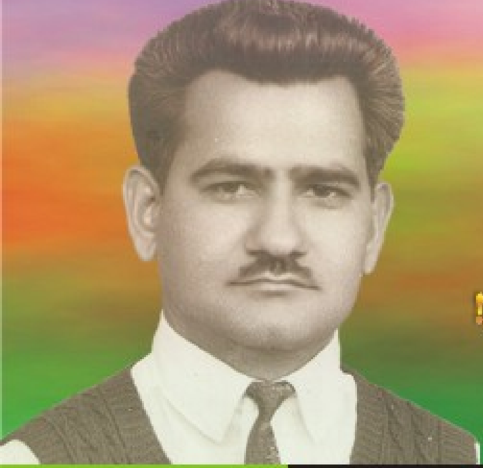
بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہوچکی ہیں

اس سے قبل افغانستان پر اسی طرح کے غلط، جھوٹے اور بے بنیاد گیارہ ستمبر کے دوٹاوروں کے تباہ کرنے کے واقعات کو اسامہ بن لادن اور افغانستان کی حکومت سے منسوب کرکے ان پر الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ان کو اس واقعہ کا مجرم ثابت کرتے رہے۔اس کے بعد امریکہ اور برطانیہ اور اس کے اتحادی مما لک اکٹھے ہوکر جدید اسلحہ، بحری بیڑا، جنگی جہازوں، میزائلوں کو اٹھا کر افغانستان کی طرف دوڑ پڑے۔ڈیزی کٹر بموں کا انبار، نیپام بموں کے ذخائر، بحری افواج، ہوائی افواج اور بری افواج کی بہت بڑی تعداد لے کر افغانستان پر حملے شروع کر دیئے۔اس کمزور، غیر ترقی یافتہ ملک اور سامان حرب سے محروم افغانستان کے عوام ۔ان کی بستیوں، شہروں، درسگاہوں، ہسپتالوں، خوراک کے ذخیروں پر ڈیزی کٹر بموں اور جدید ترین تباہ کن میزائلوں کی بارشیں کرتے رہے۔یہ ظالم، بے رحم انسانی شکل میں خوفناک مغربی درندے ہزاروں نہتے افغانی بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں اور مستورات کو لقمہ اجل بناتے رہے۔وہ وحشیوں، درندوں اور پاگلوں کی طرح انسانی قتال کرتے رہے۔ہزاروں افراد گھناؤنے زخموں سے کراہتے اور چیختے رہے۔بیشمار معصوم و بے گناہ انسانوں کے اعضا فضا میں اڑتے اور بکھرتے رہے۔دنیا اور خاص کر مسلم امہ اور ابن مریم کی امریکہ، برطانیہ میں بسنے والی عیسائی امت ایک تماشائی کی طرح افغانستان اور عراق کے عوام کا حشر نشر دیکھتی رہی۔کیا یہ جمہوریت کے فرعونی نظریات کی تعلیم وتربیت اور کردار کا حصہ ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی، الہامی تعلیم وتربیت اور کردار کا حصہ ہے۔یہ وقت ہے کہ دنیا کی ضمیر کو جھنجوڑا جائے۔عیسائیت کے ماننے والوں سے پوچھنا اور سوال کرنا اشد ضروری ہے۔کہ وہ بتائیں کہ ان کے عظیم اور رحیم انسانیت کے داعی مقبول ومحبوب پیغمبر نے ان ظالموں کو انسانی قتال کرنے اور ایسے ظلم وبربریت پر خاموش رہنے کی تعلیم یا تلقین کر رکھی ہے۔حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ کی امتوں کو کلمہ حق پڑھنا ہوگا۔دین محمدی ﷺ اور عیسائیت کی روحانی، الہامی تعلیمات کو زندہ کرنا اور بروئے کار لانا ہوگا۔ان کے کردار کی خوشبو کو اس جہان رنگ وبو میں پھیلانا ہوگا۔ان انسانیت کے قاتل مجرم حکمرانوں کو انصاف کے کٹہرے میں لاکھڑا کرنا ہوگا۔چند فاسق، فاجر، مادہ پرست، اقتدار کے بھوکے فرعونی نسل پر مشتمل مرسلین کی امتوں کے قاتلوں کو، جو اب یہودیوں کے روپ میں دنیا کا اقتدار حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں اور جنہوں نے عیسائیت کو آلہ کار بنا رکھا ہے۔ان کو روکنا ہوگا۔ابن مریم کے پجاریو! کیا آپ ان چند فرعونی نسل کے یہودیوں کی خاطر دنیا کا امن تباہ کرنا اور ۵۶ اسلامی مما لک کے ایک ارب پچیس کروڑ مسلم امہ کے فرزندان کو بلا جواز نشانہ عبرت بنانا جائز اور ضروری سمجھتے ہو۔سن لو۔ان ظالم، غاصب حکمرانوں کی یہ غیر منصفانہ بین الاقوامی پالیسیاں اس دنیا کی تباہی کے دروازے پر دستک دے رہی ہیں۔کوسوو اور بوسنیا میں مسلمانوں کا بے پناہ قتال اور ان کی بیشمار اجتماعی قبروں کا انکشاف۔بچوں، بوڑھوں اور مستورات کے ساتھ دلسوز مظالم کی داستانیں۔روح القدس کے باغی اور فرعونی نسل کے جمہوریت کے مذہب کے داعی عیسائیت کے نظریات اور ان کی تعلیم وتربیت اور کردار کو نگلنے والے امریکہ اور برطانیہ کے سیاسی جاہل دانشور حکمرانوں کو انصاف کی عدالت میں لاکھڑا کرنا عین حق ہے۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۳۴۔ امریکہ ، برطانیہ اور ان کے اتحادی ممالک کے جمہوریت کے فرعونی نظریات اور تعلیم وتربیت سے آراستہ حکمرانوں سے نہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانی نظریات اور روحانی تعلیم وتربیت کو تسلیم کرنے والی امت سے سوال ہے ۔کہ وہ واضح کریں کہ ملکوں پر نا جائز ، بے بنیاد اور جھوٹے الزامات عائد کر کے ان پر حملے کرنے والے اور ان کا قتل عام کرنے والے دہشت گرد ہیں۔یا اپنے ممالک کی حفاظت کرنے اور جان ومال کو بچانے والے دہشت گرد ہیں۔

۳۵۔ ترقی یافتہ مہلک ،تباہ کن ہتھیار بنانے والے جمہوریت کے پروردہ جاہل حکمران اور غیر مہذب انسانیت کا قتال کرنے والی اقوام دہشت گرد ہیں یا غیر ترقی یافتہ ان ہتھیاروں سے محروم ممالک اور اقوام دہشت گرد ہیں۔

۳۶۔ جمہوریت کے نظریات اور اس کی فرعونی تعلیم وتربیت کو دنیا بھر کے ممالک میں نافذ العمل کروانے والے اور مذاہب کے نظریات اور ان کی تعلیم وتربیت کو سرکاری سطح پر منسوخ ،مسترد اور مفلوج کروانے والے ابن مریم کے پیروکار ہیں یا فرعون کے۔

۳۷۔ فلسطین ،کوسوو ،بوسینیا ،افغانستان ،عراق ، لیبیا ،شام ،مصر ،ایران ،انڈونیشیا ،مشرقی پاکستان ، پاکستان پر حملے کرنا دہشت گردی ہے یا اس دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنے والے دہشت گرد ہیں۔

۳۸۔ کشمیر پر ہندوستان کا غاصبانہ قبضہ اور ان پر بے پناہ ظلم ۔ہندوستان کی سات لاکھ افواج کا اسی پچاسی ہزار کشمیری مسلمانوں کا قتال ، بیشمار زخمیوں اور اپاہج ،بچوں ، بوڑھوں ،نوجوانوں کی اندوہناک داستانیں اور مستورات کی بے حرمتیوں کے واقعات ۔ریاستی دہشت گردوں کو حق بجانب قرار دینا اور کشمیریوں کو آزادی کی جنگ لڑنے اور اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرنے کے جرم میں دہشت گرد قرار دینا ۔کس تہذیب کا حصہ ہے ۔ابن مریم کی تہذیب کا یا فرعون کی تہذیب کا۔

۳۹۔ یہ سب واقعات امریکہ ، برطانیہ اور ان کے اتحادی کرسچین ممالک کے زیر نگرانی پروان چڑھتے چلے آرہے ہیں ۔اور اس بات کی غمازی کرتے ہیں۔کہ یہ تمام عدل کش اور باطل پالیسیاں فرعون کی روشن خیالی کی پرتو ہیں۔کسی عیسائیت کے پیروکار کی ہرگز نہیں۔کیا ابن مریم کی امت کو جمہوریت کے اس راستہ پر گامزن رہنا چاہیے یا مذہب کی فلاحی اقدار کی پیروی کرنی چاہیے۔

۴۰۔ یہ تمام اندوہناک حالات اور واقعات مسلم امہ کو سوچنے پر مجبور کر رہے ہیں ۔کہ تمام مسلم ممالک اور پوری مسلم امہ کو ایک مرکز پر اکٹھا ہونا پڑیگا۔ان کے ۵۶ اسلامی ممالک میں ایک ارب پچیس کروڑ کی نفری موجود ہے۔اگر یہ لوگ اپنی روزمرہ کی ضروریات میں سے صرف چند اشیا ان سے خرید کرنا بند کر دیں۔تو ان کے کارخانے ،ملیں ،فیکٹریاں ویران ہوتے دیر نہیں لگے گی۔ان کی کاروباری کمپنیاں خود بخود دیکھر جائیں گی۔ بیروزگاری ان کا نصیب بن کر ابھرے گی۔ان کی معاشیات کی عمارت ریت کے گھروندے کی طرح بکھر جائیگی۔مسلم امہ کو ان کے ساتھ لڑنے اور جنگ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۴۱۔ مثال کے طور پر اگر نام نہاد یہودیوں اور عیسائیوں کے روپ میں فرعونوں کی تیار کردہ ٹوتھ پیسٹیں، صابن اور پیپسی کولے جیسی لاتعداد اشیا ہی کو بند کر دیا جائے ۔تو اسلامی دنیا کے تمام ممالک میں پھیلی ہوئی ۔ان کی تمام اشیا اور مصنوعات تیار کرنے والی تمام کی تمام دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ملیں، فیکٹریاں اور کارخانے خاص کر مسلم ممالک کے ۵۶ ملکوں میں بند ہو جائیں گے۔ان کی معاشیات چند دنوں میں نیست و نابود ہو کر رہ جائینگی ۔یہ ملک بھی روس کی طرح کئی ریاستوں میں منقسم اور ختم ہوتے جائیں گے۔

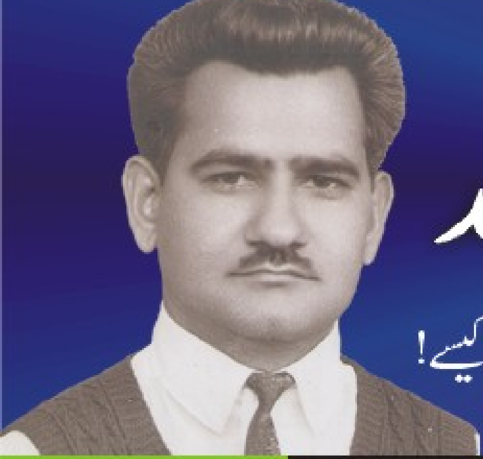
۴۲۔ اگر مسلم امہ اپنے تعلقات اور اپنی تجارت کا رخ ایشیائی ممالک، چین، جاپان، ہندوستان اور روسی ریاستوں کی طرف موڑلیں تو دوستی کا رشتہ بھی استوار ہوگا اور ان کی بین الاقوامی حیثیت بھی بحال ہوگی ۔روزمرہ زندگی کی اشیا بھی موزوں داموں سے میسر ہونگی ۔

۴۳۔ مسلم امہ کو یونائیٹڈ سٹیٹ آف امریکہ کی بنیادوں پر ۵۶ اسلامی ممالک کو ایک مرکز پر اکٹھا ہو کر اپنی بین الاقوامی طاقت اور سیاسی حیثیت قائم اور بحال کرنا ہوگی ۔یہ عمل انشا اللہ اتحاد، اتفاق اور محبت کا ایک نیا انسانیت ساز درس دنیا میں جاری کر دے گا۔ جو دنیا میں امن قائم کرنے کا اہم رول ادا کریگا۔اس اسلامی سٹیٹ کو اسلامائزیشن کا شورائی نظام قائم کرنا ہوگا۔انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا راستہ دکھانا ہوگا۔

۴۴۔ انسانی عقل فطرت کے کارخانے میں رسائی حاصل نہیں کر سکتی ۔کس کو معلوم کہ ان کے یہ پیدا کردہ تباہ کن حالات ان کی تباہی کا باعث ہیں یا کسی اور کی ۔

۴۵۔ اپنے ہی تیار کردہ ایٹم بم ان کے لئے، ان کے ملکوں کیلئے، ان کی عوام کے لئے اور پوری انسانیت کیلئے کتنے تباہ کن ثابت ہو سکتے ہیں ۔کیا مہلک ہتھیار اور ایٹم بم مخلوق خدا کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے تیار کرنا حضرت عیسیٰ روح اللہ کے الہامی ضابطہ حیات کا مقصود ہے۔ کیا عیسائیت کے اہل بصیرت مذہبی پیشواؤں اور روحانی رہنماؤں کا یہ فرض نہیں بنتا کہ وہ جمہوریت کے اس فرعونی فتنہ کو روکیں اور دنیا بھر کے عیسائیوں کا رخ انجیل مقدس کی تعلیمات اور اس کے نظریات کی طرف مبذول کروائیں ۔پیغمبران کی امتیں ثابت کریں کہ وہ مخلوق خدا اور پوری انسانیت کے لئے بے ضرر ہی نہیں بلکہ منفعت بخش ہیں ۔

۴۶۔ آؤ اپنے اپنے ممالک میں انجیل مقدس اور قرآن پاک کے نظریات اور ان کی تعلیمات کی بالادستی سرکاری طور پر قائم کریں ۔تا کہ اسلام اور عیسائیت اور انسانیت اس مذہب کش فرعونی اذیتناک جمہوری طرز حکومت اور اس کے المیہ سے بچ سکے ۔یا اللہ اہل مذاہب کو نمرود، فرعون، یزید کے اعمال سے توبہ کی توفیق عطا فرما۔اور پیغمبران کی نورانی تعلیمات اور الہامی نظریات کے راستہ پر چلنے کی ہمت بخش ۔ان کو دنیا میں سرفرازی عطا فرما۔آمین ۔

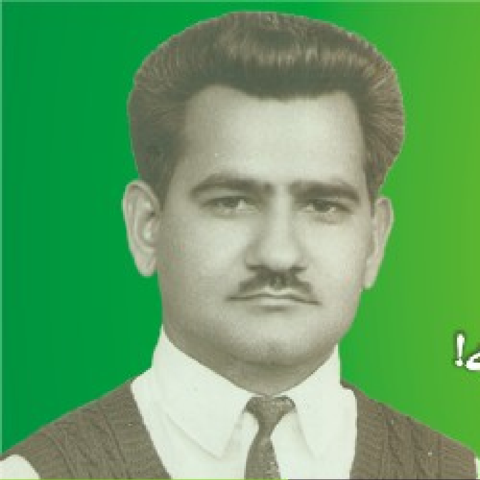




اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہوچکی ہیں

۴۷۔ جمہوریت انسانوں کی فکروتخلیق کے اصولوں اور ضابطوں کا تیار کردہ قوانین کا مجموعہ ہوتا ہے۔جس میں قدم قدم پر غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے۔جن میں ذاتی مقاصد اور ذاتی خوشحالی کا عنصر کارفرما ہوتا ہے۔جو خودغرضی اور تباہی کی طرف دھکیلتا ہے۔اس وقت جمہوریت کی تباہ کاریوں کے نتائج نمایاں ہونا شروع ہو چکے ہیں۔گلوبل لائف کی روشنی میں پوری انسانیت کا ایک ہی کنبہ خدا ہونے کا تصور مفقود ہوتا چلا جارہا ہے۔لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الہامی اور روحانی اصول وضوابط کی بنیاد خداوندقدوس کی انجیل مقدس کے فاطر کے عطا کردہ فطرتی ضابطہ حیات پر مشتمل ہے۔جو پوری انسانیت کی فلاح اور بہبود کا محور ہے۔جمہوریت فرعون اور یزید کے شاہی ٹولہ کے آمروں پر مشتمل ایک غاصب گروپ ہے۔جو دنیا کے امن کو برباد کرتا ہے۔معاشی طاقت کو غاصبانہ طریقوں سے چھینتا اور معاشرے کو اذیتوں، مصیبتوں اور قتل وغارت کے عمل سے دوچار رکھتا ہے۔جبکہ روح القدس کے عطا کردہ طرز حیات کی قندیل دنیا میں اذیتوں، مصیبتوں اور قتل وغارت کے دروازے بند کرتی ہے۔دنیا کے کونے کونے میں حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتی اور انسانی خدمت کے عمل سے انسانیت کے دلوں کو تسخیر کرتی چلی جاتی ہے۔

۴۸۔ لیکن نمرود، فرعون، شداد اور یزید کے خانوادہ کے چند آمروں اور ان کے ایجنٹوں نے پوری عیسائیت اور ان کی کتاب مقدس انجیل شریف پر غاصبانہ قبضہ کر کے ان کو نان کرسچن جمہوریت کے ضابطہ میں مقید کر رکھا ہے۔ان کی الہامی کتاب، ان کا معاشرے کی تشکیل کا الہامی ازدواجی طرز حیات، ان کی تعلیمات، ان کا تعلیمی نصاب، ان کا طریقہ عبادات، ان کا خدمت خلق کا نصب العین، ان کا انسانیت کے ساتھ حسن سلوک کا عمل، ان کے دلوں کو تسخیر کرنے کے اعمال، ان کے تعلیم وتربیت کے اداروں کو اپنے اپنے مما لک میں سرکاری سطح پر منسوخ کر رکھا ہے۔اس الہامی ضابطہ حیات کے خلاف انہوں نے جمہوریت کا خود ساختہ طرز حیات سرکاری سطح پر اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے مسلط کر رکھا ہے۔جب روح القدس کی انجیل مقدس کا الہامی طرز حیات تابع فرمان نان کرسچن جمہوریت ہو جائے۔تو ان مما لک میں عیسائی یا عیسائیت کیسی۔جمہوریت کی ملکوں پر بالادستی ایک ایسا فتنہ ہے۔ایک المیہ ہے جو تمام انبیاء کرام کی تعلیمات اور نظریات کو سرکاری سطح پر پس پشت ڈال کر ان کو نگلتا جارہا ہے۔جس کا تعلیمی نصاب، جسکے تعلیمی ادارے، جسکے فرعونی نظریات پر مشتمل تعلیم وتربیت اس وقت تمام دنیا میں رائج ہوچکی ہے۔سکولز، کالجز اور یونیورسٹیاں پوری انسانیت کو نان کرسچن جمہوریت کے مذاہب کش نظریات سے آراستہ کیے جارہے ہیں۔اس وقت دنیا کا حقیقی سرکاری مذہب نان کرسچن جمہوریت قائم ہو چکا ہے۔مخلوط تعلیم، جنسی بے راہ روی، اخلاقی پستی اور ازدواجی زندگی کے بنیادی مذہبی شعبہ کو مسمار کیے جا رہی ہے۔جو انسانیت کے لئے ایک عظیم سانحہ بن کر ابھر رہا ہے۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

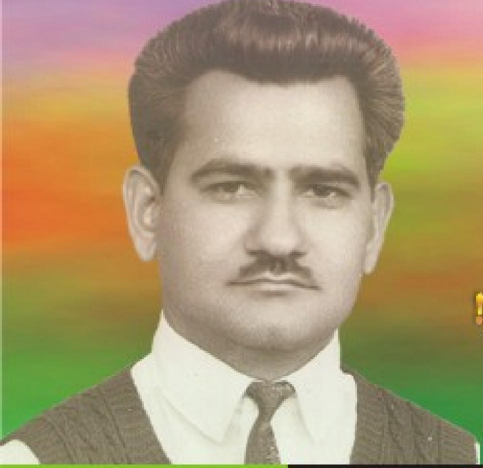
اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہوچکی ہیں

۴۹۔ آؤ ۔تمام پیغمبران کی امتوں کے مذہبی اور روحانی اہل بصیرت پیشواؤں کو انسانیت کی بھلائی اور بہبود کی خاطر ،انسانیت کے امن و سکون کی خاطر ،انسانیت کو اعتدل و مساوات مہیا کرنے کی خاطر مخلوق خدا کو سکھ اور چین جیسی انمول دولت عطا کرنے کی خاطر ،انسانیت کی بنیادی ضروریات اور متاع ارضی کی تقسیم کو مساوات اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی خاطر ،انسانیت کے قتل و غارت کو ختم کرنے کی خاطر ،انسانیت کے دکھوں اور اذیتوں کو ختم کرنے کی خاطر ،انسانیت میں نفاق اور نفرت کی آگ کو بجھانے کی خاطر ،انسانیت میں مذہبی ازدواجی زندگی کے شعبہ کو بچانے کی خاطر ،انسانیت کو ایٹموں اور ڈیزی کٹر بموں کی ہولناک تباہی سے بچانے کی خاطر ،انسانیت کو تباہ کن خودکش حملوں کے انسانی قتال کا تدارک کرنے کی خاطر ،انسانیت اور پوری مخلوق خدا کو ایٹمی ٹکراؤ کا ایندھن سے بچانے کی خاطر ،اس جمیل و حسین کائنات اور اس میں بسنے والی حسین و جمیل مخلوقات کو ہر قسم کی تباہی اور اس کو خاکستر ہونے سے بچانے کی خاطر ایک مرکز پر اکٹھے ہو کر ایک سوچ کو روشن اور منور کرنا ہوگا ۔کہ اولاد کو دیکھنا ہو تو ماں کی نگاہ سے اور مخلوق کو دیکھنا ہو تو خالق کی نگاہ سے ۔تمام پیغمبران انسانیت کا عزت و احترام ،اخوت و محبت ،خدمت و ادب ،پیار و شفقت کی الہامی ،روحانی اور آسمانی تعلیمات کا درس دیتے رہے ۔اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کا مقام اپنے اپنے ادوار میں معلم انسانیت کا عطا فرمایا ۔اللہ تعالیٰ نے ان پر بذریعہ وحی ،الہامی صحیفے زبور شریف ،توریت شریف ،انجیل شریف اور قرآن شریف یکے بعد دیگرے نازل فرمائے ۔جن کی وساطت سے رشد و ہدایت پر مشتمل فطرتی اصولوں اور اخلاقی ضابطہ حیات کو متعین کر کے انسانیت کی رہنمائی کا انسائیکلو پیڈیا عطا فرمایا ۔لیکن جمہوریت کے فرعونی نظریات کے یہ پیروکار ،ان پیغمبران کے رشد و ہدایت کے انسائیکلو پیڈیا کو نگلتے چلے جا رہے ہیں ۔حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور شریف ناپید ہوگئی اور ان کی تعلیمات کو ان کے پیروکار بھول گئے ۔وہ امت وقت کے سمندر میں گم ہوگئی ۔تو ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ جیسے عظیم الشان پیغمبر کو اسی امت بنی اسرائیل کی طرف بھیجا ۔ان کو اس وقت کے ایک بدترین ظالم ،غاصب ،سفاک اور انسانی قتال کرنے والے عادی جابر ،مجرم حکمران یعنی فرعون کے ساتھ آمنا سامنا کرنا پڑا ۔فرعون اور اس کے اقتدار کے ظالم اور سفاک ساتھی مخلوق خدا پر طرح طرح کے ظلم کرتے ۔وہ مادی خوشحالی حاصل کرنے اور اقتدار کے حصول کی خاطر انسانیت کا معاشی اور معاشرتی قتال بڑی بے دردی سے کرتے رہتے ۔جس کی وجہ سے کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ وہ ان کے خلاف آواز اٹھا سکے ۔کسی نجومی کے کہنے پر ایک سال کے اندر اس کی سلطنت میں جتنے بچے پیدا ہوئے ان سب کو قتل کروا دیا ۔کیونکہ اس نجومی نے اس کو مطلع کیا تھا کہ اس سال اس کی سلطنت میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جو اس کی سلطنت یا حکمرانی کو ختم کر دیگا ۔قدرت کا کمال دیکھو! اس نے ملک کے تمام بچوں کو قتل کروا دیا ۔لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے محل میں پرورش پاتے رہے ۔جن کو قدرت نے فرعون کی سلطنت کو ختم کرنے پر معمور کیا تھا ۔

اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

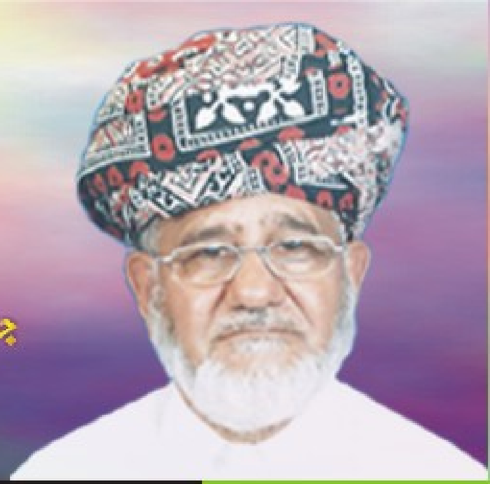
۵۰۔ نمرود، شداد، ہامان ،فرعون اور یزید یہ سب ایسے سمبل نام ہیں ۔جن سے انسانیت پر ظلم و ستم ،جبر و تشدد، سفا کی و درندگی، قتل و غارت کے گھناؤنے کردار کے تعفن کی گھن آتی ہے ۔ یہ انسانیت سے ان کے حقوق غصب کرنے ، درندوں کی طرح ان کی معاشی طاقت چھین کر اور ظالمانہ طریقہ کار سے اقتدار اعلیٰ پر قابض ہو کر اعتدال و مساوات کو کچلنا، عدل و انصاف کو روندنا، عوام سے مال و متاع چھیننا، ان کی معاشی طاقت سلب کرنا ، اسلحہ کی نوک پر اقتدار پر قابض ہو کر مخلوق خدا سے الگ تھلگ شاہانہ بستیاں تیار کرنا، شاہی محلوں میں زندگی گذارنا، عیش و عشرت کو زندگی کا نصب العین بنالینا، عوام الناس سے مختلف جرائم پر مشتمل انگنت ٹیکسوں کے عدل کش قوانین مرتب کر کے ان سے ملکی خزانہ بھرنا، عوام سے ان کی معاشی طاقت چھین لینا ، ان کو خورد و نوش سے محروم کر دینا، ان کو زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا کر دینا ، کسانوں کو ریگستانوں، صحراؤں میں آگ اگلتا سورج ،جلتی ریت، آگ کے شعلوں سے بھیانک تند تیز جسموں کو جلا دینے والی ہواؤں سے دوچار رکھنا، خشک سالی اور پانی کی نایابی کیوجہ سے انسان وحیوان بھوک اور پیاس سے تڑپتے اور سسک سسک کر مرتے رہیں، اس کے علاوہ کسانوں کو میدانوں اور پہاڑوں کی اسی قسم کی اذیتوں اور دشواریوں سے دوچار رکھنا، ان کی طرز حکومتوں کی ایک اہم ادا سمجھی جاتی ہے ۔

۵۱۔ کسانوں کے علاوہ دوسرے مظلوم اور بے یارو مددگار طبقہ یعنی مزدوروں، محنت کشوں، ہنر مندوں جنہوں نے سڑکیں، ڈیم ،نہریں ، بڑے بڑے پل ، بندرگاہیں، ائیر پورٹس، بڑے بڑے سرکاری فرعونی طرز کے شاہی محل ، پریذیڈینسی ، وزیر اعظم ہاؤس، گورنر ہاؤسز ، وزیر اعلیٰ ہاؤسز ، وزیر ہاؤسز ،مشیر ہاؤسز ،سفیر ہاؤسز ،ان کے شاہی لاجواب دفاتر، شاہی اسمبلی ہالز، کنونیشن ہالز، اسلام آباد جیسی شاہانہ کالونیاں ، کشمیر ہاؤسز ،فرنٹیئر ہاؤسز ، سندھ ہاؤسز ، بلوچستان ہاؤسز ، ان کی ڈیکوریشنوں پر اربوں کے سرکاری اخراجات، ان کے سرکاری ٹیلیفونوں کے اربوں کے اخراجات، ان کی لینڈ کروزروں، پجاروں اور انگنت سرکاری گاڑیوں اور ان کے پٹرول پر اربوں روپوں کے اخراجات، ان کے نظام حکومت چلانے والے ایم پی اے ، ایم این اے ، سینیٹروں کی تعداد کے اضافوں ، ان کی تنخواہوں کے اضافوں ، ان کے سرکاری مراعات کے اضافوں، ان کی اولادوں کی افسر شاہی ،فوج شاہی اور منصف شاہی کی تعداد ، مراعات اور تنخواہوں میں اربوں روپوں کے اضافوں ، اس کے علاوہ اربوں ، کروڑوں ڈالر بطور رشوت، کمیشن، کرپشن اکٹھی کر کے بیرون ممالک کے بنکوں میں لے جانے کے فرعونی حربے اور سیاسی فرعونی طریقے ہوتے ہیں ۔ان کے اندرون اور بیرون ممالک پھیلے ہوئے رائے ونڈ ہاؤسز ،سرے محل ہاؤسز ، شاہی پیلسز ان رہزنوں کے ایسے فرعونی محل تیار ہوتے رہتے ہیں ۔جو چیخ چیخ کر ان جمہوریت کے پروردہ مجرموں اور رہزنوں کے لوٹے ہوئے سرکاری خزانے اور ملی امانتیں ہضم کرنے کے جرائم کو اجاگر کرتے رہتے ہیں ۔احتساب کمیشن وقت کے ساتھ ساتھ ان کی ان جرائمی ملکیتوں کو جائز قرار دیتے چلے آرہے ہیں ۔محتسب کا احتساب تو ممکن نہیں ، جبکہ وہ بھی سرکاری خزانہ پر تنخواہوں اور سرکاری سہولتوں اور ان مجرموں سے رشوتیں لینے کے ڈاکے مارنے پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں ۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۵۲۔ جمہوریت ایک بدترین رہزنوں اور ڈاکوؤں کا ایک عجیب و غریب حکومتی ڈرامہ ہے۔ جو ہر وقت اور ہر روز ملکی خزانہ لوٹنے کا کھیل پیش کرتا چلا آرہا ہے۔ان کے خلاف بے بس کسانوں، مجبور مزدوروں، بےکس محنت کشوں، منفعت بخش ہنرمندوں اور مظلوم معاشی مقتولہ عوام الناس کی اذیتناک چیخیں ہر وقت کسی وقت کے کلیم اللہ جیسے رحیم، کریم عادل پیغمبر کو پکارتی رہتی ہیں۔ان کے سرکاری خزانہ سے لوٹے ہوئے مال کی تیار کی ہوئی ملوں فیکٹریوں، کارخانوں کے ملوکانہ نظام کو پورے ملک میں چلانے والے انگنت ورکر محنت و مشقت کر کے مصنوعات تیار کر کے دولت اکٹھی کرتے رہتے ہیں۔اوران کے یہ چند جمہوریت کے فرعونی مالک ان کی تمام محنت و مشقت کی کمائی طاقت اور اقتدار کی نوک پر چھینتے جاتے ہیں۔یہ طرز حیات صرف جمہوریت کے امتیازی فرعونی قبیلہ کے چند گنتی کے لوگوں کو میسر ہوتی ہے۔ایسی تہذیب فرعونی اور یزیدی تہذیب کہلاتی ہے۔جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی الہامی، روحانی اور آسمانی تعلیمات کی قندیلوں نے فرعونی نظریات پر مشتمل ان تمام باطل قوتوں کو موسوی عصا کی ضرب سے پاش پاش اور نیست و نابود کر کے رکھ دیا تھا۔فرعون دریائے نیل میں غرق ہوا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عبرت کا نشان بنا اور اس کے جسد کو محفوظ کر لیا گیا جو آج تک مصر کے شہر قاہرہ کے عجائب گھر میں محفوظ پڑا ہے۔ تا کہ آنے والی نسلیں اس سے نصیحت حاصل کر سکیں۔

۵۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کتاب ہدائیت یعنی توریت شریف کی تعلیمات اور نظریات کو پس پشت ڈالتی چلی گئی۔وقت گزرتا چلا گیا۔اس پیاری امت نے اپنے پیارے پیغمبر کے الہامی اور روحانی درس کو بھلا دیا۔فرعونی نظریات اس فرعونی نسل کے شعور میں پھر سے اجاگر ہوئے اور یہ ملت انہی فرعونی اصولوں کی پیروی میں گم ہو گئی۔مادیت کے حصول کے صحرا میں بھٹکتی گئی۔یہودیت کے لباس میں فرعونی نسل دنیا کے کسی ملک میں بھی گئی تو سب سے پہلے اس کی معاشیات پر قابض ہوئی۔پھر اس ملک کے باشندے ان کے کارخانوں، ملوں، فیکٹریوں، اور کاروبار میں ایک نوکر اور ایک غلام کی حثیت اختیار کرتے چلے جاتے۔روس اور جرمن کے حکمران ان کے اس فرعونی اسلوب سے آگاہ ہوئے اور ان کو ملک بدر کر دیا۔

۵۴۔ یہ فرعونی ٹولہ ایک عرصہ سے امریکہ میں داخل ہو چکا ہے۔ایک قلیل سی تعداد میں ہونے کے باوجود ان کی تجارت اور معاشیات پر قابض ہو چکے ہیں۔سیاسی طور پر بھی ان پر گرفت مضبوط کر چکے ہیں۔دنیا کے اقتدار کو حاصل کرنے کی جنگ کا آغاز کر چکے ہیں۔دنیا کا امن اس جنگ کی نظر ہوتا چلا جا رہا ہے۔امریکہ اور اس کے حواری بری طرح ان کے دام میں پھنس چکے ہیں۔یا اللہ یہودیوں اور عیسائیوں کو وقت کے ان فرعونوں سے محفوظ فرما۔آمین۔





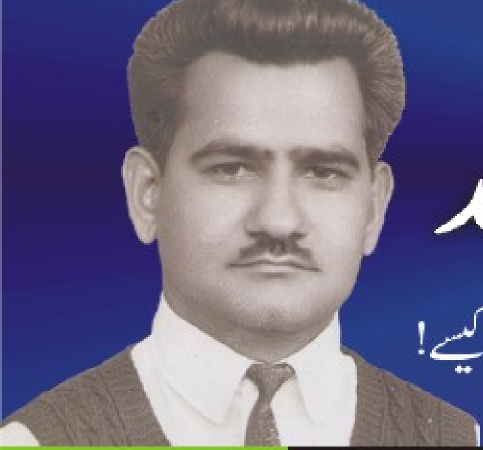
بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۵۵۔ جب یہودی امت روحانی اور الہامی ضابطہ حیات کو مسخ اور ترک کر بیٹھی ۔تو اس کائنات پر پھیلے ہوئے جہالت اور گمراہی کے اندھیروں کو دور کرنے اور انسانیت کو فلاح اور نجات کا راستہ دکھانے کیلئے ابن مریم حضرت عیسٰی علیہ السلام یعنی روح اقدس اس دنیا میں تشریف لائے ۔ان کی قوم نے ان پر بڑی سختیاں اور زیادتیاں کیں ۔ان کے بن باپ پیدا ہونے کے طعنے اور ان کی زندگی کو طرح طرح کی اذیتوں میں سے گذارتے رہے ۔ان کو اللہ تعالیٰ نے کئی معجزوں سے نوازا ہوا تھا ۔وہ بیماروں کو شفا، کوڑھ کے مریضوں کو کوڑھ کی بیماری سے نجات اور مردوں کو زندہ کرنے کے معجزات ان کی پیغمبری کے عظیم معجزات تھے ۔وہ انسانیت کے دکھوں کو دور کرتے اور سکھ انسانوں میں بانٹتے ۔جدھر جاتے لوگوں کا ہجوم ان کے گرد جمع ہو جاتا ۔وہ توحید پرستی کا درس دیتے ۔اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کے آداب سکھاتے ۔انہوں نے دنیا میں انسانوں کی خدمت اور مخلوق خدا کی عزت و احترام کا ایسا بیج بویا جس سے ادب و محبت کے چشمے پھوٹتے رہتے اور انسانیت میں امن و آشتی پھیلتی رہی اور دنیا امن کا گہوارہ بنتی گئی ۔لوگ جوق در جوق عیسائیت کے مذہب میں داخل ہوتے جاتے ۔ان کا حسن اخلاق اور حسن عمل انسانیت کے دلوں کو تسخیر کرتا ۔دلوں کے چراغ روشن و منور ہوتے جاتے ۔اللہ تعالیٰ نے ان پر انجیل مقدس جیسی متبرک اور طیب الہامی کتاب کا نزول عطا فرمایا ۔عیسائیت دنیا میں امن اور محبت کی پیکر بن کر ابھری ۔عیسائی دنیا کی بے ثباتی سے آشنا ۔مادیت اور اقتدار کی بھوک سے فارغ ۔وہ خدمت خلق میں اتنے آگے بڑھ جاتے کہ وہ تارک الدنیا کی زندگی بسر کرنے لگ جاتے ۔لیکن وقت کی طوالت اور فرعونی طرز حیات انجیل مقدس جیسی الہامی کتاب کو بھی نگل گئی ۔ان کے پاس حکومت کو چلانے کیلئے کوئی ضابطہ حیات موجود نہ تھا ۔جس کی وجہ سے وہ فرعونی، یہودی انسانی تخلیق کردہ جمہوریت کے نظریات کے عمل میں ڈھلتے چلے گئے ۔عیسائی زبور شریف ،توریت شریف کی طرح انجیل مقدس کو بھی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے گم کر بیٹھے ۔پوری انسانیت انجیل مقدس کی تعلیمات ۔اس کے نظریات، اس کے رشد و ہدائیت کے راستے سے محروم ہوتی چلی گئی۔

۵۶۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کو وہی ذات مقدس ہی بہتر جانتی ہے ۔خیر و شر کی جنگ میں وقت کے سمندر میں امتیں کیسے غرق ہوتی اور ابھرتی رہیں ۔جب زبور شریف ،توریت شریف ،انجیل شریف جیسی الہامی کتابیں یکے بعد دیگرے انسانی بستیوں میں گم ہو گئیں ۔جب ان کی رشد و ہدائیت کی تعلیمات اور نظریات انسانی تہذیبیں نگل گئیں ۔ظلم و بربریت کا بازار پھر گرم ہوا ۔معصوم مخلوقات کا قتال عام ہوا ۔اعتدال و مساوات کا سبق ترک کر دیا گیا ۔جب عدل و انصاف دم توڑ چکا ۔جب جہالت پر مشتمل بیٹیوں کے قتال جیسی رسمیں عود آئیں ۔جب احترام انسانیت کا دستور کچل دیا گیا ۔جب انسانی معاشرہ عزت و احترام جیسی دولت سے محروم ہو گیا ۔جب کسی کا جان و مال محفوظ نہ رہا ۔جب دنیا میں انارکی کی آگ پھیل گئی ۔جب انسان درندگی کی منازل طے کر چکا ۔جب خیر کے داعی نایاب ہو گئے ۔جب انسان انسانیت کے تقدس سے محروم ہو گیا ۔جب خیر و شر کی پہچان ختم ہو گئی ۔جب بت پرستی ، مادہ پرستی اور اقتدار پرستی کی آگ کا جہنم بھڑک اٹھا ۔تو اللہ تبارک تعالیٰ کی شان کریمی نے کروٹ لی ۔اور نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رحمت العالمین بنا کر اس دنیا میں بھیجا اور آپ ﷺ کو اسی لقب سے پکارا ۔ان کو ایک جابر، ظالم، بے رحم، جاہل قوم میں پیدا کیا گیا اور انہی سے ان کا واسطہ پڑا ۔عرب کے بدوؤں کی جہالت کی تہذیب سے کون آشنا نہیں ۔فساد اور قتال ان کی زندگی کا حصہ تھا ۔کینہ پروری اور انتقام کی آگ میں جلنا ان کی فطرت بن چکی تھی ۔امن و سکون کا میخانہ اجڑ چکا تھا ۔رشد و ہدائیت کی شمع بجھ چکی تھی ۔دنیا عبرت کدے میں بدل چکی تھی ۔شر خیر کو دبوچ چکی تھی ۔ان اخلاقی ، روحانی بیماریوں کے تدارک کیلئے اور اس زوال یافتہ معاشرے کی اصلاح احوال کے لئے اتنی بڑی ہی ہستی کی ضرورت تھی ۔جو اس بگڑے ہوئے معاشرے کو سنوار سکے ۔اور بین الاقوامی سطح پر انسانیت کو ایسا ضابطہ حیات عطا کرے جو ان کو معاشی اور معاشرتی امراض سے نجات دلا سکے ۔ لالچ، خود غرضی، نفس پرستی، حقوق شکنی، عدل کشی کی چتا کو بجھا سکے۔



بابا جی عنایت اللہ

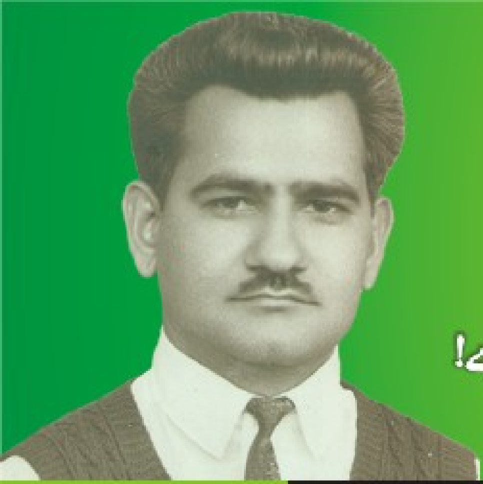
جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہوچکی ہیں

۵۷۔ تو اس وقت ہادیِ زماں اور معلم انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ قرآن پاک جیسا ایک الہامی، روحانی صحیفہ نور، دستور مقدس جو ہر دور پر محیط اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو ازل سے لے کر ابد تک پوری انسانیت کیلئے رہبر ورہنمائی فرماتا ہے۔ اپنے ساتھ لائے۔ تمام انبیاء علیہ السلام اوران کی الہامی کتابوں کی تصدیق فرمائی۔ ان کی بجھی ہوئی شمع کو پھر روشن ومنور فرمایا۔ بلکہ ان تمام پیغمبران اوران کی آل پر درود وصلوات بھیجنے کو مسلمانوں کی عبادت کا حصہ بنادیا۔ ہر نماز میں درود ابراہیمی پڑھنے اور قائم کرنے کا پابند بنا دیا۔ ان تمام پیغمبران اوران کی آل کا عزت واحترام اوران سے محبت کا درس مسلم امہ کے دین کی عبادت کا بنیادی جز بنا دیا۔ جو ان کے ایمان کا حصہ ہے۔ کسی مسلمان کی اس وقت تک نماز جیسی عبادت ہی ادا اور قائم اور بارگاہ الٰہی میں قبول ہی نہیں ہوتی جب تک وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کی اولاد پر درود وصلوات نہ بھیجے۔ یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں۔ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس یا پچیس ہزار پیغمبران بھیجے۔ آخر میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ تشریف لائے۔ اس طرح آخری صحیفہ قرآن شریف آپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا۔ جو پوری انسانیت کے لئے رشد وہدائیت اور رہنمائی کا الہامی، روحانی چراغ ہے۔

۵۸۔ دین محمدی ﷺ ایک ایسا ضابطہ حیات، ایک ایسا نظام حیات اور ایک ایسا طرز حیات ہے جو انسان کی انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی پر محیط ہے۔ قرآن پاک ایک ایسا چشمہ رشد وہدائت ہے جس سے پوری مخلوق خدا افادیت حاصل کرسکتی ہے۔ اس کا دستور فطرت کے اصولوں پر مشتمل۔ اس کی عمارت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرنا، اسے قائم کرنا اور اس کی اطاعت کرنا۔ اس عمارت کا خام مال، اخوت ومحبت کی اینٹیں، اعتدال ومساوات کا گارا، عدل وانصاف کا پانی، اس عمارت کے اندر کا سازو سامان صبر وتوکل، ادب واحترام، پیار وشفقت، الفت وخدمت، سادگی وشرافت، ہمت ومحنت، مادیت پر روحانیت کی بالادستی، دنیا کی بے ثباتی اور ایک دوسرے کے حقوق کے تحفظ کے ایسے اسباق ہیں جن سے معاشرے کی اخلاقی اور روحانی تشکیل ہوتی اور اسلامی تہذیب پروان چڑھتی رہتی ہے۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہو چکی ہیں

۵۹۔ اسلام کا دستور مقدس پوری انسانیت کی وراثت ہے۔

۶۰۔ یہ انسانیت کو رشد و ہدائیت کا الہامی نصاب حیات عطا کرتا ہے۔

۶۱۔ یہ انسانیت کو اعتدال و مساوات کا درس دیتا ہے۔

۶۲۔ یہ مخلوق خدا کو اخوت و محبت کے جذبوں سے سرشار کرتا ہے۔

۶۳۔ یہ مخلوق خدا کو عزت و احترام اور عفو و درگذر کا سبق سکھاتا ہے۔

۶۴۔ یہ مخلوق خدا کو حسن اخلاق اور حسن کردار کے انمول ضابطوں سے متعارف کرواتا ہے۔

۶۵۔ یہ مخلوق خدا پر صبر و تحمل کی گرہ کھولتا ہے۔

۶۶۔ یہ خدا اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد ہر مسلمان پر توحید پرستی، حج، زکوۃ، نماز اور روزہ کے فرائض ادا کرنیکی ذمہ داری بن جاتی ہے۔

۶۷۔ دستور مقدس انسانیت کو عدل و انصاف مہیا کرنے کے اصول و ضوابط کی تعلیمات سے نوازتا ہے اور اسکو قائم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

۶۸۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو نہ بادشاہت کا راستہ بتاتا ہے اور نہ ہی آمریت کو پسند کرتا ہے۔ نہ ہی انسانیت پر ظالم جاگیرداروں اور نہ ہی معاشی قاتل سرمایہ داروں کو حکومتی سطح پر مسلط کرتا ہے۔ نہ ملوکیت کی طرف راغب ہوتا ہے اور نہ ہی نان کرپچن جمہوریت کے غاصب ٹولہ کو انسانیت پر حکومت کرنے کا حق دیتا ہے۔ نہ کیمونیزم اور نہ ہی سوشلزم کے نظریات کو دین کی حدود میں داخل ہونے دیتا ہے۔

۶۹۔ اسلام ایک اپنا الہامی دستور مقدس انسانیت کو مہیا کرتا ہے۔ جو فطرت کے اصولوں کا مظہر ہے۔ دین کا شورائی جمہوری نظام اسلامی معاشرے اور اسلامی تہذیب و تمدن کی تشکیل کا بنیادی عنصر ہے۔



باباجی عنایت اللہ

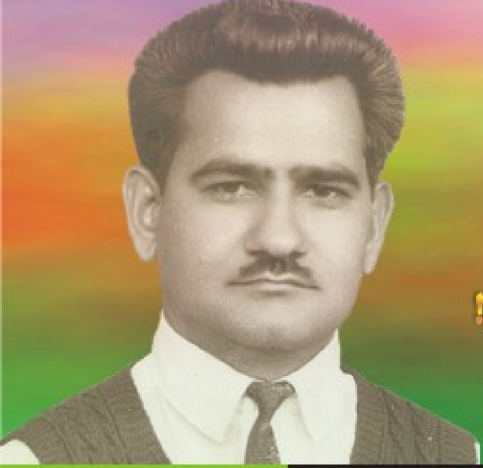
جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



اس جہان رنگ وبو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں ۔ فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم وتربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہوچکی ہیں

۷۰۔ جمہوریت میں ہر قسم کا عنصر باطل، غاصب، جابر، ظالم، راہزن، ڈاکو، معاشی قاتل۔ معاشرتی قاتل، بددیانت، بے حیا شرابی، جاگیردار، سرمایہ دار ٹولہ اپنے اپنے علاقہ میں از خود الیکشنوں میں حصہ لینے کیلئے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اس باطل جمہوریت کے ظلمت کدہ میں، ہر طبقہ کی سربراہی، معاشرے کے انہی جمہوریت کے عدل کش سیاسی نظام کے دہشت گردوں کے قبضہ میں خودکار نظام کے تحت پہنچ جاتی ہے۔ محلّہ کا ممبر ہو یا یونین کونسل کا ناظم۔ تحصیل کا ناظم ہو یا ضلع کا ناظم۔ ایم پی اے ہو ایم این اے ہو یا سینیٹر ہو۔ وزیر ہو یا مشیر ہو، وزیر اعلیٰ ہو یا گورنر ہو، وزیر اعظم ہو یا صدر ہو۔ یہ قرآن پاک کی تعلیمات کے باغی۔ یہ دین کے نظریات کے باغی۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے باغی۔ یہ اللہ تبارک تعالیٰ کی شان عظیم کے باغی۔ یہ دستور مقدس کے باغی۔ یہ ملت اسلامیہ کے چودہ کروڑ فرزندان کے دینی نظریات کے قاتل۔ وہ اعتدال ومساوات کے قاتل۔ وہ عدل وانصاف کے قاتل۔ وہ کسانوں، محنت کشوں، ہنرمندوں اور عوام الناس کے معاشی قاتل۔ وہ شاہانہ تفاوتی زندگی گذارنے، وہ ملک میں پھیلے ہوئے شاہی سرکاری محلوں میں رہائشیں اختیار کرنے، اپنے شاہی محل تیار کرنے، شاہی سرکاری گاڑیاں اور نجی شاہی گاڑیوں کے شاہانہ فرعونی کلچر کی بالادستی حاصل کرنے اور اقتدار حاصل کرنے کے مجرم۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کی بجائے۔ دستور مقدس کے نظریات اور تعلیمات کی بالادستی قائم کرنے کی بجائے۔ اسوہ حسنہ ﷺ کی روشنی پھیلانے کی بجائے۔ وہ تو دین کے خلاف سرے عام کھلی جنگ لڑتے اور جمہوریت کے نظریات اور تعلیمات پر مشتمل قوانین وضوابط کی باطل جمہوریت کی طرز حکومت قائم کرتے، چلاتے اور ملک میں فرعون کی طرح دندناتے پھر رہے ہیں۔

۷۱۔ اسلامی شورائی نظام اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ومقبول پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بنی نوع انسان کی رشد وہدائیت اور فلاح وبہبود کے لئے نازل فرمایا۔ اس شورائی جمہوری نظام کے ذریعے کسی شخص کا چناؤ/الیکشن کے ذریعہ نہیں ہوتا، اور نہ ہی کوئی فرد اپنا نام سلیکشن کے لئے پیش کرسکتا ہے۔ بلکہ اہل محلّہ، اہل علاقہ کے عوام دین کی روشنی میں ایسے ممبران کی سلیکشن کرتے ہیں۔ جن کا ماضی اور حال کا کردار ان کے سامنے ہوتا ہے۔ وہ صالح بھی ہو اور سادہ بھی۔ وہ نیک بھی ہو اور ایماندار بھی۔ وہ پرہیز گار بھی ہو اور متقی بھی۔ وہ ذہین وفطین بھی ہو اور دیندار بھی۔ وہ اعتدال ومساوات کا رکھوالا بھی ہو اور عدل وانصاف کا پجاری بھی۔ وہ خوف خدا کا وارث بھی ہو اور دنیا کی بے ثباتی کا آشنا بھی۔ وہ سادہ زندگی کا عادی بھی ہو اور قلیل ضروریات کا حامل بھی۔ وہ شر کا دشمن بھی ہو اور خیر کا داعی بھی۔ نہ وہ ناجائز طریقوں سے دولت اکٹھی کرتا ہے اور نہ ہی وہ اقتدار کی بالادستی حاصل کرنے کی آگ کا ایندھن بنتا ہے۔ نہ وہ فرعون کی طرح مادیت کے حصول کی خاطر کسی کا معاشی قتل کرتا ہے۔ اور نہ ہی اقتدار کی خاطر انسانی قتال کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ اگر ملک کا چھ، سات ہزار افراد پر مشتمل جاگیردار، سرمایہ دار، سیاستدان، حکمران طبقہ ملت کے چودہ کروڑ فرزندان کا معاشی قتل نہ کرے۔ اور ان کی لاتعداد، انگنت غیر ضروری افسر شاہی، فوج شاہی، منصف شاہی ملی خزانہ کو اپنے شاہانہ تصرف، شاہانہ تنخواہوں، بیشمار سرکاری شاہانہ مراعات، اسکے علاوہ رشوت، کمیشن، کرپشن اور طرح طرح کے حربوں سے ملک میں انصاف کے ضابطوں کا قتال نہ کریں۔ اعتدال ومساوات، عدل وانصاف کو اپنالیں۔ اپنی خواہشات، آرزوؤں، ہوس زر اور ضروریات زندگی کو کم اور روزمرہ کے اخراجات کو ایک عام آدمی کی سطح پر لے آئیں۔ اور ملی خزانہ کی امانت کو بے جا تصرف میں نہ لائیں۔ تو ملک آسودہ بھی ہوجائیگا اور خوشحال بھی۔ لیکن بدقسمتی سے رائج الوقت باطل جمہوریت کے نظریات، اسکے طبقاتی تعلیمی اداروں کے یہ طبقاتی حکومتی دانشور اس کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ جب تک اس ملک وملت پر یہ نظام مسلط رہے گا۔ کوئی جرنیل، کوئی سیاستدان، کوئی حکمران اس ملک وملت کو تباہ ہونے سے بچا نہیں سکتا۔ ملک وملت کو صرف ایک ایسے قائد کی ضرورت ہے۔ جو دین کی روشنی میں ایسی معاشی، معاشرتی اور روحانی عمارت تیار کرے جو دنیا کی بے ثباتی، عدل وانصاف، اعتدال ومساوات، اخوت ومحبت کی بنیادوں پر قائم ہو اور متاع ارضی کی امانتوں کو ہر کس وناقص کو پہنچانے کی ذمہ داری کا فریضہ ادا کرسکے۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



اس جہان رنگ و بو کی تہذیبی عمارت میں مذاہب کی روشنیاں۔ فرعون اور یزید کے نظریات پر مشتمل جمہوریت کی تعلیم و تربیت کے ظلمت کدہ میں گم ہوچکی ہیں

۷۲۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور حاکمیت کو تسلیم کرتا اور قائم کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دستور مقدس کی پیروی کرتا ہے۔ وہ دین کے اصول و ضوابط کی از خود اطاعت کرتا اور امت محمدی ﷺ کو بھی اس کا پابند بناتا ہے۔ وہ اللہ کیلئے جیتا اور اللہ ہی کے لئے مرتا ہے۔ وہ خیر کو پھیلاتا اور شر کو مٹاتا ہے۔ وہ دین کا مبلغ اور عوام الناس کے حقوق کا محافظ۔ وہ اعتدال و مساوات کی بھٹی کا کندن۔ وہ عدل و انصاف کا پیکر۔ وہ مہر و محبت کا وارث۔ وہ عفو و درگذر کی حکمتوں سے آشنا۔ وہ فتح مکہ کے روز ہر کس و ناکس کیلئے کھلی معافی کے عمل کا داعی۔ وہ انسانیت کے دکھوں کا مداوا۔ وہ نیکی اور بھلائی کا سفیر۔ وہ سرائے فانی کی حقیقت سے روشناس۔ وہ ہمت و محنت کا خوگر۔ وہ امانت و دیانت کا امین۔ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی درسگاہ کا منکر۔ وہ نماز پڑھنے اور نماز قائم کرنے کے فرق سے آشنا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ نماز اس وقت قائم ہوتی ہے۔ جب انفرادی اور اجتماعی زندگی تابع فرمان الٰہی ہو۔ لیکن جب انفرادی اور اجتماعی زندگی کا تعلیمی نصاب، علم اور عمل دین کے خلاف سرکاری طور پر باطل جمہوریت کے فرعونی نظریات کے تابع احکام ہو تو اس ملک میں نماز کیسی اور اسلام کے نظریات اور تعلیمات کی حیثیت کیسی۔ مسلم امہ کو ان حقائق کو سمجھنے اور اس فتنہ اور المیہ سے ملت کو نجات دلانے اور آنیوالی نسلوں کو راہ راست پر گامزن کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ایسا قائد اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجالانے کا لاجواب مجاہد۔ وہ اللہ کے احکامات کو بجالانے کیلئے جنگ کرتا ہے۔ پہلے وہ دین کی دعوت دیتا ہے۔ اگر کوئی دین میں شامل ہوجائے تو اس شخص کو اسی وقت تمام حقوق مہیا کردیے جاتے ہیں۔ جو ایک مسلمان کو میسر اور حاصل ہوتے ہیں۔ اگر کوئی دین میں داخل ہونے سے انکار کرے تو پھر اس شخص سے اس کی حفاظت کا جذیہ طلب کرلیا جاتا ہے۔ اگر وہ جذیہ ادا کردیتا ہے تو اس کے حقوق اور اس کی جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ جس کو حکومت احسن طریقہ سے پوری طرح نبھاتی ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص جو نہ تو دین کی دعوت یعنی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قبول کرے اور نہ ہی جذیہ دے تو اس کے ساتھ جنگ کی جاتی ہے۔ اسلام نے مسلمان کو جنگ کے آداب بھی بڑے واضح سمجھا دیے ہیں۔ جنگ صرف ان سے کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نظریات کے خلاف جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ اس جنگ میں ان کے علاوہ کسی غیر متعلقہ شخص کا نہ قتل کیا جاتا ہے۔ اور نہ ہی کسی قسم کا نقصان۔ قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دوران جنگ کسی کی فصل، کسی کے پھل دار درخت یا کسی کے گھر کو نقصان نہیں پہنچایا جاتا۔ جنگ کرنے والوں کے کسی بچے، بوڑھے یا مستورات کی نہ بے حرمتی کی جاتی ہے اور نہ ہی ان پر ہاتھ اٹھایا جاتا ہے۔ وہ جنگ صرف خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات بجالانے کیلئے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم کرنے کیلئے لڑی جاتی ہے۔ اگر وہ جنگ جیت جائے تو غازی اور مارا جائے تو شہید۔ وہ خدا کی خاطر جیتا ہے اور صرف خدا ہی کے لئے مرتا ہے۔ اس کا جان و مال اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہوتا ہے۔ وہ جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ جہاد اسکے قریب ایک مقبول و محبوب عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ وہ شہادت کی موت کو زندگی کا مقصود اور اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم انعام تصور کرتا اور جانتا ہے۔

۷۳۔ یا اللہ! ملت اسلامیہ اور تمام پیغمبران کی امتوں کو کلمہ حق کہنے اور اس پر قائم ہونے اور جمہوریت کے فرعونی نظام کے خلاف جہاد کرنے اور مذاہب کی تعلیمات کی روشنیاں بحال کرنے کی توفیق عطا فرما۔ بادشاہتیں، حکومتیں اور ان کی محفلیں اور قافلے اسی جہان میں لٹ جاتے ہیں۔ وقت کی آغوش میں زندگی کے لمحات دم توڑ جاتے ہیں۔ یہ عروج کے نغمات ساز خاموش بن کر رہ جاتے ہیں۔ ظلمات کی روایات کو ختم کرنے والے اپنی زندگی میں نور کے چراغ روشن کرنے کے عمل میں سے گذرتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے مشن میں ایسے مستغرق ہوتے ہیں کہ شکایات زمانہ لب ہلنے سے پہلے دم توڑ دیتی ہیں۔ وہ ویرانوں کو گلستان بنانے میں محو رہتے ہیں۔ وہ خیر کی آبیاری کرتے اور رہگذر کے چراغ بن کر اپنا سراغ چھوڑ جاتے ہیں۔ خیر کے داعی ہر دور میں ان سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ یہ جہان رنگ و بو امن و سکون کا گہوارہ بن سکے۔ اور اس دار الفناہ میں بسنے والی احسن تقویم جیسی شاہکار مخلوق کیلئے یہ دنیا اعتدال و مساوات، عدل و انصاف، امانت و دیانت، عزت و احترام، اخوت و محبت اور خلق عظیم کا مسکن بن سکے۔ یا اللہ تو اس فریاد کو قبول فرما۔ اور اس فریاد کو مخلوق خدا کے دل میں اترنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا کر۔ امین۔ ثم امین۔





اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام میں مغربی جمہوریت کی طرح نہ کوئی سیاسی جماعت اور نہ کوئی سیاسی رہنما ہوتا ہے۔ نہ ہی مسلم امہ کی جمیعت مختلف سیاسی جماعتوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس کا نظام مملکت قرآن حکیم کے آئین ،نظریات ، اخلاقیات ،تعلیمات کے مطابق قائم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نظام مملکت میر کارواں یعنی امیر المومنین کے ذریعے نافذ العمل کیا جاتا ہے۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے لئے خلیفہء وقت اور ممبران کے چناؤ کے لیے عمر کا تعین کرنا ،۲۵ سال کی عمر کے افراد کے ممبران کے چناؤ کا حق دینا یا کسی بھی عمر یا ماہ و سال کے باہمی مشاورت سے طے کر لینے میں کوئی امر مانع نہیں ۔اصل مقصد تو قرآن حکیم کی روشنی میں جدید علوم پر مشتمل اسلامی تعلیمی نصاب ، اسلامی درسگاہوں کے ذریعے، اسلامی معاشرہ ، اسلامی تہذیب کا حصول ہے ۔جسکے ذریعے ایسا نظام مملکت قائم کرنا ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قائم کیا جاسکے۔

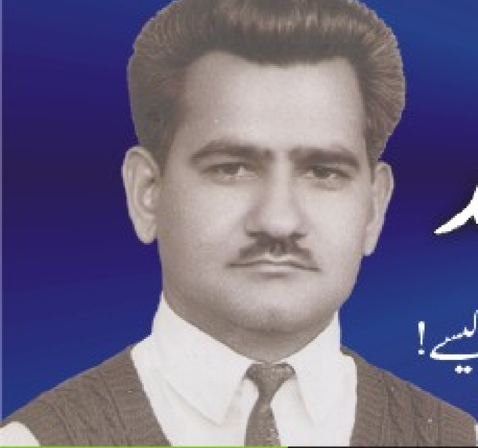
۲۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے چناؤ میں کسی زانی ،شرابی ،بدکردار ، راشی ،مجرم ،دھوکہ باز ،بد دیانت ،فرقہ پرست رہزن ،لٹیرے ، نامعقول ، نا اہل افراد کا چناؤ نہیں کیا جاتا ۔ اگر کسی رکن کا چناؤ ہو بھی جاتا ہے تو ثبوت کی روشنی میں اسکی رکنیت ختم کر ہو جاتی ہے۔

۳۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت کو چلانے کیلئے قرآن حکیم کی روشنی میں بہترین دینی اوصاف و کردار کے افراد کا چناؤ مسلم اُمہ کے فرزندان کا طیب فریضہ ہوتا ہے۔

۴۔ اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام کے چناؤ میں ہر فرد یا ووٹر کا حق بنتا ہے کہ اس کے قریب جو آدمی زیادہ پرہیز گار ، امانت و دیانت میں یکتا ہو۔ اس کا نام برائے نمائندہ چنے۔

۵۔ کوئی جاگیردار یا سرمایا دار یا کوئی فرد کسی دوسرے فرد کو اس کے نام کے چناؤ کے لیے نہ کہہ سکتا ہے نہ ہی مجبور کر سکتا ہے۔ یہ انتخاب ، ووٹر کی ضمیر کی آواز ہوتا ہے۔ اسلامی جمہوریت یعنی اسلامی جمہوری نظام میں کسی قسم کی رکاوٹ بننے والے فرد کو سختی سے نمٹا جاتا ہے۔

۶۔ قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظام مملکت کے چناؤ میں کسی خاتون کو چنا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ مستورات کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری مردوں پر ہوتی ہے۔ ماں ،بہن ،بیٹی ،بیوی مستورات جیسے الہامی رشتے انسانی روح کی محبتوں ، حرمتوں کے پاکیزہ روشن و منور چراغ ہوتے ہیں انکی عصمت و عفت ،تقدس و حرمت اور پردہ کے تحفظ کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔ انکی خدمات چادر ، چار دیواری کی حدود و قیود میں رہ کر لی جاتی ہیں۔





اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۷۔ اسلامی جمہوریت کے ممبران دنیا کی بے ثباتی، خوفِ خدا، اور اِس جہانِ رنگ وبو کی بے ثباتی اور فناہ کے دلیس کی حقیقت سے آشنا ہوتے اور جانتے ہیں کہ انسان اس جہانِ رنگ وبو میں صرف خالی ہاتھ آتا، خالی ہاتھ واپس نامعلوم منزل کی طرف چلا جاتا ہے۔ وہ دنیا کی اصل حقیقت کے عارف ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں محنت یوں کرتے ہیں جیسے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور زندگی یوں بسر کرتے ہیں جیسے اگلا لمحہ موت کا ہے۔

۸۔ اسلامی جمہوریت کے ممبران کے چناؤ کیلیے جسمانی ذہنی روحانی دینی اہلیت کا وارث ہونا اور اعلیٰ صلاحیتوں سے مالا مال ہونا ضروری ہوتا ہے۔

۹۔ قرآن حکیم کی روشنی میں اسلامی جمہوریت کے جمہوری نظامِ مملکت کے ارکان کا یونین کونسل کی سطح پر چناؤ کا عمل، یونین کونسل سے تحصیل، تحصیل سے ضلع، ضلع سے صوبہ اور صوبہ سے وفاق تک نظام مملکت کو نافذ العمل کرنے کا طریقہ رائج کرتے ہیں۔ یونین کونسل کے ممبران سے لیکر وفاق کے ممبران تک، ایک اسلامی نظام مملکت کے ممبر سے لے کر صدر مملکت یعنی امیرُ المومنین یا خلیفہ وقت تک، یعنی نظامِ مملکت چلانے والے تمام ارکان اور میر کارواں کا قرآن حکیم کی روشنی میں معیارِ حیات قائم کیا جاتا ہے۔ ان کے گھر کے افراد کے مطابق ایک کسان، مزدور محنت کش کی کٹیا کے مطابق سرکاری رہائش مہیّا کی جاتی ہے۔ ایک عام کسان، محنت کش شہری، ایک معمار، معلم، ایک ہُنر مند سپاہی، ایک خاموش قلم کار، ایک شب بیدار دعا گو کے مطابق ان کو ملکی خزانہ سے ضروریاتِ حیات مہیّا کی جاتی ہیں۔ ۱۸ کروڑ عوام اور ان کی نسلوں کے لئے قرآنِ حکیم کے آئین کی پابندی دین محمدی ﷺ کا ایک بنیادی حصہ ہے۔ اس سے جو معاشرہ تیار ہوتا ہے وہ اسلامی کردار و تشخص کی نمائندگی کرتا ہے۔

۱۰۔ اسلامی جمہوریت کا جمہوری نظام مملکت کے ممبران کے چناؤ کا بہترین معیار یہ ہے کہ جس شخص کی زندگی جتنی نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حُسنہ، حسن خلق کے قریب ہوگی، عبادت و ریاضت، اخوت و محبت، امانت و دیانت، عفو و درگذر، ایثار و نثار، صبر و تحمل، ادب و خدمت، اعتدال و مساوات، عدل و انصاف اور تمام اعلیٰ اوصاف حمیدہ کے قریب ہوگی وُہی انسان نظام مملکت چلانے کیلئے چناؤ کا مستحق اور حق دار ہوگا

۱۱۔ اسلامی جمہوریت کے نظام مملکت کے خلیفہ مملکت یعنی صدر مملکت اور شورائی ممبران یعنی اسمبلی ممبران کے چناؤ کا کتنا فطرتی عدل کا مظہر، صاف ستھرا، پاکیزہ و منزہ، طریقہ کار ہے۔ جس میں یونین کونسل کی سطح کے حلقہء انتخاب کا ہر فرد خاموش امیدوار اور سلیکشن کے حقوق کا حقدار ہوتا ہے۔ اپنی مرضی، منشا اور ضمیر کے مطابق ہر فرد کی دینی ذمہ داری ہوتی ہے۔ کہ وہ ایسے فرد کا نام سلیکٹ کرے جو نیک بھی ہو اور صالح بھی، دیانت دار بھی ہو اور امین بھی، پرہیز گار بھی ہو اور متقی بھی، سادہ بھی ہو اور اعتدال پسند بھی، عادل بھی ہو اور عدل پسند بھی روشن خیال بھی ہو روشن ضمیر بھی۔ اہل دل بھی ہو اور اہل درد بھی، مسلم امہ کے ہر فرد کا طیب فریضہ ہوتا ہے کہ وہ مسلم امہ کے ایسے افراد جو اعلیٰ خوبیوں، عمدہ اوصاف اور انمول کردار اور اعلی اہلیت کے مالک ہوں۔



بابا جی عنایت اللہ



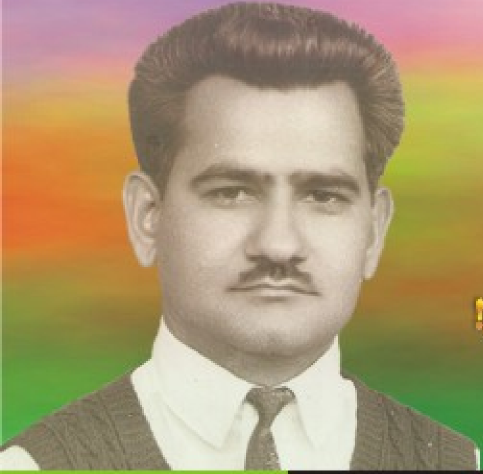
جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

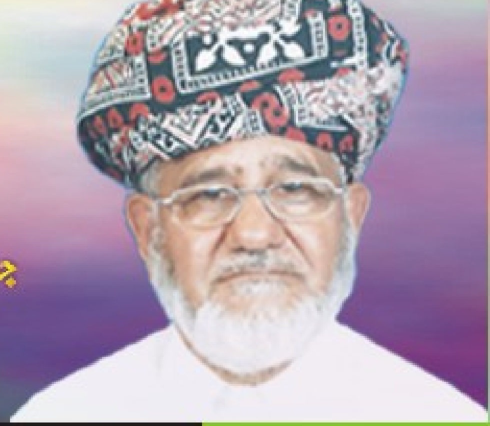
ایسے افراد کا چناؤ عمل میں لانا، انکے سپرد نظام مملکت کرنا عین اطاعت خدا و رسول ﷺ ہے۔ یہی چناؤ کا سسٹم یونین کونسل کے شورائی ممبر سے لے کر خلیفہ وقت یعنی صدر مملکت تک بروئے کار لایا جاتا ہے۔ یونین کونسل کے شورائی ممبر سے لے کر خلیفہ ءوقت تک بیت المال یعنی خزانہ سے ایک عام کسان، مزدور معمار محنت کش ہنر مند معلم، کے معیار حیات کے مطابق بنیادی ضروریات حیات ملکی خزانہ سے مہیا کی جاتی ہیں۔ مسجد شریف عوام الناس اور نظام مملکت چلانے والوں کی تربیت گاہ کا فریضہ ادا کرتی ہے۔ قرآن حکیم کے آئین کی روشنی میں اعتدال و مساوات ،عدل و انصاف، امانت و دیانت، اخوت و محبت، اسوہ حسنہ، حسن خلق، انسانیت کیلئے بے ضرر اور منفعت بخش ہونے، خالق کی مخلوق کو خالق کی نگاہ سے دیکھنے، سادگی و شرافت کی زندگی گذارنے اور دنیا کی بے ثباتی سے متعارف کروانے پر مشتمل قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں تعلیمی نصاب قائم کرنا اسلامی معاشرہ اور اسلامی نظام مملکت چلانے والے ارکان کو تیار کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مسجد شریف مسلمانوں کی عبادت گاہ بھی ہے اور اسلامی معاشرہ کی انتظامیہ اور عدلیہ کی آماجگاہ بھی ہے۔ معاشی، معاشرتی عدل کا محور اور مخلوق خدا کے حقوق و فرائض ادا کرنے والے ارکان مملکت کی تربیت گاہ بھی ہے۔ اسلامی نظام مملکت کو چلانے والے ارکان یا امیر المومنین یا صدر مملکت ہوں۔ وہ ملکی وسائل، مال و دولت، ذرائع آمدن، تجارت اور ملکی خزانہ کے امین ہوتے ہیں۔ نہ وہ جاگیر دار ہوتے ہیں اور نہ ہی سرمایا دار۔ نہ وہ ملکی خزانہ لوٹتے ہیں، نہ انکی کوئی مل، فیکٹری یا کارخانہ انکی ملکیت ہوتا ہے۔ نہ کوئی سرے محل، رائے ونڈ ہاؤس، بنی گالا ہاؤس یا شاہی پیلس جیسے شاہی محل انکے پاس ہوتے ہیں۔ نہ وہ معاشی دہشت گرد، نہ معاشی قاتل اور نہ ہی ملکی ملکیتوں کو اپنی وراثت بنانے والے ہوتے ہیں۔ انکو ملکی خزانہ سے ایک عام کسان، محنت کش، ہنر مند، معلم، ڈرائیور، اردلی، سپاہی، گن مین، جھاڑو کش اور عوام الناس کے مطابق ملکی خزانہ یعنی بیت المال سے ضروریات حیات مہیا کی جاتی ہیں۔ انکی رہائش ایک عام کسان، مزدور، محنت کش، ہنر مند کی طرح ایک سادہ سی رہنے کیلئے کٹیا مہیا کی جاتی ہے۔ ملک ہو یا ریاست، وہ تمام اہل وطن کا سانجھا گھر ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کی روشنی میں عمر لازی کی بجا آوری کرنا ارکان اور صدر مملکت کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پیدائش سے لے کر موت تک ہر فرد کے بنیادی حقوق کی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے۔ خلیفہ ءوقت ہو، امیر المومنین ہو یا صدر مملکت ہو ملک کا ہر فرد ان سے پوچھ سکتا ہے کہ آپ نے یہ کرتا کیسے بنایا ہے۔ وہ تمام اہل وطن مسلم امہ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۲۔مغربی جمہوریت کے مادہ پرستوں کے کلچر کی پہچان قرآن حکیم کے نظریات ،تعلیمات ،اخلاقیات ،امانت و دیانت ،اعتدال و مساوات ،عدل و انصاف کے خلاف وسائل مال و دولت ،ذرائع آمدن ملیں ،فیکٹریاں ،کارخانے ،تجارتی ادارے ،انکی ذاتی ملکیتیں اور ملکی عوام انکے ذاتی غلام محکوم ہوتے ہیں ۔انکی زندگی کا مدعا ،انمول ذاتی یا سرکاری گاڑیاں ،شاہی ایوان ،صدر ہاؤس ،وزیر اعظم ہاؤس ،وزیر اعلیٰ ہاؤس ،گورنر ہاؤس ،سرے محل ،رائے ونڈ ہاؤس ،بنی گالا ہاؤس ،شاہی پیلس ،شاہی رہائشی محل ،شاہی ریسٹ ہاؤس انمول ہوٹل ،لاجواب عشرت کدوں پر مشتمل عیش و عشرت کا نظام حیات اور تعیش سے بھرا ہوا نظام حکومت کا سلسلہ انکی وراثت کا حصہ ہوتا ہے ۔ملکی وسائل ذرائع آمدن ،تجارت اور ملکی خزانہ پر انکی مکمل بالادستی قائم ہوتی ہے ۔اس مقصد حیات کے حصول کیلئے ملک کے کم و بیش چھ ہزار جاگیردار سرمایا دار انگریز کے پروردہ ملکی غدار اور چار فوجی ڈکٹیٹروں ،انکے چند کور کمانڈروں کے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے قرآن حکیم کے متضاد ملک پر مغربی جمہوریت کے نام پر استحصالی ظالمانہ ،دلسوز مجرمانہ باطل ،غاصب مغربی جمہوریت کا نظام حکومت مسلط کر رکھا ہے ۔اسی ٹولہ کے ایک فوجی ڈکٹیٹر یحییٰ خان اور ایک سیاسی لیڈر مسٹر بھٹو نے باہمی مشاورت سے حکمرانی کے حصول کی خاطر ملک کو دولخت کیا اور مشرقی پاکستان کو الگ کر دیا ۔مغربی پاکستان کا نام پاکستان رکھا ۔وفاقی حکومت کے علاوہ مزید چار صوبائی حکومتیں اور ایک سینٹ کی سپریم اسمبلی قائم کی ۔ملک کے تمام جاگیردار ،سرمایا دار ٹولہ کو صوبائی حکومتوں اور سینٹ کے سپریم ایوان کا حصہ بنا دیا ۔سینٹروں ،ایم این اے ،ایم پی اے کے اسمبلی ممبران کو پھیلایا اور ملک پر اپنے ٹولہ کی اجارہ داری مزید مضبوط بنا کر ملک اور ملکی عوام کو یرغمال بنا لیا ۔مغربی جمہوریت کے فوجی سیاسی غاصب ٹولہ کے ایک فوجی ڈکٹیٹر اسکے چند کور کمانڈروں نے ۹ لاکھ سپاہ اور چھ ہزار جاگیردار سرمایا دار ٹولہ کے سیاستدانوں نے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو محکوم ،غلام ،قیدی بنا کر رکھ دیا ۔اس طرح پاکستان ایک جیل اور عوام اسکے قیدی بن چکے ہیں ۔انکی اولادوں پر مشتمل فوج شاہی منصف شاہی افسر شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے دانشور انکے اس ظالمانہ استحصالی نظام حکومت کے جلاد بنا دیئے ۔چاروں صوبوں کے مشیروں ،وزیروں کی افواج ،وزیر اعلیٰ ،گورنر ،انکے علاوہ وفاقی حکومت کے ایم این اے ،مشیروں ،وزیروں کی افواج وزیر اعظم صدر مملکت اور سینیٹروں کا شاہی حکومتی ٹولہ ،انکی شاہی تنخواہیں ،بیشمار شاہی مراعات انکا خود ساختہ حکومتی حق بنتا گیا ۔



بابا جی عنایت اللہ



جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

حکومتی اقتدار ملکی پیداوار، ملکی وسائل، ملکی، غیرملکی قرضے، ملکی خزانہ انکی ملکیت کا حصہ بنتا گیا۔فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کا حکومتی شاہی طبقہ حکومتی ٹولہ کے معزز دہشت گردوں کی ایسی سپاہ ہے جو ملک کے ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، خزانہ اور ملک پر قبضہ کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔عدلیہ انتظامیہ اور فوج شاہی کا مراعات یافتہ شاہی طبقہ مغربی جمہوریت کے حکومتی ٹولہ کی حفاظت پر معمور اور اہل وطن کے قتال پر مجبور ہوتا ہے ۔ملک اسی حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی ملکیت، خزانہ انکی پاکٹ منی بنتا آرہا ہے۔۱۸ کروڑ مسلم امہ کے فرزندان، انکی نسلیں مغربی جمہوریت کے نظام حکومت اور اسکے حکومتی ٹولہ کے قیدی، غلام، مجبور، اپاہج، معذور اور محکوم بنتے آرہے ہیں۔کتنے ظلم کی بات ہے کہ مغربی جمہوریت کے استحصالی نظام حکومت، اسکے سیاسی فوجی حکومتی ٹولہ نے اہل وطن ۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلوں کو قرآن حکیم کے نظریات، تعلیمات، اخلاقیات، امانت و دیانت اعتدال و مساوات، عدل و انصاف سے محروم کر رکھا ہے۔ملکی وسائل، ذرائع آمدن ملکی خزانہ ان سے چھین کر انکو غربت تنگدستی، بیروزگاری، ضروریات حیات سے محروم کر کے خودکشیوں، خودسوزیوں کی چتا میں دھکیل رکھا ہے۔فوجی ڈکٹیٹر یحیٰی خان اور مسٹر بھٹو کے بعد ملکی غدار، ملک دشمن، اسلام دشمن دوسرا فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکا تیار کردہ سیاسی حکومتی ٹولہ مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، شیخ رشید اور اسکی ہمنوا تمام سیاسی جماعتوں نے مل کر امریکہ اور اسکے اتحادیوں کو ملک کا شمسی ایئر بیس افغانستان اور اس میں بسنے والے مسلمانوں کے قتال اور اسلامی حکومت کو ختم کرنے کیلئے پاکستانی عوام اور فوجی سپاہ کی مرضی کے خلاف مہیا کر دیا۔ امریکہ نے شمسی ایئر بیس کو اپنی چھاؤنی بنالیا۔افغانستان کے پانچ چھ لاکھ مسلمانوں، انکے بچے بچیوں اور انکی بستیوں کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔پاکستانی عوام جو افغانستان کے عوام کی مدد و معاونت کرتے اور اسلام کے نفاذ کی بات کرتے امریکہ، اسکے اتحادی ممالک اور فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے مجرم سیاسی، فوجی ٹولہ انکو طالبان اور دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال کرتا رہا۔قرآن حکیم کے نظریات کے خلاف مخلوط تعلیم مخلوط معاشرہ اور مخلوط حکومت کا قانون پاس کر کے اپنی ۵۱ فیصد مستورات کیلئے حکومتی ایوان اور اسکے علاوہ ۵۱ فیصد مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مستورات کیلئے فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے حکومتی اداروں کے دروازے کھول لئے۔فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مرد و زن ملک کے وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، ملکی خزانہ کی لوٹ مار میں شامل ہو گئے۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!



اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

اسطرح فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مجرموں نے حقوق نسواں کے نام پر اپنی ہی مستورات کے ذریعے ملکی وسائل، ذرائع آمدن، ملکی تجارت، ملکی حکومتی ایوان اور ملکی خزانہ اپنی ملکیت بنا لیا اور ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو انکے شاہی اخراجات برداشت کرنے کا پابند بنالیا اور ملک لوٹ لیا۔ مخلوط حکومت سے قرآن حکیم کے آئین نظریات، تعلیمات، اور اسلامی تہذیب کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ ۵۱ فیصد مستورات کا اضافی بجٹ کا مزید بوجھ مسلم امہ کے ۱۸ کروڑ فرزندان اور انکی نسلوں پر ڈال دیا اور انکو خودکشیوں، خودسوزیوں کی چتا میں دھکیل دیا۔ پاکستان کو ریڈ ایریا بنا کر رکھ دیا۔ لال مسجد اسلام آباد کے مدرسہ حفصہ کے سات، آٹھ ہزار طلبا طالبات نے اس قانون کے خلاف آواز اٹھائی تو فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے کم وبیش تین ہزار طلبا اور طالبات کو طالبان اور دہشت گردوں کا نام دے کر انکا قتال کر کے رکھ دیا۔ بیشتر مجاہدین اس واقع کے بعد حکومتی ٹولہ اور اپنی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف ملک چھوڑ کر برطانیہ بھاگ گیا۔ بدقسمتی سے اسکا ہمنوا مجرم فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ اسی طرح ملک پر قابض رہا۔ اب وہی فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ قرآن حکیم کے مطابق اسلامی جمہوریت کے آئین نظریات تعلیمات، اخلاقیات کے متصادم مغربی جمہوریت کے کفر کے مخلوط، طبقاتی، سودی، سیاسی، معاشی معاشرتی استحصالی نظام حکومت کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو طالبان، دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال کرنا حکومتی ٹولہ انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کی مجبوری اور انکی بقا کی بنیادی ضرورت ہے۔ ان مقاصد کو حل کرنے کیلئے ملک میں ہندوستان کی را، اسرائیل کی مساد امریکہ کی بلیک واٹر، سی آئی اے اور دنیا بھر کے ممالک کی خفیہ ایجنسیاں اسلامی تحریک کے خاتمے کیلئے انہی کی اجازت سے ملک میں داخل ہوئی ہیں اور دہشت گردی کے فرائض ادا کر رہی ہیں۔ وہ امریکہ اسرائیل انڈیا کی خفیہ ایجنسیاں جعلی بوگس طالبان اور دہشت گردوں کے روپ میں جدید اسلحہ اور ریموٹ کنٹرول سے بم بلاسٹ کرتی ہیں۔ فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ کے مردوزن اپنی اور اپنے مغربی جمہوریت کے مخلوط استحصالی نظام حکومت اسکے، معاشی معاشرتی استحصالی طبقاتی نظام کے خلاف آواز اٹھانے والوں اور دینی اداروں کے طلبا اور طالبات کو دہشت گرد کا نام دے کر انکا قتال جاری اور انکی اسلامائزیشن کی تحریک کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

امریکہ، اسرائیل، انڈیا کے میڈیا کے ایجنٹ انکے تحفظ کا رول ٹی وی اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ مسلم امہ کی اسلامائزیشن کی آواز کو دبانے اور مغربی جمہوریت کے مبلغ اور کفر کا کلچر پھیلانے کیلئے وہ ہر ظلم اور ہر جرم کرتے آرہے ہیں۔



بابا جی عنایت اللہ

جب دامن دین ہی ہاتھ میں نہ ہو تو اسلام کیسا اور مسلمان کیسے!

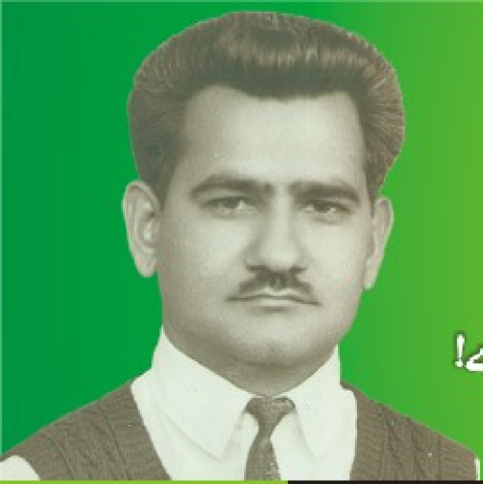


اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

۱۸۵۷ سے لے کر ۱۹۴۷ تک انگریز نے اس استحصالی مغربی جمہوریت کے نظام حکومت کو ہندوستان کی عوام پر مسلط رکھا اور آزادی مانگنے والوں کا قتال جاری رکھا۔اب اسلامی نظام جمہوریت کے نفاذ کا نام لینے والوں کا قتال مغربی جمہوریت کے جاگیردار، سرمایا دار انگریز کے پروردہ ملکی غدار فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ نے اہل وطن کا قتال اپنی حکومتی اجارہ داری کیلئے ضرورت کا حصہ بنا رکھا ہے۔دہشت گرد اور مجرم پہلے انگریز تھا اب یہ جاگیردار، سرمایا دار، ایک فوجی ڈکٹیٹر، اس کے چند کور کمانڈر سیاسی حکومتی ٹولہ اور انکے مغربی جمہوریت کے مرد و زن ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹ کے ممبران انکے مشیر، وزیر، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم، صدر مملکت، یعنی فحاشی بے حیائی بدکاری، زنا کاری کے مجرم، معاشی قاتل، زمین مافیہ، پراپرٹی ڈیلر، بھتہ خور اور اغوا برائے تاوان کے معاشرتی دہشت گرد اور ملک لوٹنے والے رہزنوں نے ملک اور ۱۸ کروڑ فرزندان اسلام اور انکی نسلوں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔جوں جوں انکی تعداد ون یونٹ کو توڑنے کے بعد وفاق سے نکل کر چاروں صوبوں اور سینٹ کے ایوانوں تک پھیلتی گئی اور پھر ۵۱ فیصد حقوق نسواں کے نام پر اپنی مستورات کو حکومتی ٹولہ اور مراعات یافتہ شاہی طبقہ کا حصہ بنالیا۔ظلم اور جرم اسی تناسب سے پھیلتا گیا۔عوام الناس کا جینا دشوار سے دشوار ہوتا جا رہا ہے۔۱۸ کروڑ مسلم امہ، انکی نسلیں اس مغربی جمہوریت کے باطل، غاصب نظام حکومت اور اسکے فوجی سیاسی حکومتی ٹولہ سے نجات چاہتے ہیں۔مغربی جمہوریت کا نظام حکومت اپنے سیاسی اسمبلیوں کے ممبران کے کلچر اور تعلیمی اداروں سے طبقاتی طالبان، دہشت گرد، معاشی، معاشرتی اور انسانی قاتلوں کا مجرم فوجی سیاسی مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے دانشور کارندے پیدا کرتا آ رہا ہے۔

مغربی جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس سے ایک ملک دشمن فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف اسکے چند کور کمانڈر نو لاکھ سپاہ اور انکا تیار کردہ چھ ہزار سیاسی ٹولہ کے مرد و زن مسلم لیگ ق، ایم کیو ایم، انکا شیخ رشید جیسا اتحادی ٹولہ ملکی آئین توڑنے والے ملک دشمن، ملک غدار ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کے مجرم ہیں۔این آر او کے مجرموں کے ظلم، معاشی معاشرتی قتال اور ملک دشمن جرائم کے خلاف آواز اٹھانے والوں کا قتال آج تک جاری ہے۔

اے رب جہاں۔اے رب رحیم۔!۔ہمیں اس مغربی جمہوریت کے باطل نظام حکومت اور اسکے حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے فوج شاہی، افسر شاہی، منصف شاہی کے فوجی سیاسی مرد و زن کے مجرموں سے نجات عطا فرما۔ہمیں این آر او کے مجرموں سے ۹۷ ارب ڈالر جو انکے رشوت، کمیشن، کرپشن، ملکی خزانہ، وسائل، آئی ایم ایف کے قرضے اور لوٹ مار سے اکٹھے کیے ہوئے ڈالر مغربی بنکوں میں موجود ہیں انکو واپس لانے اور این آر او کے مجرموں کے تمام قتال کے کیس، قرضے، لوٹ مار، تمام ملک اور غیر ممالک میں پھیلی ہوئی ملیں، فیکٹریاں، کارخانے، کاروبار، سرے محل، رائے ونڈ ہاؤس، بنی گالا ہاؤس، شاہی پیلس، حکومتی شاہی ایوان، صدر ہاؤس، وزیر اعظم ہاؤس، وزیر اعلیٰ ہاؤس، گورنر ہاؤس، وزیر و مشیر ہاؤس لاکھوں انمول گاڑیاں اور انکا ایندھن یعنی اربوں ڈالر کا زر مبادلہ کا پٹرول، ڈیزل، گیس کو دھواں بنانے کا عمل ختم کرنے کی توفیق عطا فرما۔ہمیں انکے معاشی معاشرتی قتال سے بچا۔





اسلامی جمہوریت اور مغربی جمہوریت کا نظریاتی تضاد

ہمارے بیشتر دانشور، سکالر، تجزیہ نگار، صحافی، قلم کار، اینکرز مغربی جمہوریت کے تعلیمی نصاب کے شاہکار، ملکی غدار دانشور ہیں۔ جو امریکہ، اسرائیل، انڈیا کے زرخرید ٹی وی چینلوں کے ایجنٹ ہیں۔ جو امریکہ اور مغربی جمہوریت اور اسکے حکومتی ٹولہ کے مردوزن کے استحصالی نظام حکومت کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ۱۸ کروڑ مسلم امہ اور انکی نسلوں کو دہشت گرد بناتے اور انکا قتال کرواتے آ رہے ہیں۔ حکومتی ایوانوں کے مجرموں کو تحفظ فراہم کرتے آ رہے ہیں۔

۱۔ انہی ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگاروں، قلم کاروں، کالم نویسوں، ذرائع ابلاغ کے ملک دشمن عناصر کا کمال یہ ہے۔ کہ غریب، بے بس، بیروزگار، تنگ دست، ضروریات حیات سے محروم جو بجلی کا بل ادا نہ کر سکیں تو اس پر پچاس روپے جرمانہ تو واپڈا کا چیر مین، وزیر اعلیٰ، گورنر، وزیر اعظم صدر پاکستان اور چیف جسٹس آف سپریم کورٹ آف پاکستان تو معاف نہ کر سکیں۔

۲۔ لیکن ملک دشمن فوجی ڈکیٹر پرویز مشرف اور اسکے چند کور کمانڈر اور اسکا سیاسی حکومتی ٹولہ تمام ملک دشمن، غدار، آئین توڑنے والے مجرم ۱۸ کروڑ عوام کو نو سال تک مارشل لا کی گن پوائنٹ پر قیدی اور یرغمال بنائے رکھیں۔ ملک وسائل، ذرائع آمدن، تجارت، حکومتی ایوانوں کے شاہی اخراجات سے عیاشانہ زندگی گذارتے رہیں۔ رشوت، کرپشن، کمیشن سے مال و دولت جمع کرتے رہیں۔ تمام محکموں میں اپنے پسندیدہ افراد کو ملازمتیں مہیا کرتے رہیں۔ ملکی خزانہ اور ملکی اور غیر ملکی قرضے ہضم کرتے رہیں۔ انکو کوئی پوچھنے والا نہ ہو

۳۔ ۵۱ فیصد مستورات کے نام پر ملک کا ۵۱ فیصد بجٹ لوٹنے کا قانون بناتے رہیں۔ اسلام آباد کے مسجد حفصہ کے طلبا طالبات کے پر احتجاج تین ہزار طلبا طالبات کا قتال کر کے رکھ دیں ان مجرموں کوئی پوچھنے والا نہ ہو

۴۔ فوجی ڈکیٹر یحییٰ خان اسکے چند کور کمانڈر اور مسٹر بھٹو ملک کو دولخت کر دیں، ون یونٹ کو توڑ کر چار صوبائی حکومتیں بنا ڈالیں، چار وزیر اعلیٰ، چار گورنر، چار سپیکر، چار اسمبلیوں کے ممبران، حکومتی ٹولہ، انکے مراعات یافتہ شاہی طبقہ کے شاہی ایوانوں، شاہی رہائشوں کے اخراجات کون دیگا۔

۵۔ فوجی ڈکیٹر یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو پاکستان کی ۹۳ ہزار افواج کو ہندوستان کا قیدی بنا دیں، انکو تختہ دار تک پہنچانے کی بجائے حکومتی ایوان مہیا کر دیے جائیں۔ ٹی وی اینکرز، تجزیہ نگار، قلم کار، کالم نویس، ذرائع ابلاغ کے مبلغ اس پر کیوں خاموش ہیں۔

بابا جی عنایت اللہ کی تصانیف



۱۔ آئینۂ وقت
۲۔ صدائے وقت
۳۔ ندائے وقت
۴۔ آوازِ وقت
۵۔ نادِ وقت
۶۔ چراغِ وقت
۷۔ انقلابِ وقت
۸۔ مسیحائے وقت
۹۔ نوشتۂ وقت
۱۰۔ بلائے وقت